عمران سیریز
راک فیلڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''راک فیلڈ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول پاکیشیا میں غیر ملکی ایجنٹوں اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ کے گروپس کے درمیان ایک قیمتی دھات کے حوالے سے ہونے والی زبردست اور خونریز کشمکش پر مبنی ہے۔ جس میں ٹائیگر اور عمران کو مجرموں تک رسائی حاصل کرنے اور انہیں قیمتی دھات پاکیشیا سے باہر لے جانے سے روکنے کے لئے زبردست انداز میں مسلسل کارروائی کرنا پڑی تھی۔ کیا عمران اور ٹائیگر، راک فیلڈ نامی ایجنٹ کو پکڑنے اور اس سے قیمتی دھات بچانے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔ ان سب سوالات کے جواب آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہوں گے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد انداز کا ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے بذریعہ خطوط مجھے مطلع کریں اور ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی صورت میں کم نہیں ہیں۔

سکھر سے محمد جعفر لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول ''بلیک ڈے'' بے حد پسند آیا۔ یہاں ہمارا ایک بڑا گروپ ہے جو آپ کے ناول پڑھتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ البتہ آپ کے ناولوں میں مزاح اور فائٹ کا

عنصر کافی حد تک کم ہو گیا ہے۔ امید ہے آپ اس پر توجہ دیں گے۔

محترم محمد جعفر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر آپ کا اور آپ کے پورے گروپ کا بے حد شکریہ۔ ہر ناول کا اپنا سیٹ اپ ہوتا ہے جس میں مزاح اور فائٹ کو اسی تناسب سے سمویا جاتا ہے جتنی کہ اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلاوجہ کا مزاح اور بے وقت کی فائٹ بھی ناول کی اہمیت ختم کر دیتی ہے۔ اس لئے ہر ناول کو اس کے مزاج کی مناسبت سے ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والے کو بوریت نہ ہو اور نہ ہی اسے کسی تشنگی کا احساس ہو۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی ان شکایات کا ازالہ کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جتوئی ضلع مظفر گڑھ سے رانا اشفاق احمد قریشی لکھتے ہیں۔ آپ کا نیا ناول ''لائم لائٹ'' بے حد پسند آیا۔ یہ آپ کا حقیقتاً شاہکار ناول ہے لیکن یہاں لائبریری میں آپ کے بہت سے ناول دستیاب نہیں ہیں۔ آپ یہ ناول ہمیں بذریعہ وی پی ارسال کر دیں اور ساتھ ہی اپنے ناولوں کی لسٹ بھی بھجوا دیں تاکہ ہم ان ناولوں کا مطالعہ کر سکیں

محترم رانا اشفاق احمد قریشی صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ اگر ناول بذریعہ وی پی منگوانا چاہتے ہیں یا لسٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو برائے کرم جوابی لفافہ منیجر ارسلان پبلی کیشنز کے نام

پر بھجوا دیں۔ وہ آپ کو لسٹ بھی ارسال کر دیں گے اور ناولوں کو بذریعہ وی پی ارسال کرنے کا طریقہ کار بھی بتا دیں گے بلکہ میری تمام قارئین سے درخواست ہے کہ میرے نام کے خطوط اور جواب طلب کاروباری معلومات کے لئے ادارہ کو خطوط لکھا کریں۔ آپ کے بھیجے ہوئے خطوط مجھے ادارہ سے باآسانی مل جاتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے ناصر حسین لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ ''ملٹی ٹارگٹ'' واقعی اچھوتا ناول تھا۔ لیکن ایک بات میں نے محسوس کی ہے کہ اب مجرموں نے عمران کے داؤ اسی کے خلاف استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ چیف عمران کو چیک ہی نہ دے اور عمران کا مستقبل خطرے میں پڑ جائے۔ اسے ہوشیار ہو جانا چاہئے اور نئے داؤ پیچ سیکھ لینے چاہئیں تاکہ اس کا روزگار چلتا رہے۔

محترم ناصر حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ کی بات واقعی درست ہے کہ اب عمران کے داؤ پیچ مجرموں کو بھی سمجھ آ گئے ہیں اور انہوں نے عمران کے داؤ اسی پر استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن جس طرح بلی شیر کو درخت پر چڑھنا نہیں سکھاتی اسی طرح بہرحال عمران بھی یقیناً کچھ نہ کچھ داؤ پیچ سنبھال کر رکھتا ہو گا تاکہ اسے چیف سے چیک لینے میں آسانی رہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

نصیر آباد سے ہاشم خان لکھتے ہیں کہ بچپن سے آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ جوانا میرا پسندیدہ کردار ہے۔ میرا سب سے پسندیدہ ناول ''روزی راسکل'' ہے۔ ایک فرمائش ہے کہ آپ نے جوانا پر جس طرح پہلے ''جوانا ان ایکشن'' کے نام سے الگ ناول لکھا تھا اس پر ایک اور ناول ضرور لکھیں۔

محترم ہاشم خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ کی فرمائش پر ضرور غور کروں گا مگر پھر قارئین نے اپنے اپنے پسندیدہ کرداروں پر دوبارہ لکھنے پر زور دینا ہے۔ البتہ بہت سے قارئین کی فرمائش ہے کہ ابھی جن کرداروں پر الگ ناول نہیں لکھے گئے ہیں ان پر پہلے لکھیں پھر دوسرے راؤنڈ کا سوچیں۔ بہرحال کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کرسکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

ٹائیگر نے اپنی کار شانگو بار کی پارکنگ میں روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے چست لباس پہن رکھا تھا اور اس کے گلے میں سرخ رنگ کا رومال بندھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ کرختگی چھائی ہوئی تھی جو اس کے میک اپ کی وجہ سے تھی۔

کار پارکنگ سے نکل کر وہ مین ڈور تک آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بار میں داخل ہو گیا۔ بار کے ہال میں منشیات کے دھویں اور سستی شراب کی ناگوار بو بھری ہوئی تھی۔

بار میں موجود افراد کی زیادہ تعداد کا تعلق زیر زمین دنیا سے تھا۔ یہ شانگو بار تھا جو شہر سے ہٹ کر ایک ایسے علاقے میں تھا جہاں سے کئی شاہراہیں گزرتی تھیں اور وہاں سے گزرنے والے افراد جو شراب اور منشیات کے عادی تھے ضرور رکتے تھے۔

ٹائیگر جب بھی فارغ ہوتا تو وہ ایسے ہی میک اپ میں انڈر ورلڈ کے میں کلبوں اور باروں میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔ ایسی بے

شمار جگہوں پر اس نے اپنی طاقت، ذہانت اور بہترین فائٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا۔ اسے ماسٹر فائٹر کے ساتھ ساتھ ٹاپ شوٹر بھی کہا جاتا تھا۔ اس نے زیرِ زمین دنیا میں سنیک کے نام پر اپنی شناخت بنا لی تھی اور زیرِ زمین دنیا کے بہت سے نامی گرامی بدمعاش اس کا نام سن کر ہی دہل جاتے تھے۔ ٹائیگر نے اپنی شناخت اپنی ذات تک محدود رکھی تھی۔ وہ فردِ واحد کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس کا نہ تو کوئی گروپ تھا اور نہ ہی اس کا کسی تنظیم سے تعلق تھا۔

شانگو بار کا مالک شانگو نامی ایک غیر ملکی تھا جو نہ صرف شہر کے ٹاپ کلاس بدمعاشوں میں شمار ہوتا تھا بلکہ اس نے اپنا ایک گروپ بھی بنا رکھا تھا جو اس کے لئے سمگلنگ، قتل و غارت اور دیگر جرائم میں مصروف رہتا تھا۔ اس گروپ کو عرفِ عام میں ڈینجر گروپ کہا جاتا تھا۔ شانگو کے پاس جب بھی کوئی ایسا کام ہوتا جس میں اسے کسی فردِ واحد کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ اس کام کے لئے کسی جرائم پیشہ افراد یا اپنے ڈینجر گروپ کو استعمال کرنے کی بجائے ٹائیگر کو ترجیح دیتا تھا۔ ٹائیگر اس کے لئے باقاعدہ معاوضے کے طور پر کام کرتا تھا اور وہ ہمیشہ اپنی مرضی کا معاوضہ وصول کرتا تھا۔

ٹائیگر چونکہ اس میک اپ میں اس کلب میں آتا رہتا تھا اس لئے بار کے تمام افراد اسے پہچانتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی وہ کاؤنٹر پر پہنچا وہاں موجود کاؤنٹر مین نے اسے اشارے سے شانگو

کے پاس اس کے دفتر میں جانے کا کہا۔

شانگو کا آفس بار کے بیسمنٹ میں تھا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر کی سائیڈ میں موجود سیڑھیاں اترتا ہوا بیسمنٹ میں چلا گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ شانگو کے آفس میں موجود تھا۔

''آؤ سنیک۔ آج تمہارے مطلب کا کام آ گیا ہے''۔ شانگو جو خاصا طاقتور اور دیو قامت جسامت کا مالک تھا، نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا کام ہے''...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''معمولی سا کام ہے لیکن یہ کام صرف تم جیسا باصلاحیت آدمی ہی کر سکتا ہے''...... شانگو نے سنجیدگی سے کہا۔

''کام بتاؤ''...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''ایک آدمی کو تلاش کرنا ہے''...... بارکی نے کہا۔

''کتنا معاوضہ دو گے اس کام کا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''دو لاکھ''...... شانگو نے کہا۔

''صرف دو لاکھ۔ سوری۔ یہ میرے لئے بے حد کم معاوضہ ہے''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے دو لاکھ معاوضے کا سن کر شدید مایوسی ہوئی ہو۔

''لیکن کام بھی تو معمولی ہے''...... شانگو نے کہا۔

''کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

‘‘کیا مطلب’’...... شانگو نے چونک کر کہا۔

‘‘مجھے معلوم ہے کہ تم یہ کام اپنے طور پر بھی کر سکتے ہو اور تم نے یہ کوشش کی بھی ہو گی۔ اس شخص کے لئے تم نے زیر زمین کے کھوجی بوڑھے طوطے سے بھی بات کی تھی۔ اس کی ناکامی کے بعد ہی تم نے مجھ سے یہ کام معاوضہ دے کر کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بولو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا’’...... ٹائیگر نے کہا تو شانگو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

‘‘تو تمہیں پتہ چل گیا کہ میں نے اس کی تلاش بوڑھے طوطے سے بھی کرائی تھی’’...... شانگو نے کہا۔

‘‘میں سنیک ہوں شانگو اور میں ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں’’...... ٹائیگر نے پھنکار کر کہا۔

‘‘تم واقعی ذہین اور چالاک ہو۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں واقعی اس کی بوڑھے طوطے سے تلاش کرا چکا ہوں لیکن وہ اسے تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے’’...... شانگو نے ہنستے ہوئے کہا۔

‘‘اب معاوضے کی بات کرو’’...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

‘‘اس کام کے لئے میرا دس لاکھ میں سودا طے ہوا ہے۔ دونوں ففٹی ففٹی کر لیتے ہیں۔ اب تو مان جاؤ’’...... شانگو نے ہنستے ہوئے کہا۔

‘‘خیر ایسا بھی نہیں ہے۔ معاوضہ تو تم نے اس سے بھی زیادہ لیا

ہو گا لیکن پانچ لاکھ بھی میرے لئے مناسب ہیں’’...... ٹائیگر نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا تو شانگو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر بڑے نوٹوں کے دو پیکٹ نکال کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیئے۔

‘‘اصول کے مطابق۔ آدھی رقم ایڈوانس اور آدھی کام ہو جانے کے بعد’’...... شانگو نے کہا تو ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے گڈیاں اٹھائیں اور انہیں اپنی جیبوں میں ڈال لیا۔

‘‘میں نے بغیر گنے اور بغیر دیکھے رقم اٹھا لی ہے۔ رقم کم ہوئی یا اس میں ایک نوٹ بھی جعلی ہوا تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔ میں بددیانتی پسند نہیں کرتا’’...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

‘‘بے فکر رہو۔ میرا بھی اصول تم جانتے ہو’’...... شانگو نے مسکرا کر کہا۔

‘‘اب بتاؤ کسے تلاش کرنا ہے’’...... ٹائیگر نے کہا۔

‘‘ایک مشہور سیاح ہے۔ اس کا نام میجر شہاب ہے۔ اسے تلاش کرنا ہے’’...... شانگو نے کہا۔

‘‘کیا اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے’’...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

‘‘نہیں۔ اس کا زیر زمین دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے’’...... شانگو نے کہا۔

‘‘کہاں رہتا ہے’’...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہیں دارالحکومت میں''...... شانگو نے کہا۔

''کیا تم نے شہر کی فون ڈائریکٹری چیک کی ہے۔ پوسٹ آفس سے پتہ کیا ہے اس کا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ سب کر چکا ہوں لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں ہے لیکن یہ حتمی بات ہے کہ وہ یہیں کہیں موجود ہے''...... شانگو نے کہا۔

''رجسٹریشن اتھارٹی اور پاسپورٹ آفس سے پتہ کیا ہے۔ وہ سیاح ہے اس لئے اس کا پاسپورٹ آفس میں تو ضرور نام پتہ ہونا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں ہر جگہ چیک کر چکا ہوں۔ فون ڈائریکٹری میں بہت سے میجر شہاب موجود ہیں لیکن ان میں ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں خاصی محنت کر چکا ہوں''...... شانگو نے کہا۔

''اور تمہاری محنت کسی کام نہیں آئی''...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ میں واقعی اسے تلاش کرنے میں ناکام رہا ہوں''۔ شانگو نے برملا اپنی ناکامی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا کوئی فوٹو ہے تمہارے پاس''...... ٹائیگر نے پوچھا تو شانگو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں سے ایک پرانے اخبار کی کٹنگ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔ اخبار مقامی تھا اور اس میں ایک طاقتور، دیو ہیکل اور انتہائی ٹھوس جسم کے مالک ادھیڑ عمر آدمی کی تصویر تھی۔ وہ کلین شیوڈ تھا اور

سر سے گنجا تھا۔ اس کے چہرے پر جوانوں کا سا جوش اور ولولہ تھا اور اس کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی۔

''یہ کس اخبار کا تراشہ ہے اور کب کا ہے''...... ٹائیگر نے غور سے فوٹو دیکھنے کے بعد پوچھا۔

''مقامی اخبار ہے۔ نام مجھے یاد نہیں اور یہ تصویر دو سال پہلے اس اخبار میں شائع ہوئی تھی''...... شانگو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں اسے تلاش کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کب تک تلاش کر لو گے تم اسے تاکہ میں پارٹی کو تسلی دے سکوں''...... شانگو نے کہا۔

''ہو جائے گا۔ جلدی کیا ہے۔ اس کے پاس کون سا کسی خزانے کا نقشہ ہے جو تمہیں اور پارٹی کو اسے تلاش کرنے کی جلدی ہے''..... ٹائیگر نے کاغذ تہہ کر کے اپنے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کچھ تو ہے اس کے پاس جو پارٹی اس کے لئے اتنی بڑی رقم خرچ کر رہی ہے لیکن ہمیں اس سے کیا۔ ہمارے لئے تو یہی خزانہ ہے جو ہمیں مل چکا ہے''...... شانگو نے کہا۔

''اوکے۔ میں آج سے ہی اس کی تلاش شروع کر دیتا ہوں۔ جیسے ہی اس کا پتہ چلے گا میں تمہیں رپورٹ دے دوں گا''۔ ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''ارے۔ کام تو ہوتا رہے گا۔ بیٹھو کچھ گپ شپ ہو جائے اور

کھانا پینا بھی“...... شانگو نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

”نہیں۔ تم میری عادت جانتے ہو۔ میں پہلے کام کو ترجیح دیتا ہوں۔ گڈ بائے“...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کار میں اپنی رہائش گاہ کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ اس آدمی کی تلاش کے لئے اس کے ذہن میں ایک نام آ رہا تھا جو اس کے کام آ سکتا تھا اس لئے وہ پہلے اپنے فلیٹ میں جانا چاہتا تھا تاکہ اپنا میک اپ صاف کر سکے اور پھر ڈھنگ کا لباس پہن کر وہ اس شخص کے پاس جا سکے جو اسے سیاح کے بارے میں بتا سکتا تھا کہ وہ اسے کہاں مل سکتا ہے۔

پہاڑی سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ سڑک بے حد تنگ اور پیچدار ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خطرناک بھی تھی کیونکہ حالیہ ہونے والی بارشوں نے اس پہاڑی راستے کو انتہائی پھسلوان بنا دیا تھا۔

پہاڑیوں سے گرتا ہوا پانی سڑک پر دریا کے دھارے کی طرح بہہ رہا تھا اور یہ سڑک اوپر کی طرف جا رہی تھی لیکن پھسلوان سڑک ہونے کے باوجود کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا اور خاصا وجیہہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو شکل و صورت سے انگریزی فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے براؤن رنگ کا خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سر پر فلیٹ ہیٹ تھا جس پر سرخ رنگ کی پٹی لگی ہوئی تھی۔ وہ خطرناک سڑک پر یوں اطمینان سے کار چلا رہا تھا جیسے وہ کسی پہاڑی خطرناک سڑک کی بجائے کھلے اور سپاٹ میدان میں کار دوڑا رہا ہو۔

بار بار آنے والے تنگ موڑ پر وہ تیزی سے اسٹیئرنگ وہیل گھما رہا تھا اور کار کے وہیل تیز چرچراہٹوں کی آوازیں پیدا کرنے کے ساتھ سائیڈ سے اٹھ جاتے لیکن نوجوان موڑ کاٹتے ہی کار کو نہایت ماہرانہ انداز میں سیدھا کر لیتا۔ اس خطرناک ڈرائیونگ کے باوجود سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے گلابی رنگ کا منی سکرٹ پہنا ہوا تھا انتہائی بے خوف دکھائی دے رہی تھی۔ لڑکی کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے کاندھوں تک ترشے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر بے حد جوش اور مسرت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ نوجوان کی تیز اور خطرناک ڈرائیونگ پر خوف زدہ ہونے کی بجائے اس کا بھرپور لطف لے رہی ہو۔

لڑکی کی آنکھوں میں نوجوان کے لئے بے حد انسیت کے تاثرات تھے اور وہ اس کی جانب انتہائی شوق اور محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ اپنے خوابوں کے شہزادے کے ساتھ محوسفر ہو اور اس سفر کا وہ بھرپور لطف اٹھا رہی ہو۔

''اگر کار میرے ہاتھ سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تو تم کیا کرو گی ڈیئر سینڈرا''...... نوجوان نے یک لخت ہنستے ہوئے کہا۔

''تو میں تم سے لپٹ جاؤں گی اور ہم کسی کھائی میں گر کر سیدھے جنت میں پہنچ جائیں گے ڈیئر راک فیلڈ''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کار نوجوان کی بے ساختہ ہنسی سے

گونج اٹھی۔

''جنت میں مجھے کوئی اور پسند آ گئی تو''...... نوجوان نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں بھی اپنے لئے کسی اور کو پسند کر لوں گی''...... لڑکی نے جواباً ہنستے ہوئے کہا تو نوجوان جس کا نام راک فیلڈ تھا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ایسا ہوا تو میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''تو میں کون سا تمہیں پسند آنے والی کو چھوڑ دوں گی۔ میں بلی کی طرح پنجے مار کر اس کا منہ نہ لوچ لوں گی''...... لڑکی نے کہا جس کا نام سینڈرا تھا۔ راک فیلڈ بے اختیار ہنسا شروع ہو گیا اسے ہنستے دیکھ کر سینڈرا بھی ہنس دی۔

''نجانے باس نے اس وقت ہمیں کیوں بلایا ہے۔ میرا تو آج تمہیں سیر کرانے کا موڈ تھا۔ ہم لانگ ڈرائیو کرتے اور پھر کسی جھیل کے کنارے بیٹھ کر موج مستی کرتے اور میں خود کو تمہاری جھیل جیسی آنکھوں میں ڈبو دیتا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یہ کام ہم باس سے ملنے کے بعد بھی تو کر سکتے ہیں''۔ سینڈرا نے ادا بھرے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اگر باس نے ہمارے ذمہ کوئی کام نہ لگایا تو ہی ایسا ہو گا ورنہ ہمیں اس پروگرام کے لئے پھر سے وقت نکالنا پڑے گا اور ہمارے

پاس سب کچھ ہے سوائے وقت کے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ سیکرٹ ایجنٹوں کے پاس ہمیشہ وقت کی ہی کمی رہتی ہے''...... سینڈرا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے باس نے ہمیں کس لئے بلایا ہو گا''۔ راک فیلڈ نے پوچھا۔

''باس نے ایمرجنسی کال کی ہے اور ایمرجنسی کال باس تب ہی کرتا ہے جب اس کے پاس ہمارے لئے اہم کیس ہو''...... سینڈرا نے جواب دیا۔

''ایسا کون سا کیس ہو سکتا ہے جو ہمارے شایان شان ہو۔ ظاہر ہے ہم چھوٹا موٹا تو کیس ہاتھ میں نہیں لیتے۔ باس ہماری عادت جانتا ہے جب تک ہمیں ڈھنگ کا اور ہمارے مطلب کا کام نہ ملے ہم کچھ نہیں کرتے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یہ بات باس بھی جانتا ہے۔ باس نے ہمیں کال کر کے بلایا ہے تو ضرور اس کے پاس ہمارے مطلب کا ہی کام ہو گا''۔ سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''دیکھتے ہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔ پہاڑی راستوں سے گزر کر وہ ایک کچی سڑک پر آ گیا اور کچھ دیر کچی سڑک پر کار دوڑانے کے بعد اس نے ایک موڑ کاٹا تو اسے سامنے نیلے رنگ کا ایک چھوٹا مگر انتہائی خوبصورت کاٹیج دکھائی دیا جو ایک پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا تھا۔ کاٹیج کو دیکھتے ہی دونوں کے چہروں پر سنجیدگی آ گئی۔

راک فیلڈ اور سینڈرا کا تعلق اسرائیل کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ریڈ کارک سے تھا۔ یہ ایجنسی سرکاری ایجنسی ضرور تھی لیکن اس کا سیٹ اپ ایسا تھا کہ بظاہر اس کا حکومت سے کوئی تعلق نظر نہ آتا تھا اور اسے ایک پرائیویٹ ایجنسی شو کیا گیا تھا جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی۔ اس ایجنسی کا ایک سیکشن ایسا تھا جسے سپریم ٹاپ ایٹ سیکشن کہا جاتا تھا۔ اس سیکشن سے آٹھ افراد منسلک تھے۔ ان آٹھ افراد کو ٹاپ ایجنٹ کہا جاتا تھا۔ جن کا ریڈ کارک کی جرائم کی دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا اور انہیں صرف اہم ترین اور خصوصی مشنز پر ہی روانہ کیا جاتا تھا۔ ان دونوں کے کارناموں کی وجہ سے ان کی حیثیت ٹاپ پر تھی اور نمبر ون چونکہ ان کا باس تھا اس لئے دوسرا اور تیسرا نمبر راک فیلڈ اور سینڈرا کا تھا۔ دونوں انتہائی ذہین، ماہر نشانہ باز اور مارشل آرٹس میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ زیادہ تر وہ الگ الگ کام کرتے تھے۔ جہاں دو ایجنٹوں کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ دونوں ایک ساتھ ہی کام کرتے نظر آتے تھے اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنا بے حد پسند تھا۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر وہ ایک دوسرے پر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کے لئے اپنی تمام تر ذہانت کا استعمال کرتے تھے اور اپنے ہر مشن میں کامیابی حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے تھے۔

ٹاپ ایٹ سیکشن کا ٹاپ ایجنٹ ون جس کا کوڈ نام ماسٹر بلیک تھا۔ ریڈ کارک کے تمام ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا تھا اور اس کے

فیصلوں کو ریڈ کارک کے گرانڈ ماسٹر کا حتمی فیصلہ سمجھا جاتا تھا جس سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا تھا۔

ایک ساتھ کام کرنے کی وجہ سے دونوں بے حد کلوز ہو گئے تھے۔ راک فیلڈ نے سینڈرا کو اپنی دوست بنا رکھا تھا اور وہ شہر کے جدید ترین اور انتہائی خوبصورت علاقے میں موجود ایک کاٹیج میں رہتے تھے۔ راک فیلڈ نے کئی بار سینڈرا کو شادی کے لئے پرپوز کیا تھا۔ سینڈرا نے اس سے شادی کی حامی تو بھر لی تھی لیکن وہ ابھی خود کو کسی بندھن میں نہیں باندھنا چاہتی تھی اس لئے وہ راک فیلڈ کے ساتھ آزادانہ زندگی گزار رہی تھی۔ ان دونوں کا ریکارڈ چونکہ بے داغ تھا اس لئے ٹاپ ایٹ سیکشن کا باس راک فیلڈ اور اس کی ساتھی سینڈرا سے بے حد خوش تھا وہ ان دونوں کی جوڑی کو بے حد سراہتا تھا۔ ماسٹر بلیک نے راک فیلڈ کو ہارڈ ماسٹر اور سینڈرا کو ایکشن گرل کا خطاب دے رکھا تھا اور دونوں اپنے نام کے عین مطابق تھے۔ ناقابلِ شکست اور ناقابل تسخیر ایجنٹ۔

کاٹیج جو ٹاپ ایٹ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تھا تیزی سے نزدیک آتا جا رہا تھا اور پھر کچھ ہی دیر بعد راک فیلڈ نے کار کاٹیج کے شاندار اور بڑے پھاٹک کے سامنے روک دی۔ پھاٹک کے باہر چار مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ راک فیلڈ کی کار رکتے ہی ان میں سے دو تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ راک فیلڈ نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دے

دیا۔ اس آدمی نے غور سے کارڈ اور کارڈ پر لگی راک فیلڈ کی تصویر دیکھی اور پھر وہ غور سے راک فیلڈ اور سینڈرا کو دیکھنے لگا پھر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس راک فیلڈ کو دیا اور کار سے پیچھے ہٹ گیا۔ کار سے پیچھے ہٹتے ہی اس نے پھاٹک کے پاس کھڑے مسلح افراد کو کلیرنس کا اشارہ کیا تو ان میں سے ایک نے فوراً گیٹ کھولنا شروع کر دیا۔ گیٹ کھلتے ہی راک فیلڈ نے کار آگے بڑھائی اور پورچ میں لے گیا جہاں دو نئی اور جدید ماڈل کی کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ راک فیلڈ نے ان کاروں کے پاس اپنی کار روک دی اور خود نیچے اتر آیا۔ سینڈرا بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے آ گئی اور پھر دونوں سامنے موجود برآمدے کی جانب بڑھنے لگے۔

برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ یہ ماسٹر بلیک کا سیکرٹری گروس تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ مسکرا رہا تھا۔

''ویلکم ہارڈ ماسٹر اینڈ ایکشن گرل۔ ویلکم ان لارڈ کاٹیج''۔ گروس نے آگے بڑھ کر ان دونوں سے پرتپاک انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر بلیک کہاں ہیں''......راک فیلڈ نے پوچھا۔

''وہ آپ کا اپنے مخصوص کمرے میں انتظار کر رہے ہیں''۔ گروس نے جواب دیا۔

''او کے۔ چلیں پھر''......راک فیلڈ نے کہا۔

''صرف آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ مس کو لاؤنج میں رک کر انتظار کرنا ہوگا۔ یہ ماسٹر بلیک کا حکم ہے''۔ گروس نے کہا تو راک فیلڈ نے بے چارگی کے عالم میں سینڈرا کی طرف دیکھا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔ جلد آ جانا''۔ سینڈرا نے مسکرا کر کہا تو راک فیلڈ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ گروس انہیں لے کر پہلے لاؤنج میں آیا۔ اس نے سینڈرا کو لاؤنج میں بٹھایا اور پھر راک فیلڈ کو لے کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک راہداری گھوم کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ گروس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''یس کم اِن''...... اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ گروس نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود وہیں رک گیا۔ اس کے اشارے پر راک فیلڈ اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے ایک حصے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی کرخت چہرے کا مالک ماسٹر بلیک بیٹھا ہوا تھا۔

''آؤ بیٹھو راک فیلڈ''...... ماسٹر بلیک نے قدرے نرم لہجے میں کہا راک فیلڈ اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتا ہوا میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پاکیشیا گئے ہو کبھی''...... ماسٹر بلیک نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ پاکیشیا کا نام تو سنا ہے لیکن وہاں جانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا''...... راک فیلڈ نے چونک کر کہا۔

''ایکسٹو کا نام سنا ہے''...... ماسٹر بلیک نے اس کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

''ایکسٹو۔ اوہ یس۔ یہ نام تو سنا ہوا ہے''...... راک فیلڈ نے سر ہلا کر جواب دیا۔

''کیا سنا ہے۔ بتاؤ''...... ماسٹر بلیک نے اس کی طرف اسی طرح غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا کوڈ نام ہے۔ ایکسٹو کون ہے اس کے بارے میں شاید اس ملک کا صدر بھی نہیں جانتا ہے۔ اس نے خود کو سات پردوں میں چھپا رکھا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''گڈ شو۔ میں تمہیں ایک مشن پر پاکیشیا بھیجنا چاہتا ہوں''۔ ماسٹر بلیک نے کہا تو راک فیلڈ چونک پڑا۔

''پاکیشیا۔ لیکن باس پاکیشیا تو میرے خیال سے اس قابل نہیں ہے کہ میں وہاں جا کر کوئی مشن مکمل کر سکوں''...... راک فیلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا میں تمہیں احمق دکھائی دیتا ہوں راک فیلڈ''...... ماسٹر

بلیک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ یک لخت انتہائی کرخت ہو گیا تھا۔

''اوہ سوری باس۔ میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا''...... ماسٹر بلیک کو غصے میں دیکھ کر راک فیلڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر تم ٹاپ ایٹ سیکشن کے ٹاپ ایجنٹ نہ ہوتے تو میں تمہیں ابھی اور اسی وقت گولی مار دیتا۔ یہ تمہاری پہلی غلطی ہے جسے میں معاف کر رہا ہوں۔ آئندہ تم نے ایسی کوئی بات کی تو موت کی تاریکیوں میں گم ہو جاؤ گے''...... ماسٹر بلیک نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ میں آئندہ محتاط رہوں گا''...... راک فیلڈ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ ماسٹر بلیک جو کہتا ہے اس پر عمل کرنا بھی جانتا ہے اور اگر وہ غصے میں آ جائے تو اسے خود بھی اپنے غصے پر کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا غصہ، غصہ دلانے والے کا خون دیکھ کر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو دنیا کا پراسرار اور انتہائی خطرناک ترین انسان ہے۔ دنیا کے بے شمار مجرم، مجرم تنظیمیں اور تم جیسے ٹاپ ایجنٹس اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں۔ تم اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہو اور ذہانت میں تم یکتا ہو اسی لئے میں نے اس مشن کے لئے تمہارا خصوصی طور پر انتخاب کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم میری توقعات پر پورا اترو گے''...... ماسٹر بلیک نے سخت لہجے میں مگر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ کے کی توقعات پر ضرور پورا اتروں گا''...... راک فیلڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

''تمہاری صلاحیتوں کا مجھے علم ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم دنیا کے واحد ایجنٹ ہو جو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا بھی سکتا ہے اور انہیں شکست بھی دے سکتا ہے۔ اگر تم اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاؤ گے تو تمہارے لئے یہ کام مشکل ثابت نہیں ہو گا لیکن اگر تم نے کہیں بھی سستی، غفلت اور لاپرواہی دکھائی تو پھر تم ان سے نہیں بچ سکو گے اور وہ تمہیں زندہ دفن کر دیں گے''۔ ماسٹر بلیک نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا باس۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جب بھی کسی مشن پر نکلتا ہوں تو اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ نکلتا ہوں اور میں نے کبھی بھی کسی مشن پر لاپرواہی، غفلت اور سستی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے لیکن بہرحال آپ کا حکم ہے اس لئے میں وہاں اور زیادہ محتاط انداز میں کام کروں گا''...... راک فیلڈ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب میں تمہیں مشن کی تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ دھیان سے سنو''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''یس باس''...... راک فیلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دنیا کا مشہور و معروف پاکیشیائی سیاح میجر شہاب جس نے پوری زندگی دنیا کی سیاحت میں گزری ہے۔ سیاحت کے لئے

جنگلوں، صحراؤں اور ویرانوں میں بھی جاتا تھا۔ اس نے ناگا لینڈ
کے گھنے ناگا جنگل میں بھی کافی وقت گزارا ہے۔ مجھے ایک خفیہ
رپورٹ ملی ہے کہ ناگا جنگل کی سیر کرتے ہوئے میجر شہاب نے
ایک ایسی جگہ دریافت کی ہے جہاں بلیک کرسٹان وافر مقدار میں
موجود ہیں''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''بلیک کرسٹان۔ بلیک کرسٹان سے آپ کی کیا مراد ہے باس''۔
راک فیلڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ دنیا کی سب سے قیمتی ٹھوس دھات ہے۔ یہ نئی دریافت
شدہ دھات ہے۔ اسے بلیک کرسٹان کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی
بہت کم مقدار کرانس کے ڈائلنا جنگل میں ملی ہے۔ اس نو دریافت
شدہ دھات نے پوری دنیا کی سائنسی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر
دیا ہے۔ یہ ایسی دھات ہے جسے ایک خاص طریقے سے استعمال
میں لایا جائے تو پوری دنیا کی ایٹمی ٹیکنالوجی بے کار ہو سکتی ہے۔
اگر کسی ملک پر ایٹمی وار کیا جائے اور وہ بروقت بلیک کرسٹان کا
استعمال کر لے تو ایٹم بم پھٹ کر وہاں معمولی تباہی ضرور مچائیں
گے لیکن اس سے نکلنے والے کیمیائی اثرات بلیک کرسٹان میں
جذب ہو کر قطعی طور پر غیر فعال ہو جائیں گے اور وہ ملک ایٹم
بموں کے کیمیائی اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس وقت پوری دنیا
ایٹمی طاقتوں کے سامنے جھکی ہوئی ہے جو ملک ایٹمی قوت کا حامل
ہے اسے سپر پاور کہا جاتا ہے۔ اب سوچو جس ملک کے پاس بلیک

کرسٹان جیسی دھات ہو اور وہ اس کا استعمال جانتا ہو تو اس ملک پر
سپر پاور کیسے ایٹمی حملہ کر سکتا ہے۔ وہ ملک ہر قسم کے ایٹمی اسلحے
سے قطعی طور پر محفوظ ہو جائے گا اور اس کی طاقت دوسرے ممالک
کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ جائے گی۔ اس لئے بلیک کرسٹان کی
اہمیت پوری دنیا میں بڑھ گئی ہے اور ہر ملک یہی چاہتا ہے کہ اس
کے پاس بلیک کرسٹان کا ذخیرہ ہو تاکہ وہ اپنے ملک کو ایٹمی حملے
سے محفوظ بنا سکے''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ لیکن دنیا میں ایسی دھات کہیں موجود ہے تو پھر
اسے بڑے پیمانے پر تلاش کیوں نہیں کیا گیا''...... راک فیلڈ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دنیا کے ہر کونے میں بلیک کرسٹان کو تلاش کیا جا رہا ہے لیکن
صرف کرانس کے ایک جنگل میں اس دھات کا بہت کم ذخیرہ ملا
ہے جو انتہائی پرانا ہونے کی وجہ سے ناقابلِ استعمال ہو چکا ہے۔ یہ
ذخیرہ کم از کم دو سو سال پرانا ہے اس لئے اس کی اہمیت نہ ہونے
کے برابر ہے جبکہ کیمیائی اثرات کو ختم کرنے کے لئے فریش دھات
کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ فریش دھات پچاس سال کی حد تک
قابلِ استعمال ہو سکتی ہے۔ یہ دھات زمین کے کسی حصے میں نہیں
پائی جاتی۔ یہ شہاب ثاقب کے ٹکڑوں کی شکل میں گرتی ہے اور
چونکہ زمین پر آتے ہوئے اس دھات کا پتہ نہیں چلتا اور نہ ہی
اسے کسی سیٹلائٹ سے چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے اس بات کا

پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ دھات دنیا کے کس حصے میں اور کتنی مقدار میں گری ہے۔ یہ سمجھ لو کہ یہ دھات بعض اوقات بارش کے دوران سفید اولوں میں ڈھل کر گرتی ہے اور زمین پر گرتے ہی اس کی سفیدی ختم ہو جاتی ہے اور دھات سیاہ رنگ کے ٹھوس پتھروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے جس کا اگر پتہ چل جائے تو جس ملک میں یہ دھات ملتی ہے اس ملک کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ یہ دھات ابھی صرف کرانس نے ہی دریافت کی ہے جس کا وہ پرانی ہونے کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے ہیں جبکہ ناگا کے جنگل میں میجر شہاب کو جو بلیک کرسٹان ملی تھی وہ فریش ہے اور اس کی عمر دس بارہ سال سے زیادہ نہیں ہے''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ناگا کے جنگل میں موجود دھات دس بارہ سال پرانی ہے اس سے زیادہ نہیں اور اس دھات کی پہچان کیا ہے''...... راک فیلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس دھات کی پہچان ہی اس کی عمر ہوتی ہے۔ دھات پر جب انسانی خون گرتا ہے تو اس کا رنگ ایک لمحے کے لئے سرخ ہوتا ہے اور اس میں تیز چمک سی پیدا ہوتی ہے۔ چمک جتنی زیادہ اور کم وقت کے لئے ہو گی اس پتھر کی عمر اتنی کم ہو گی اور چمک جتنی کم ہو گی اور زیادہ وقت تک رہے گی اس پتھر کی عمر اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ یہ سمجھ لو کہ اس چمک کا دورانیہ ہی دھات کی عمر کا تعین

کرتا ہے۔ اگر بلیک کرسٹان کا سیاہ پتھر دس سے پندرہ سیکنڈ تک چمکتا رہے تو سمجھ لو کہ وہ دس پندرہ سال پرانا ہے اور جس پتھر کی چمک معدوم ہو جاتی ہے لیکن یہ چمک دیر تک بلکہ کئی منٹوں اور گھنٹوں تک برقرار رہے تو سمجھ لو کہ وہ اتنی ہی پرانی ہے۔ میجر شہاب نے جس بلیک کرسٹان کے بارے میں اپنے مضمون میں لکھا ہے اس نے اس پتھر کو دس سے بارہ سیکنڈ تک چمکتے دیکھا تھا پھر اس کی چمک فوراً ختم ہو گئی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے جو بلیک کرسٹان دیکھا تھا وہ دس سے بارہ سال پرانا ہے''...... ماسٹر بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر میجر شہاب نے ایسا کوئی پتھر دیکھا تو پھر اس نے وہ پتھر اٹھایا کیوں نہیں۔ اس نے اسے اہمیت کیوں نہیں دی''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس نے پتھر اٹھا لیا ہو اور اس کے پاس بلیک کرسٹان کا کوئی ٹکڑا موجود ہو لیکن اس نے مضمون میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی تھی۔ اسی لئے تو اس کی تلاش کی جا رہی ہے تاکہ اس حقیقت کا پتہ چلایا جا سکے کہ اس نے وہ پتھر کہاں دیکھا تھا اور آیا بلیک کرسٹان کا کوئی ٹکڑا اس کے پاس ہے بھی یا نہیں''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''کیا اس پتھر کا پتہ کسی سائنسی آلے سے لگایا جا سکتا ہے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

"نہیں۔ چونکہ یہ نو دریافت شدہ دھات ہے اس لئے اس دھات کا پتہ لگانے والا ابھی کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا ہے۔ اس دھات کا ایک ہی طریقے سے پتہ چلتا ہے جب اس پر کسی انسان کا خون گرتا ہے اور یہاں میں ایک بات اور واضح کرتا چلوں کہ بلیک کرسٹان ہر انسان کے خون سے چمک پیدا نہیں کرتا۔ ہر انسان کے خون کا الگ گروپ ہوتا ہے۔ خون کا کوئی خاص گروپ ہے جو ان پتھروں کو چمکاتا ہے اور میجر شہاب کا خون شاید اسی گروپ کا ہے جس سے بلیک کرسٹان میں چمک پیدا ہوتی ہے"...... ماسٹر بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میجر شہاب کے مضمون کی تفصیل کیا ہے"...... راک فیلڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایک رسالے میں میجر شہاب کے مضمون میں ناگا لینڈ کے خوفناک جنگل ناگا کی سیاحت کے حوالے سے لکھا تھا۔ اسی مضمون میں اس نے چند لائنیں ایسی لکھیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ناگا جنگل میں بلیک کرسٹان کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت کر لیا ہے۔ لیکن چونکہ ناگا جنگل کی زمین سیاہ ہے اور وہاں موجود پتھر بھی سیاہ رنگ کے ہیں اس لئے بلیک کرسٹان بھی ان جیسے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ میجر شہاب کو چونکہ بلیک کرسٹان کی اہمت کا اندازہ نہ ہو سکا تھا اس لئے یہ بات کئی سالوں تک چھپی رہی۔ اس مضمون کو پڑھ کر بہت سے ارضی ماہر چونک پڑے تھے اور آثار قدیمہ کے

ماہرین بھی بلیک کرسٹان جنہیں میجر شہاب نے مضمون نے بلیک فلیش سٹونز لکھا تھا کے بارے میں پڑھ کر چونک پڑے تھے اور انہوں نے فوری طور پر کمر کس لی اور ناگا کے جنگلوں میں پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے کئی ممالک کے ایجنٹس بھی وہاں پہنچ گئے تھے لیکن لاکھ کوشش کے باوجود ان میں سے کوئی ایک بھی بلیک کرسٹان تلاش نہیں کر سکا تھا۔ ارضی ماہرین کے ساتھ ساتھ وہاں جیسے سائنسی آلات بھی بے کار ثابت ہوئے تھے۔ ان سب نے ناگا جنگل کا ایک ایک چھان مارا تھا لیکن وہاں سے وہ ایک بھی بلیک کرسٹان تلاش نہیں کر سکے تھے۔ پہلے تو سب نے یہی سمجھا کہ میجر شہاب نے اپنی سیاحت کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ فرضی ہے یا پھر اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر لکھا ہے اور اس جنگل میں بلیک کرسٹان کا کوئی وجود ہی نہیں تھا لیکن تسلی کے لئے انہوں نے پاکیشیا جا کر میجر شہاب سے پوچھنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ سب پاکیشیا گئے اور پھر ان کے سامنے یہ حیرت انگیز بات آئی کہ پاکیشیا میں میجر شہاب نام کا کوئی سیاح تھا ہی نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے بارے میں جانتا تھا۔ پورے ملک میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا"...... ماسٹر بلیک نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا میجر شہاب نے مضمون میں اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا کہ اس نے ناگا جنگل کے کس حصے میں بلیک کرسٹان دیکھتے تھے"۔ راک فیلڈ نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ شاید جان بوجھ کر اس علاقے کا ذکر گول کر گیا تھا یا پھر شاید اسے بھی مضمون لکھتے وقت اس مقام کا ذکر کرنے کا خیال نہ رہا ہو“...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

”کیا میجر شہاب کو مضمون کا معاوضہ ادا کیا جاتا تھا“...... راک فیلڈ نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ ہمیشہ اپنے مضامین دنیا کے ٹاپ رسائل میں شائع کراتا تھا جو اسے بڑے بڑے معاوضے ادا کرتے تھے“...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

”حیرت ہے۔ اگر اسے معاوضہ ادا کیا جاتا رہا ہے تو پھر اس کا کوئی سراغ کیوں نہیں لگا سکا“...... راک فیلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میجر شہاب ایک پراسرار انسان ہے۔ جب سے اس نے سیاحت چھوڑی ہے وہ جیسے غائب ہی ہو کر رہ گیا ہے اور اس نے سیاحت چھوڑنے کے بعد مضمون نگاری شروع کی ہے اور وہ پاکیشیا میں مختلف مقاموں پر اور مختلف ناموں سے اپنے خفیہ اکاؤنٹس میں معاوضہ منگواتا تھا۔ جس کے لئے وہ رسائل کے ایڈیٹرز کو فون کرتا تھا اور انہیں اپنے خفیہ ناموں اور خفیہ اکاؤنٹس کا بتاتا تھا۔ اس کے مضامین چونکہ پوری دنیا میں پسند کئے جاتے تھے اس لئے رسائل کے مالکان اس کی ہر بات مانتے تھے اور اس کے کہنے کے مطابق اسی طرح اسے معاوضہ ادا کرتے تھے جیسا وہ چاہتا تھا۔ ہم نے

اپنے طور پر اس کے خفیہ اکاؤنٹس کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میجر شہاب ایک بار جس اکاؤنٹ میں معاوضہ منگواتا تھا اسے دوسری بار استعمال میں نہیں لاتا تھا۔ ہر نئے مضمون کا وہ نئے نام اور نئے اکاؤنٹ میں معاوضہ حاصل کرتا ہے“...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

”ابھی تک آپ نے یہ نہیں بتایا کہ میجر شہاب کو بلیک کرسٹان کا کیسے پتہ چلا تھا“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”اس کے مضمون کے مطابق وہ جنگل میں زخمی ہو گیا تھا۔ اس کی ٹانگ پر چوٹ آئی تھی جہاں سے خون بہہ رہا تھا اور خون رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہ خود کو گھسیٹتا ہوا اپنے کیمپ کی طرف لے جا رہا تھا کہ ایک مقام پر چند پتھروں پر جب اس کا خون گرا تو ان پتھروں سے تیز روشنی نکلی جو چند لمحوں کے لئے نمودار ہوئی تھی اور پھر ختم ہو گئی تھی۔ پتھروں سے چمک نکلتے دیکھ کر وہ حیران تو ہوا تھا لیکن چونکہ وہ شدید زخمی تھا اس لئے اس نے ان پتھروں پر کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی اور اپنے کیمپ میں چلا گیا تھا تاکہ وہاں اپنے زخموں کا علاج کر سکے۔ اس کے بعد وہ ان پتھروں کو بھول ہی گیا تھا۔ مضمون میں اس نے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا تھا۔ ناگا جنگل میں جانے والے ماہر ارضیات، سائنس دان اور بہت سے لوگ بلیک کرسٹان کی تلاش میں گئے لیکن چونکہ وہاں کی زمین سیاہ ہے اور ہر طرف سیاہ پتھر ہیں اس لئے ان کے لئے اتنے بڑے اور

گھنے جنگل میں بلیک کرسٹان تلاش کرنا ناممکن تھا۔ اتنے بڑے جنگل میں وہ انسانی خون کا استعمال بھی نہیں کر سکتے تھے جبکہ انہیں اس بات کا بھی ابھی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ بلیک کرسٹان کس گروپ کے انسانی خون سے چمک پیدا کرتا ہے اس لئے انہیں اس معاملے میں ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا تھا''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''کرانس سے جو بلیک کرسٹان ملا تھا۔ اس کے تجربات سے اس بات کا پتہ نہیں چلا کہ کس انسانی خون کے گروپ سے ان کا پتہ چلایا جا سکتا ہے''...... راک فیلڈ نے پوچھا۔

''ضرور پتہ چلا لیا ہو گا انہوں نے لیکن یہ بات انہوں نے اب تک چھپا رکھی ہے۔ کرانس کے ایک سائنس دان نے اس حوالے سے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ اس دھات کا پتہ چلانے کے لئے انسانی خون کے ایک گروپ کی ضرورت ہوتی ہے جو اے پازیٹو بھی ہو سکتا ہے اور اے نیگیٹو بھی، بی نیگیٹو بھی اور بی پازیٹو بھی یا پھر خون کے دوسرے گروپس بھی اس کے بعد ان پر مخصوص کیمیکلز سے تجربات کئے جائیں تو بلیک کرسٹان کا پتہ چل جاتا ہے۔ اب وہی بات آتی ہے کہ جب انہوں نے انسانی خون کا ہی نہیں بتایا کہ کس گروپ کے انسانی خون سے بلیک کرسٹان کا پتہ چلتا ہے تو وہ ان کیمیکلز کا کیا بتائیں گے جن سے تجربات کئے جاتے ہیں''۔ ماسٹر بلیک نے کہا۔

''اگر کیمیکلز سے بلیک کرسٹان کی شناخت کی جا سکتی ہے تو پھر

کرانس نے ناگا کے جنگل میں اسے تلاش کیوں نہیں کیا۔ اسے تو ضرور کامیابی مل جانی چاہئے تھی''...... راک فیلڈ نے نقطہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا۔

''بلیک کرسٹان کا پتہ چلانے کا سب سے آسان نسخہ انسانی خون ہی ہے۔ اس کے بعد کیمیکلز سے ان کے بہت سے تجربات کئے جاتے ہیں اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ناگا کے گھنے اور بڑے جنگل میں مخصوص گروپ کا خون استعمال کرنا اور وہاں جا کر ایک ایک سیاہ پتھر کا کیمیکل ایگزام کرنا ناممکن ہے اس لئے وہ بھی اس جنگل میں ناکام رہے ہیں''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''آپ کی ساری باتیں میری سمجھ میں آ گئی ہیں باس۔ ان سب باتوں کا حاصل حصول یہی ہے کہ جب تک پاکیشیائی سیاح میجر شہاب کا پتہ نہیں چلا لیا جاتا اس وقت تک بلیک کرسٹان کے ذخیرے تک پہنچنا ناممکن ہے''...... راک فیلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں لیکن میجر شہاب نجانے پاکیشیا میں کہاں چھپا ہوا ہے۔ اس کی تلاش ہی تمہارا کڑا امتحان ہو گا''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''میری نظر میں اس مشن کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں میجر شہاب کو تلاش کر لوں گا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لو کہ دنیا کی سب سے قیمتی اور طاقتور دھات کا اسرائیل مالک بن جائے گا اور پھر اسرائیل پوری دنیا کی

ایٹمی طاقتوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''یس باس۔ اسرائیل پہلے ہی ناقابلِ شکست ہے۔ بلیک کرسٹان حاصل کر کے اسرائیل مزید ناقابلِ شکست ہو جائے گا اور خاص طور پر دنیا کے ان مسلم ممالک سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا جن کی نظریں اسرائیل پر گڑی ہوئی ہیں''...... راک فیلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اسرائیل کو اسلامی ممالک سے بچانے کے لئے مزید مستحکم اور مزید ناقابل تسخیر بنانے کی ضرورت ہے اور ہماری یہ ضرورت بلیک کرسٹان ہی پورا کر سکتا ہے''...... ماسٹر بلیک نے سنجیدگی سے کہا۔

''آپ سے ایک سوال کرنا تھا''...... راک فیلڈ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''پوچھو۔ اس معاملے میں تمہیں ہر قسم کے سوال کرنے کی اجازت ہے''...... ماسٹر بلیک نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''آپ نے شروع میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا ذکر کیا تھا۔ اس معاملے میں ایکسٹو کے ذکر کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''گڈ شو۔ واقعی ذہانت آمیز سوال ہے۔ بہرحال بظاہر تو اس کا کوئی تعلق نہیں بنتا لیکن ہمیں ہر پہلو پر نظر رکھنی ہے۔ جب بھی

پاکیشیا کا نام آتا ہے تو ساتھ ہی ایکسٹو کا نام بھی سامنے آ جاتا ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس انتہائی فعال، باخبر اور تیز ہے۔ ملک میں ہونے والی کوئی بھی خلاف معمول بات انہیں چونکا دیتی ہے اور ان کی نظروں میں آ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ایسا کیسے ممکن ہے کہ ایکسٹو کو میجر شہاب اور بلیک کرسٹان کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہ ہو اور پھر تم ایک اسرائیلی ایجنٹ ہو جب تم وہاں جا کر میجر شہاب کو تلاش کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ کسی ذریعے سے انہیں تمہارا پتہ چل جائے۔ ایسی صورت میں ان کا چونکنا ناقابل فہم نہیں ہو گا۔ تمہیں وہاں سے میجر شہاب کو اغوا کر کے یہاں لانا ہے اور یہ کام اتنا آسان نہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں سے چھپا رہ سکے اسی لئے میں نے تمہیں باخبر کرنے کے لئے ایکسٹو کا پوچھا تھا۔ تمہاری ہر ممکن کوشش یہی ہونی چاہئے کہ تم وہاں جا کر خاموشی سے کام کرو اور جیسے ہی میجر شہاب کا پتہ چلے اسے اغوا کر کے خاموشی سے لے کر اسرائیل پہنچ جاؤ''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے مقابلے پر آ گئی تو''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''ایسی صورتحال میں ان سے مقابلہ کرتے ہوئے تمہارے مشن کی تکمیل ہو گی لیکن یہ بات حتمی ہے کہ مجھے ہر حال میں میجر شہاب چاہئے وہ بھی زندہ''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''اوکے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہ کام ہر صورت میں

پورا کروں گا چاہے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا کر انہیں نیست و نابود ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ میں ان سے چھین کر بھی میجر شہاب کو یہاں لے آؤں گا''...... راک فیلڈ نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کام چونکہ تمہارے اکیلے کے بس کا نہیں ہے اس لئے اگر تم ٹاپ ایٹ سیکشن سے کسی ایک ٹاپ ایجنٹ کو لے جانا چاہتے ہو تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''اوہ یس باس۔ میرے ساتھ اگر آپ سینڈرا کو جانے کی اجازت دے دیں تو وہ اس معاملے میں میرے بہت کام آ سکتی ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوکے۔ وہ واقعی ذہین اور ہوشیار لیڈی ایجنٹ ہے۔ اسے تم اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ لیکن اسے بلیک کرستان کے بارے میں کچھ نہ بتانا۔ اس کے سامنے تمہارا مشن بلینک ہونا چاہئے''...... ماسٹر بلیک نے کہا تو راک فیلڈ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یس باس۔ تھینک یو باس۔ میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گا''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''ایک منٹ''...... ماسٹر بلیک نے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے دو فائلیں نکال کر راک فیلڈ کی طرف بڑھا دیں۔ راک فیلڈ نے ہاتھ بڑھا کر دونوں فائلیں لے لیں۔

''ان میں سے ایک فائل بلیک کرستان کے بارے میں ہے اور دوسری فائل میں پاکیشیا کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ ہے تاکہ تمہیں وہاں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ فائل میں کچھ ایسی تنظیموں کے نام و پتے ہیں جو اسرائیل کے لئے وہاں کام کرتے ہیں اور پاکیشیا میں تمہارے کام آ سکتے ہیں۔ میں تمہارے جانے سے پہلے انہیں الرٹ کر دوں گا تاکہ وہ تمہارے ساتھ ہر ممکن تعاون کر سکیں''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میرے لئے بہت آسانی ہو جائے گی''...... راک فیلڈ نے کہا تو ماسٹر بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور کوئی بات پوچھنا چاہو تو پوچھ لو''...... ماسٹر بلیک نے کہا۔

''نو باس۔ اب مجھے اور کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں دونوں فائلوں کی سٹڈی کر سکوں اور پاکیشیا جانے کی تیاری بھی''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... ماسٹر بلیک نے کہا تو راک فیلڈ تھینک یو کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس نے ماسٹر بلیک کو مخصوص انداز میں سلام کیا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا ماسٹر بلیک کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

ایک دبلی پتلی سیاہ فام لڑکی اچانک سڑک کے بیچ میں آ کر کھڑی ہوگئی۔ عمران جو تیزی سے کار چلاتا ہوا اس سڑک سے گزر رہا تھا لڑکی کے سڑک کے درمیان آنے کی وجہ سے اس نے فوراً کار کو بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائر بری طرح سے چیختے ہوئے سڑک پر لکیریں بناتے ہوئے گھسٹتے چلے گئے اور کار سیاہ فام لڑکی سے ایک فٹ کے فاصلے پر رک گئی۔ اگر کار ایک فٹ مزید آگے بڑھ جاتی تو سیاہ فام لڑکی کار کی زد میں آ کر شدید زخمی ہوسکتی تھی۔

لڑکی کو اس طرح اچانک سڑک پر اور اپنی کار کے سامنے آتا دیکھ کر عمران کو بے حد غصہ آیا تھا۔

وہ قصبہ نواب پور سے واپس آ رہا تھا۔ قصبہ نواب پور میں وہ اپنی اماں بی کو ان کے کہنے پر ایک عزیز کے گھر چھوڑنے گیا تھا۔ اماں بی نے اسے اپنے ساتھ وہاں روکنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن عمران بھلا وہاں کیسے رک سکتا تھا اس لئے اس نے ایسے

انے بنائے کہ اماں بی چاہ کر بھی اسے وہاں اپنے ساتھ نہ روک لی تھیں اور عمران وہاں سے فوراً نکل کھڑا ہوا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ اگر وہ اماں بی کے ساتھ وہاں رک گیا تو ں بی اس رشتہ دار کی بیٹیوں کو اس کے گلے منڈھ دیں گی اور ں وقت تک اس کی جان نہیں چھوڑیں گی جب تک عمران وہاں وجود کسی ایک لڑکی کو اپنے لئے پسند نہ کر لیتا۔ یہ بات عمران نے ں بی کو نواب پور کی طرف لے جاتے ہوئے ان سے باتوں کے ران بھانپ لی تھی کہ اماں بی اس کے لئے اپنے چوہدری ٹائپ کے عزیز کی بیٹیاں دیکھنے جا رہی تھیں۔ اس بات کا پتہ عمران کو تب لا تھا جب اماں بی کے ساتھ وہ ایک بڑی حویلی میں داخل ہوا ا۔ اگر اسے پہلے پتہ چل جاتا کہ اماں بی اسے خاص طور پر رشتہ ند کرانے کے لئے لائی ہیں تو وہ انہیں بھی یہاں نہ آنے دیتا اور استے سے ہی واپس لے جاتا لیکن وہ چونکہ حویلی پہنچ چکا تھا اس لئے اس نے اماں بی کو مجبوراً وہاں چھوڑا اور ان سے بہانہ بنا کر ور اجازت لے کر چوہدری صاحب اور ان کی بیٹیوں کو دیکھے بغیر ہاں سے نکل بھاگا۔

واپسی پر وہ تنگ پہاڑی راستے سے جا رہا تھا جہاں ایک چھوٹا سا جنگل بھی موجود تھا۔ ابھی اس نے آدھا جنگل ہی عبور کیا ہو گا کہ اچانک اس کی کار کے سامنے وہ سیاہ فام لڑکی آ گئی۔ جیسے وہ کسی درخت پر چھپی ہوئی ہو اور عمران کی کار کے نزدیک آتے ہی

وہ درخت سے کود کر سڑک پر آ گئی ہو۔

''ارے ارے۔ مرنے کے لئے تمہیں میری ہی کار نظر آئی تھی کیا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو لڑکی کسی بندریا کی طرح اچھل کر کار کے فرنٹ پر چڑھ گئی۔ اس لڑکی نے سیاہ رنگ کا لمبا سا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے بال کھچڑی سے بنے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی مگر سرخ تھیں۔ وہ خاصی دبلی پتلی تھی۔ اس کے پیروں میں جوتی بھی نہیں تھی۔ اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا تعلق جوزف کے قبیلے سے ہو۔

فرنٹ پر آ کر وہ ونڈ سکرین پر جھک گئی تھی اور عمران کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اچانک دانت نکالے اور کسی بندریا کی طرح خوخیانا شروع ہو گئی۔

''ارے۔ کیوں ڈرا رہی ہو مجھے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو سیاہ فام لڑکی نے اور زیادہ بری طرح سے خوخیانا اور چیخنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں زور زور سے ونڈ سکرین پر مار رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ گونگی ہو یا پھر اسے مقامی زبان نہ آتی ہو اس لئے وہ چیخ چیخ کر عمران کو کچھ بتانے کی کوشش کر رہی ہو۔

''تم کس سیارے کی مخلوق ہو اور کہاں سے آئی ہو''...... عمران نے حیرت سے آنکھیں جھپکتے ہوئے کہا تو لڑکی ٹیڑھے میڑھے انداز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے ایک بار پھر چیخنے لگی۔

''جو زبان تم بول رہی ہو اسے تو شاید میرے بڑے بھی نہ سمجھ سکیں۔ آخر تم چاہتی کیا ہو''...... عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا تو سیاہ فام لڑکی اچھل کر کار کی سائیڈ میں آ گئی۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا لڑکی نے کار کا دروازہ کھول کر عمران کا بازو پکڑ لیا اور اسے باہر کھینچنے لگی۔

''اوہ تم مجھے کار سے باہر آنے کا کہہ رہی ہو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کچھ سوچ کر کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ کار سے باہر آتے ہی لڑکی جس نے اس کا بازو بدستور پکڑ رکھا تھا اسے ایک طرف کھینچنا شروع کر دیا۔

''ارے کہاں لے جا رہی ہو مجھے۔ میں تمہاری قبیل کا نہیں ہوں۔ مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اس کی بات سن کر سیاہ فام لڑکی نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اس کی طرف دیکھ کر خونخوار بلی کی طرح اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔ اس کی انگلیوں کے ناخن بلیوں جیسے تیز اور نوکدار تھے۔ وہ عمران کو پنجے دکھاتی ہوئی خونخوار انداز میں غرانے لگی۔ جیسے وہ عمران سے کہہ رہی ہو کہ اگر وہ اس کے ساتھ نہ گیا تو وہ اس کا منہ نوچ لے گی۔

''تم تو کٹکھنی بلی بن گئی ہو۔ آخر تم مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو۔ منہ سے تو کچھ بولو''...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو سیاہ فام لڑکی منہ سے غوں غاں کی آواز نکالنے لگی۔

''اوہ۔ تو تم گونگی ہو''...... عمران نے کہا تو سیاہ فام لڑکی نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اثبات میں سر ہلاتے دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ لڑکی صرف بولنا نہیں جانتی لیکن وہ مقامی زبان سمجھ سکتی ہے۔

"کیا تم مجھے اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتی ہو"...... عمران نے پوچھا تو اس نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کہاں"...... عمران نے پوچھا تو اس بار لڑکی نے سڑک کے دائیں طرف گھنے درختوں کی طرف اشارہ کیا اور پھر سے چلانا شروع ہو گئی۔

"کیا ہے ان درختوں میں۔ کیا تم مجھے وہاں لے جا کر کچھ دکھانا چاہتی ہو"...... عمران نے اس کی بات کچھ کچھ سمجھتے ہوئے کہا تو لڑکی نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا وہاں کوئی انسان ہے"...... عمران نے پوچھا تو لڑکی نے پھر سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا وہ زخمی ہے یا کسی مصیبت میں ہے"...... عمران نے کہا تو اس بار لڑکی نے منہ سے چیختی ہوئی آوازیں نکال کر زور زور سے سر ہلانا شروع کر دیا۔

"مطلب کہ تم مجھ سے مدد مانگ رہی ہو"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے پھر سے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"...... عمران نے کچھ سوچ کر کہا تو لڑکی کے منہ سے مسرت بھری آواز نکلی اور اس نے مٹھیاں بھینچ کر سڑک پر

رقص کرنے والے انداز میں اچھلنا شروع کر دیا جیسے عمران نے اس کے ساتھ چلنے کا کہہ کر اسے خوش کر دیا ہو۔

"رکو۔ میں کار سڑک کے کنارے پر لگا دوں پھر میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سیاہ فام لڑکی نے سر ہلا دیا۔

عمران کار میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ سیاہ فام لڑکی اچھل کر ایک بار پھر اس کی کار کے سامنے آ گئی جیسے وہ عمران کو وہاں سے بھاگ نکلنے کا کوئی موقع نہ دینا چاہتی ہو۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں کار سڑک کے کنارے پر لگا رہا ہوں بھاگ نہیں رہا"...... عمران نے اس کا انداز دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور کار آہستہ آہستہ سڑک کے کنارے کی طرف کرنا شروع کر دی۔

سیاہ فام لڑکی اس دوران اس کی کار کے سامنے ہی رہی تھی۔ عمران کو نجانے کیوں اس لڑکی سے ہمدردی سی ہو رہی تھی۔ لڑکی نہایت دبلی پتلی بدصورت اور سیاہ فام تھی لیکن عمران کی نظر میں سب انسان برابر تھے اور ایک جیسی ہمدردی کے مستحق تھے اور لڑکی یا پھر اس کا کوئی ساتھی جنگل میں مشکل میں تھا جس کے لئے سیاہ فام لڑکی مدد حاصل کرنے سڑک کی طرف آ گئی تھی۔

عمران نے کچھ سوچ کر کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے سے میڈیکل ایڈ باکس نکال لیا تاکہ اگر جنگل میں کوئی زخمی حالت میں ہو تو وہ اس کی ابتدائی طبی امداد کر سکے۔ میڈیکل ایڈ باکس دیکھ کر لڑکی کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی وہ تیزی سے جھپٹی اور اس نے عمران

کے ہاتھ سے میڈیکل ایڈ باکس جھپٹ لیا۔

"ارے ارے۔ یہ تمہارے کھیلنے کی چیز نہیں ہے"...... عمران نے بوکھلا کر کہا لیکن یہ دیکھ کر وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ سیاہ فام لڑکی نے بڑی احتیاط سے باکس پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا تھا جیسے وہ اس باکس کی ہی ضرورت مند ہو۔

"گڈ۔ تم تو خاصی سمجھدار ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیاہ فام لڑکی نے اس کے سامنے دانت نکوس دیئے۔

"چلو۔ کہاں جانا ہے"...... عمران نے کہا تو لڑکی اسے لے کر درختوں کی طرف چل پڑی۔ سڑک کی سائیڈ پر درختوں کا بڑا جھنڈ تھا سیاہ فام لڑکی اس جھنڈ سے گزارتی ہوئی عمران کو لے کر ایک کھلے حصے میں آ گئی جہاں درختوں سے ہٹ کر چٹانوں پر ایک پرانی سی عمارت دکھائی دے رہی تھی۔

"اس عمارت کی طرف جانا ہے کیا"...... عمران نے پوچھا تو لڑکی نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران نے سر ہلا کر کہا اور سیاہ فام لڑکی کے ساتھ اس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت کی حالت خستہ تھی اور وہ کافی پرانی معلوم ہو رہی تھی۔ اس کا دروازہ لوہے کا تھا جو سالخوردہ ہونے کی وجہ سے زنگ آلود ہو کر جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا اسے اچانک ایک تیز آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی جیسے خونخوار درندہ غرایا ہو اور دوسرے لمحے ایک

سائیڈ سے ایک انتہائی طاقتور اور دیو ہیکل سیاہ فام وحشی اچھل کر ان کے سامنے آ گیا۔ اس کی جسامت کسی بھی طرح جوزف کی جسامت سے کم نہیں تھی۔ وہ بے حد غصے میں دکھائی دے رہا تھا اور عمران کی جانب خونی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا شکاری چاقو تھا۔ اسے دیکھ کر عمران ٹھٹھک گیا۔ وحشی کا انداز ایسا تھا جیسے عمران نے ایک قدم بھی مزید آگے بڑھایا تو وہ خنجر لے کر اس پر حملہ کر دے گا۔ اسی لمحے عمران کو لے آنے والی سیاہ فام لڑکی نے وحشی کی طرف دیکھ کر زور زور سے وحشیانہ انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ لڑکی کو چیختا دیکھ کر سیاہ فام وحشی گھبرا گیا اور تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔

"بڑی تیز ہو۔ سیاہ فام دیو تمہیں چیختا دیکھ کر یوں گھبرا کر چلا گیا ہے جیسے وہ تم سے ڈر گیا ہو۔ کہیں تم سلطانہ ڈاکو کی بہن تو نہیں ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سیاہ فام لڑکی نے دانت نکال دیئے۔ عمران کی سمجھ میں اب تک نہیں آ رہا تھا کہ سیاہ فام لڑکی آخر اسے یہاں کس لئے لائی ہے۔

سامنے ایک برآمدہ تھا۔ لڑکی عمران کو لے کر برآمدے کی طرف بڑھی۔ سیاہ فام وحشی ایک کونے میں بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔ عمران، سیاہ فام لڑکی کے ساتھ چلتا ہوا برآمدے سے گزر کر ایک راہداری میں پہنچا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ دروازے کے پاس ایک دبلا پتلا مگر انتہائی کرخت چہرے والا

شوگرانی کھڑا تھا۔ جس نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ ا
لباس عموماً جوڈو کراٹے سیکھنے والے پہنتے تھے۔ اس کے پہلو م
میان لٹک رہی تھی جس میں تلوار کا دستہ جھانک رہا تھا۔ عمران
اس طرف آتا دیکھ کر شوگرانی چونک پڑا اور بجلی کی سی تیزی ۔
میان سے پتلی دھار والی تلوار نکال لی اور عمران کی جانب
نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا سیاہ ف
لڑکی نے اس کے سامنے آ کر خونخوار انداز میں غرانا اور چیخنا شرو
کر دیا۔ اس کی غراہٹ اور چیخیں سن کر شوگرانی نے اثبات میں
ہلایا اور اس نے فوراً تلوار میان میں رکھی اور دونوں ہاتھ سینے
باندھ کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا ہو گیا اور سامنے ۔
رخ دیکھنے لگا۔

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے تم۔ سلطانہ ڈاکو کی بہن نہیں۔ بَ
خود ہی سلطانہ ڈاکو ہو"...... عمران نے مسکراتے کہا۔ لڑکی نے ا
کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی اور ا
نے ہاتھ سے دھکیل کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی لڑکی ۔
عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود اچھل کر کمرے م
داخل ہو گئی۔ عمران کمرے میں آیا تو اسے سامنے ایک بیڈ دکھائی
جس پر ایک بوڑھا آدمی لیٹا ہوا تھا۔ بوڑھے کے سر کے بال ا
داڑھی مونچھیں بے تحاشہ بڑھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک لحاف
اوڑھ رکھا تھا۔ لحاف سے صرف اس کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ ا

کی آنکھیں بند تھیں جیسے وہ گہری نیند سو رہا ہو لیکن اس کے چہرے
پر زردی عمران نے دور سے ہی دیکھ لی تھی۔

سیاہ فام لڑکی بیڈ کے سرہانے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور
پریشانی کے عالم میں بوڑھے کی طرف دیکھنے لگی۔ بوڑھے کو دیکھتے
ہوئے اس کے چہرے پر اداسی اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران کو اس کی آنکھوں میں
بوڑھے کے لئے بے پناہ جذبات دکھائی دیئے۔

"یہ تو شاید بیمار معلوم ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور آگے
بڑھ کر وہ غور سے بوڑھے کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے بوڑھے کی
پیشانی پر ہاتھ رکھا تو وہ بے اختیار بوکھلا گیا۔ بوڑھے کا جسم بخار
سے پھنک رہا تھا۔ وہ بخار کی شدت سے بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"ارے باپ رے۔ اسے تو تیز بخار ہے۔ اب سمجھا۔ تم مجھے
اسے دکھانے کے لئے یہاں لائی تھی"...... عمران نے کہا تو لڑکی
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے میڈیکل ایڈ باکس بیڈ پر رکھ دیا
تھا اور پھر اچانک عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ سیاہ فام لڑکی نے
ایک عجیب حرکت کی تھی۔ وہ اچانک عمران کے قدموں میں گر گئی
تھی اور اس کی آنکھوں سے یک لخت آنسو رواں ہو گئے تھے۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ اٹھو۔ فوراً اٹھو میرے قدموں
سے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو لڑکی نے سر
اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے

بھیگا ہوا تھا۔ اس نے عمران کے سامنے ہاتھ جوڑے اور گونگی زبان میں غوں غاں کرتے ہوئے بوڑھے کی طرف اشارہ کرنے لگی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی منت کر رہی ہو کہ وہ اس بوڑھے کو چیک کرے اور اس کا علاج کرے اور اسے جلد ہوش میں لائے۔

''کیا یہ تمہارا باپ ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔ اسے اثبات میں سر ہلاتے دیکھ کر عمران حیران رہ گیا کیونکہ بوڑھا مقامی معلوم ہو رہا تھا اور اس کی شکل وصورت ایشیائیوں جیسی تھی مگر وہ خاصا گورا تھا جبکہ لڑکی افریقی نژاد معلوم ہو رہی تھی۔ ایسی صورت میں لڑکی اس کی بیٹی نہیں ہوسکتی تھی لیکن لڑکی نے سر ہلا کر تصدیق کی تھی کہ وہ اس کا باپ ہے۔

''اچھا تم میرے سامنے ہاتھ مت جوڑو اور اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر میں اس کا علاج کر سکا تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے کسی ہسپتال لے جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو لڑکی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے اچانک عمران کے سامنے بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر یک لخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی جیسے وہ عمران سے کچھ کہہ رہی ہو۔

''ہونہہ۔ تم چاہتی ہو کہ میں اس کا یہاں علاج کروں۔ اسے

کسی ہسپتال نہ لے جاؤں''...... عمران نے اس کے اشارے سمجھتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اگر اس کا بخار خطرناک ہوا تو میں اس کا علاج نہیں کر سکوں گا۔ اس کے لئے اسے ہسپتال لے جانا ضروری ہو گا''...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو لڑکی انکار میں سر ہلا کر ایک بار پھر چیخنا شروع ہو گئی۔ جیسے وہ بوڑھے کو کسی بھی قیمت پر ہسپتال نہ لے جانے پر بضد ہو۔

''اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ میں اسے کسی ہسپتال میں نہیں لے جاؤں گا۔ اگر اس کا میں علاج کر سکا تو ٹھیک ہے ورنہ میں شہر جا کر کسی اچھے سے ڈاکٹر کو لے آؤں گا۔ ڈاکٹر تو یہاں آ سکتا ہے نا''...... عمران نے کہا تو اس بار لڑکی نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اثبات میں سر ہلاتے دیکھ کر عمران مطمئن ہو گیا۔

''اب پیچھے ہٹو اور مجھے اسے چیک کرنے دو تاکہ پتہ چل سکے کہ اسے کس نوعیت کا بخار ہے''...... عمران نے کہا تو لڑکی سر ہلاتی ہوئی سائیڈ میں ہو گئی۔ عمران، بوڑھے کے سرہانے کے پاس آیا اوز پھر اس نے ماہر ڈاکٹروں کے انداز میں بوڑھے کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ چیک اپ کرنے کے بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ سیاہ فام لڑکی غور سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں یاس و امید تھی۔

''گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اسے سردی کی وجہ سے بخار ہوا ہے اور شاید یہ بھوکا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے بے ہوش ہوا ہے میرے پاس انجکشن ہیں۔ میں اسے انجکشن لگا دیتا ہوں۔ انجکشن لگنے کے بعد کچھ ہی دیر میں اسے ہوش بھی آ جائے گا اور اس کا بخار بھی اتر جائے گا''...... عمران نے تو لڑکی کا چہرہ کھل اٹھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔ بوڑھے کا بخار واقعی عام سا تھا اور وہ شدید کمزوری کے باعث بے ہوش تھا۔

عمران نے میڈیکل ایڈ باکس کھولا اور پھر اس نے باکس سے ایک سرنج اور ایک انجکشن نکالا اور بوڑھے کا بازو اوپر کر کے اس کی ایک وین میں انجکشن انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بوڑھے کو طاقت کے مزید دو انجکشن لگائے اور پھر وہ مطمئن ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب ٹھیک ہے۔ اسے ابھی کچھ ہی دیر میں ہوش آ جائے گا''...... عمران نے کہا تو لڑکی ممنونیت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ بوڑھے کے حلق سے کراہ نکلی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھے کو حرکت کرتے اور آنکھیں کھولتے دیکھ کر سیاہ فام لڑکی کے چہرے پر خوشی لہرانے لگی۔

''مونا لیزا''...... بوڑھے کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی تو لڑکی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

''مونا لیزا۔ اس سیاہ فام لڑکی کا نام مونا لیزا ہے''...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ سیاہ فام لڑکی بوڑھے کے پاس بیٹھ گئی تھی اور وہ بڑے محبت بھرے انداز میں بوڑھے کا ماتھا اور اس کے گال چومنا شروع ہو گئی تھی جیسے بوڑھا اس کے لئے انتہائی مقدس ہستی ہو۔

''میں ٹھیک ہوں میری بچی۔ میں جانتا ہوں کہ تم میری وجہ سے بہت پریشان ہو''...... بوڑھے نے پیار اسے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔ بوڑھے کی نظر عمران پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔

''یہ کون ہے''...... بوڑھے نے پوچھا تو سیاہ فام لڑکی سیدھی ہوئی اور اس نے مخصوص چیختے ہوئے انداز میں بوڑھے کو کچھ بتانا شروع کر دیا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ ڈاکٹر ہے اور تم اسے یہاں میرے علاج کے لئے لائی ہو''...... بوڑھے نے سیاہ فام لڑکی کی بات سمجھتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا کر ایک بار پھر چیخنا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ اس نے مجھے انجکشن لگا کر ہوش دلایا ہے''...... بوڑھے نے کہا تو لڑکی نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

''شکریہ ڈاکٹر۔ تم نے میرا علاج کر کے اور مجھے ہوش میں لا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ بہت شکریہ تمہارا''...... بوڑھے نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ لیٹے رہیں۔ ابھی آپ پوری طرح سے ٹھیک

نہیں ہوئے ہیں''...... عمران نے آگے بڑھ کر اسے کاندھوں سے پکڑ کر دوبارہ لٹاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں خود کو کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں''...... بوڑھے نے کہا۔

''پھر بھی آپ کو کچھ دیر ریسٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے بخار اتارنے والے انجکشن کے ساتھ آپ کو طاقت کے دو انجکشنز بھی لگا دیئے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں آپ پھر سے چاک و چوبند ہو جائیں گے''...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر۔ تم واقعی میرے لئے زندگی کا فرشتہ بن کر یہاں آئے ہو ورنہ شاید میں اسی حالت میں پڑا ہلاک ہو جاتا''...... بوڑھے نے انتہائی ممنون بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ابھی آپ کی زندگی مقصود تھی اس لئے اس نے مجھے اس طرف بھیج دیا اور یہاں آنے میں میری اپنی کوئی مرضی شامل نہیں تھی۔ میری بجائے آپ کو اس لڑکی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جو یہ مجھے زبردستی کھینچ کر آپ کے پاس لے آئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ لڑکی میری بیٹی ہے مونا لیزا۔ یہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے اور میری چھوٹی چھوٹی پریشانی دیکھ کر گھبرا جاتی ہے۔ شاید مجھے بے ہوش دیکھ کر یہ گھبرا گئی تھی اور سڑک پر چلی گئی تھی۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اسے آپ جیسا قابل ڈاکٹر مل گیا اور میں

موت کے منہ میں جاتے جاتے نکل آیا''...... بوڑھے نے کہا۔

''میں ڈاکٹر نہیں ہوں البتہ میرا نام علی عمران ہے''...... عمران نے کہا تو بوڑھا پہلے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر تم ڈاکٹر نہیں ہو تو پھر یہ میڈیکل ایڈ باکس اور تم نے جو میرا علاج کیا ہے وہ کیسے ہو گیا۔ یہ کام تو کوئی قابل ڈاکٹر ہی کر سکتا ہے''...... بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران نے کچھ کہنا چاہا پھر وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

''اوکے۔ اگر آپ مجھے قابل ڈاکٹر سمجھ رہے ہیں تو یہ آپ کی نوازش ہے ورنہ لوگ تو مجھے اس قابل سمجھتے ہی نہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ لوگ تمہیں اس قابل کیوں نہیں سمجھتے۔ کیا تم لوگوں کا علاج نہیں کرتے''...... بوڑھے نے حیران ہو کر کہا۔

''علاج تو کرتا ہوں لیکن آج تک میں نے جس مریض کا بھی علاج کیا ہے وہ یا تو میرے غلط انجکشن لگانے اور غلط دوائیں دینے سے موقع پر ہی ہلاک ہو جاتا ہے یا پھر دو تین روز بعد وہ اپنی یادداشت کھو دیتا ہے''...... عمران نے اداس لہجے میں کہا تو بوڑھے کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم لوگوں کو غلط دوائیں دیتے ہو اور انہیں غلط انجکشن لگاتے ہو''...... بوڑھے نے بوکھلائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میڈیکل ریپ مجھے جو دوائیں یا انجکشن دے جاتے ہیں وہ پڑے پڑے ایکسپائر ہو جاتے ہیں لیکن میں اس کی پرواہ نہیں کرتا اور جو مریض آتا ہے اسے ایکسپائر انجکشن بھی لگا دیتا ہوں اور ایکسپائر ہونے والی دوا بھی دے دیتا ہوں۔ یہ قسمت کی ہی بات ہے کہ کچھ تو ایک دو روز نکال جاتے ہیں اور کچھ موقع پر ہی ہلاک ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا تو بوڑھے کا رنگ بدل گیا۔ سیاہ فام لڑکی بھی خوف اور پریشانی سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے مجھے جو انجکشن لگائے ہیں کیا وہ بھی ایکسپائر ہو چکے تھے"...... بوڑھے نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ میڈیکل ایڈ باکس میں نے پانچ سال بعد کھولا ہے تو ظاہر ہے اس میں موجود انجکشن اور دوائیں ایکسپائر ہی ہو چکی ہیں"...... عمران نے کہا تو بوڑھا ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سیاہ فام لڑکی کے حلق سے یکلخت بھوکی شیرنی جیسی غراہٹیں نکلنے لگیں۔

"ارے ارے۔ آپ اٹھ کیوں گئے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے آپ کو جو انجکشن لگائے ہیں ان سے آپ کی فوری ہلاکت نہیں ہوئی ہے۔ جس طرح سے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے ہیں اس سے مجھے یقین ہے کہ آپ دو چار روز نکال ہی جائیں گے"...... عمران نے کہا تو اس بار بوڑھا بھی غرا کر رہ گیا۔ وہ عمران کو چند لمحے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کی نظریں نیچے پڑے

انجکشنز کی خالی شیشیوں پر پڑی۔

"مونا لیزا۔ مجھے یہ شیشیاں اٹھا کر دکھاؤ"...... بوڑھے نے پریشانی کے عالم میں کہا تو مونا لیزا تیزی سے جھپٹی اور اس نے تینوں انجکشنوں کی شیشیاں اٹھا لیں اور بوڑھے کو دے دیں۔ بوڑھے نے ان انجکشنوں کی ایکسپائر ڈیٹس دیکھی تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یہ کیا۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ ایکسپائر انجکشنز ہیں لیکن ان کی مینوفیکچرنگ ڈیٹ تو پرانی نہیں ہے۔ یہ فریش انجکشن ہیں اور ان کی ایکسپائر ڈیٹ بھی مزید دو سال تک کی ہے"...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ کو میں نے پرانے نہیں بلکہ نئے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ ارے یہ کیا ہو گیا۔ یہ انجکشن تو چند روز پہلے مجھے ایک میڈیکل ریپ دے کر گیا تھا۔ بڑے مہنگے انجکشن تھے۔ میں انہیں بیچ کر دو وقت کی روٹی کھا سکتا تھا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ بوڑھا اور سیاہ فام لڑکی مونا لیزا پہلے تو حیرت سے عمران کی شکل دیکھتے رہے پھر اچانک بوڑھا بے اختیار ہنسنے لگا۔

"تم بے حد دلچسپ انسان معلوم ہو رہے ہو ڈاکٹر۔ مجھے تمہارا مذاق کرنے کا یہ انداز اچھا لگا ہے۔ اوہ خدا۔ تم نے تو یہ کہہ کر مجھے ڈرا ہی دیا تھا کہ تم نے مجھے ایکسپائر انجکشن لگائے ہیں"۔ بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا تو سیاہ فام لڑکی بھی دانت نکالنا شروع ہو گئی۔

''اچھا دلچسپ آدمی ہوں میں۔ اپنے ہی ہاتھوں اپنا ہی نقصان کر بیٹھا ہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بوڑھا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''تمہاری یہ جھنجلاہٹ مجھے صاف مصنوعی معلوم ہو رہی ہے برخوردار''...... بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا آپ چہرہ شناس ہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میری ساری عمر سیاحت میں گزری ہے اور میں نے پوری دنیا دیکھی ہوئی ہے۔ میں چہرے دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کون کیا ہے اور کس خصلت کا انسان ہے''...... بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔ طاقت، کے انجکشن لگنے کی وجہ سے اب وہ کافی ہشاش بشاش ہوتا جا رہا تھا اور اس کے چہرے کی زردی بھی ختم ہو گئی تھی۔

''ارے باپ رے۔ پھر تو مجھے فوراً یہاں سے بھاگ جانا چاہئے۔ اگر آپ نے میرا سارا چہرہ پڑھ لیا تو آپ کو یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ میں یہ میڈیکل ایڈ باکس چوری کر کے لایا ہوں''...... عمران نے کہا۔ بوڑھا پہلے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''یہ بھی تمہارا جھوٹ ہے۔ ایک خوبصورت جھوٹ''...... بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ اگر اپنا تعارف کرا دیں گے تو شاید میں کچھ دیر آپ

کے امیر خانے میں رک جاؤں۔ آپ کی یہ مونا لیزا باہر موجود دیو ہیکل سیاہ فام اور کنگفو مین نے مجھے واقعی حیرت میں ڈال دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''انہیں جو بھی دیکھتا ہے وہ اسی طرح سے حیران ہوتا ہے جیسے تم ہو رہے ہو۔ بہرحال میرا نام میجر شہاب ہے اور یہ تینوں میرے لاڈلے ہیں''...... بوڑھے نے کہا۔

''میجر شہاب۔ اوہ۔ آپ نے سیاحت کی بھی بات کی تھی۔ کہیں آپ وہ مشہور و معروف سیاح میجر شہاب تو نہیں جن کے سیاحت کے مضمون پوری دنیا میں چھپتے ہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں وہی میجر شہاب ہوں''...... بوڑھے نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ میں تو آپ کا بہت بڑا مداح ہوں جناب۔ آپ کے مضمون میں بے حد شوق سے پڑھتا ہوں۔ مجھے یہ تو پتہ ہے کہ آپ پاکیشیا میں ہی رہتے ہیں لیکن آپ یہاں ویران اور بیابان علاقے میں رہتے ہوں گے اس کا مجھے گمان نہیں تھا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر میجر شہاب سے انتہائی گرمجوشی سے ہاتھ ملانے لگا۔ میجر شہاب نے بھی ہاتھ ملانے میں گرمجوشی کا مظاہرہ کیا۔

''میں یہاں پچھلے کئی برس سے رہ رہا ہوں۔ اس گھر سے میری

گہری یادیں وابستہ ہیں اور یہاں شہروں کا شور شرابہ بھی نہیں ہے
جس سے میں دور رہنا پسند کرتا ہوں''...... میجر شہاب نے کہا۔
''گہری یادیں وابستہ ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے جناب''۔
عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔
''فوج کے زمانے میں میری ایک لڑکی سے شادی ہوئی تھی یہ
کاٹیج میں نے اسی کے لئے بنایا تھا۔ اسے بھی شہر کے شور شرابے
سے نفرت تھی۔ ہم دونوں زیادہ وقت یہیں بسر کرتے تھے۔ میری
بیوی کا نام رخشندہ تھا جو بے حد ہنس مکھ، حسین اور وفادار بیوی تھی۔
اس نے مجھے زندگی کے سارے سکھ دیئے تھے اور میری بے حد
خدمت گزار تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھے ایک چاہنے والی اور نیک
بیوی ملی تھی۔ میری بیوی بلڈ کینسر میں مبتلا تھی۔ بلڈ کینسر میں مبتلا
ہونے کی وجہ سے وہ ماں نہیں بن سکی تھی۔ اس کے باوجود اس سے
میں اور وہ مجھ سے بہت خوش تھی۔ بلڈ کینسر کے موذی مرض نے
مجھ سے میری وفادار اور پیار کرنے والی بیوی کو بہت جلد چھین لیا
تھا۔ وہ مجھ سے شادی کرنے کے بعد دو سال زندہ رہی تھی اور پھر
وہ ہلاک ہوگئی تھی۔ میں اسے کبھی نہیں بھول سکا تھا۔ میں نے
رخشندہ سے کہا تھا کہ ہم دونوں ساتھ جیئیں اور مریں گے لیکن
رخشندہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اس کے جانے کے بعد میں زندہ
بھی رہوں گا اور خوش بھی رہوں گا۔ زندہ رہنے کا تو میں نے اس
سے وعدہ کر لیا تھا لیکن خوش رہنے کا میں چاہنے کے باوجود اس

سے وعدہ نہیں کر سکا تھا اس کے جانے کے بعد مجھے پہاڑ سی زندگی
گزارنی تھی اور اس کے بغیر مجھے یہ زندگی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی
تھی۔ اس لئے میں نے سیاحت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی
اور پھر میں ملک ملک گھومنے لگا۔ ایک ملک سے دوسرے، دوسرے
سے تیسرے۔ اس طرح میں نے اپنے آپ کو مصروف کر لیا۔ آخر
کار زندگی کا ایک بڑا حصہ میرا سیاحت کرتے ہوئے گزر گیا۔ واپسی
پر میں اسی کاٹیج میں آ کر رہتا تھا۔ اس کاٹیج میں ہی ہم نے دو
سال گزارے تھے اور رخشندہ کی موت بھی اسی جگہ میرے ہاتھوں
میں ہوئی تھی اس لئے میں سوائے اس جگہ رہنے کے اور کہیں نہیں
رہتا۔ یہ تینوں مجھے سیاحت کے دوران ملے تھے۔ تینوں گونگے اور
لاوارث تھے تو میں نے انہیں اپنے ساتھ رکھ لیا اور جہاں میں جاتا
تھا انہیں ساتھ لے جاتا تھا۔ میری چونکہ کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے
ان تینوں کو میں نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے اور تینوں اولاد سے
بڑھ کر نہ صرف میری خدمت کرتے ہیں بلکہ میری ہر ضرورت کا
خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ میری حفاظت بھی کرتے ہیں اور مجھے
کسی بھی تکلیف میں دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ مونا لیزا
ہے۔ باہر تم نے جس سیاہ فام کو دیکھا تھا وہ اس کا بھائی ہے بلیک
پرنس اور لی جسے میں بروس لی کہتا ہوں وہ مجھے تابات کے جنگلوں
میں ملا تھا۔ تینوں ایک دوسرے سے انسیت رکھتے ہیں اور دکھ درد
میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں''۔ میجر شہاب نے تفصیلات

بتاتے ہوئے کہا اور اس کی داستان سن کر عمران کے دل میں میجر شہاب کے لئے عقیدت ابھر آئی۔ وہ واقعی میجر شہاب کے کارنامے بے حد دلچسپی اور شوق سے پڑھتا تھا جس میں اس کی شجاعت، ذہانت، نشانہ بازی کے قصوں کے ساتھ ساتھ بے حد معلومات بھی ہوتی تھیں۔ اب جب میجر شہاب نے اسے اپنی روئیداد سنائی تو اس کی اپنی بیوی کے لئے محبت اور لاوارث بچوں کو پالنے کی لازوال داستان سن کر عمران کے دل میں اس کے لئے اور زیادہ عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔

''آپ کی ضروریات کیسے پوری ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے زندہ رہنے کے لئے کھانے پینے اور بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرے سب کام زیادہ تر مونا لیزا کرتی ہے۔ لی بھی شہر جاتا ہے۔ اس کام کے لئے ہم نے ایک چھوٹی سی گاڑی رکھی ہوئی ہے جس سے یہ شہر جا کر ضرورت کا سامان لے آتے ہیں اور ہم تینوں یہاں ہنسی خوشی گزر بسر کر رہے ہیں۔ رہی بات گزارا کیسے ہوتا ہے تو میں دنیا کے رسائل کے لئے جو مضامین تحریر کرتا ہوں اس سے مجھے اتنا معاوضہ مل جاتا ہے کہ میں اپنے ساتھ ساتھ ان تینوں کے پیٹ پال سکوں''...... میجر شہاب نے کہا۔

''آپ واقعی بے حد بہادر اور درد مند انسان ہیں۔ اس دور میں اپنے ہی بچوں کو پالنا مشکل ہوتا ہے اور آپ تین غیر ملکیوں کو پال

رہے ہیں جن سے آپ کا خون کا رشتہ بھی نہیں ہے۔ یہ آپ کا واقعی بڑا پن ہے''...... عمران نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس میں بڑے پن والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اتنی ہمت اور توفیق دی ہے کہ میں پنے ساتھ ساتھ انہیں بھی پال سکوں''...... میجر شہاب نے انکساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی اتنی طبیعت خراب تھی تو آپ کسی ڈاکٹر کو فون کر کے یہاں بلا لیتے یا مونا لیزا، بلیک پرنس اور لی سے کہتے کہ وہ آپ کو کسی ہسپتال لے جاتے۔ اگر خدانخواستہ آپ کی طبیعت بگڑ جاتی ''...... عمران نے کہا۔

''میں نے یہاں فون نہیں لگوایا ہے اور نہ مجھے اس کا شوق ہے۔ رہی بات مجھے کہیں لے جانے کی تو اس کے لئے میں نے ا ان تینوں کو منع کیا تھا۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ میں جب بھی روں تو اسی کاٹیج میں ہی مروں جہاں میرے ہاتھوں میں میری اری بیوی نے دم توڑا تھا۔ اگر میں بیماری کی حالت میں کسی پتال میں ہوا اور وہیں مر گیا تو پھر میری روح کو کبھی چین نہیں لے گا کہ میں نے اس کاٹیج میں نہیں کہیں اور اپنی جان دی تھی اور ل تک میری طبیعت اتنی خراب نہیں تھی کہ میں ان سے کہہ کر کسی کٹر کو یہاں بلواتا۔ آج صبح ہی میری حالت خراب ہوئی تھی اور ار تیز ہو گیا تھا جس سے میں بے ہوش ہو گیا تھا اور شاید مونا لیزا

باہر کسی ڈاکٹر کو ہی لینے گئی تھی اور اسے تم مل گئے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''بہرحال۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ آپ واقعی پرخلوص اور نیک انسان ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرے بارے میں تو تم نے سب کچھ پوچھ لیا ہے۔ اپنے بارے میں بتاؤ''...... میجر شہاب نے کہا۔

''میرا نام علی عمران ہے جو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ اگر کہیں تو میں آپ کو اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں بھی بتا دیتا ہوں۔ ان کا مجھے شجرہ نسب تو یاد نہیں ہے لیکن باپ اور دادا تک کا نام میں ضرور جانتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شہاب بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا کرتے ہو تم''...... میجر شہاب نے پوچھا۔

''چوری''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب بے اختیار چونک پڑا۔

''چوری۔ کیا مطلب کیا تم چور ہو''...... میجر شہاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ میرے دوست احباب مجھ سے جو چیز کچھ دن کے لئے ادھار لے جاتے ہیں جب وہ مجھے مانگنے پر بھی واپس نہیں کرتے تو مجھے ان کے گھر سے اپنی ہی چیز چوری کر کے واپس لانی پڑتی ہے''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''یہ اچھی چوری ہے۔ اپنی ہی چیز واپس لینے کے لئے تمہیں دوستوں کے گھر چوری کرنی پڑتی ہے۔ بہت خوب''...... میجر شہاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب آپ کی طبیعت کیسی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ تم نے واقعی میرا بہترین علاج کیا ہے اس کے باوجود کہہ رہے تھے کہ تم ڈاکٹر نہیں ہو''...... میجر شہاب نے کہا۔

''ایسا ڈاکٹر ہوں جس کے سارے مریض قبرستانوں تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ کی قسمت اچھی تھی کہ آپ کو ایکسپائر انجکشن نہیں لگے تھے ورنہ آپ بھی اس وقت کسی قبرستان میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دے رہے ہوتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ایسا وقت تو ایک نہ ایک دن آنا ہے۔ موت کا دن معین ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اب آپ واقعی ہشاش بشاش دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا اب میں جا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ارے نہیں۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ تم نے میری جان بچائی ہے۔ مجھے بھی تو اپنی خدمت کا موقع دو''...... میجر شہاب نے کہا۔

''خدمت کا مطلب اگر آپ کا مجھے فیس دینے سے ہے تو پھر سوچ لیں فیس میں آپ سے اتنی مانگوں گا کہ آپ کے چھکے چھوٹ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کتنی فیس مانگ لو گے تم۔ بولو''...... میجر شہاب نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اصلی انجکشن لگانے کا میرا جو نقصان ہوا ہے وہ بیس لاکھ سے زائد کا ہے۔ آپ چونکہ ضعیف ہیں اور آپ نے تین تین افراد کو پالنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے اس لئے میں آپ سے بیس لاکھ تو نہیں مانگ سکتا لیکن اگر آپ فیس دینا چاہتے ہیں تو پھر مجھے اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں تاکہ آئندہ میں جس کا بھی علاج کروں وہ آپ کی طرح جلد صحت مند ہو جائے اور میرا دھندہ چل نکلے اور مجھے سوپر فیاض کے فلیٹ میں نہ رہنا پڑے اور نہ اپنے ملازم کو تنخواہ نہ دینے کی وجہ سے اس کی جھڑکیاں سننا پڑے''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

''خوب۔ تو تم اپنے ملازم کی جھڑکیاں بھی سن لیتے ہو''...... میجر شہاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا کروں۔ جس کے ہاتھوں مریض مرنے لگیں تو اس کا دھندہ تو چوپٹ ہی ہو جاتا ہے۔ چوپٹ دھندے میں میرا اپنا ہی گزارا نہیں ہوتا تو میں ملازم کے نخرے کیسے اٹھا سکتا ہوں۔ میں اس کا تنخواہوں کی وجہ سے اس قدر مقروض ہو چکا ہوں کہ اگر میں پاکیشیا کے دس بارہ بنک بھی لوٹ لوں تو اس کا قرض نہیں اتار سکتا''...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو میجر شہاب ایک

بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''تم جیسا نوجوان بنک لوٹنے کا صرف سوچ ہی سکتا ہے۔ لوٹ نہیں سکتا''...... میجر شہاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کا کسی ایسے بنک میں آنا جانا ہے جہاں گارڈز نہ ہوں یا جہاں جلد پولیس کے آنے کا خطرہ نہ ہو تو بتا دیں۔ میں آپ کے ساتھ مل کر اس بنک کو لوٹ لوں گا''...... عمران نے بڑے راز دارنہ لہجے میں کہا تو میجر شہاب اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''سوری۔ اس کام میں تمہارا میں ساتھ نہیں دے سکتا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''پھر تو اپنی لٹیا ڈوبی ہی سمجھیں۔ نہ میں ملازم کی تنخواہیں دے سکتا ہوں اور نہ شادی کا میٹھا لڈو کھا سکتا ہوں۔ لگتا ہے مجھے ساری زندگی کنوارہ رہ کر ہی گزارنی پڑے گی''...... عمران نے مایوس لہجے میں کہا۔

''تو تم نے ابھی شادی نہیں کی''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اپنی ایسی قسمت کہاں۔ شادی تو نصیب والوں کی ہوتی ہے اور میرے نصیب کا یہ عالم ہے کہ میں لوگوں کو ٹھگتا ہوں اور میرا ملازم مجھے ٹھگ لیتا ہے۔ اور میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں چھوڑتا''...... عمران نے کہا۔

''پھر تو تمہارا ملازم تم سے زیادہ چالاک اور تیز ہے جو تمہارے

جیسے ٹھگ کو بھی ٹھگ لیتا ہے''...... میجر شہاب نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

''اب میں چلوں''...... عمران نے کہا۔

''ارے نہیں۔ ایک منٹ۔ مونا لیزا''...... میجر شہاب نے پہلے اس سے پھر مونا لیزا سے مخاطب ہو کر کہا جو بدستور ایک جگہ کھڑی تھی۔ میجر شہاب کی بات سن کر وہ اس کے قریب آ گئی۔

''جاؤ مہمان کے لئے خاص مشروب لے آؤ''...... میجر شہاب نے کہا تو مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتی ہوئی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

''خاص مشروب سے آپ کی مراد مشروبِ عناب سے تو نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گیا۔

''مشروب عناب۔ تمہارا مطلب ہے شراب''...... میجر شہاب نے کہا۔

''عام فہم میں تو مشروب عناب کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ اگر اسے کچھ اور کہا جاتا ہے تو بتا دیں تاکہ مجھ ناقصِ عقل کی معلومات میں اضافہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس کا یہی مطلب ہوتا ہے لیکن فکر نہ کرو۔ میں نے تمہیں شراب پلانے کے لئے نہیں روکا ہے۔ مونا لیزا کا تعلق افریقہ سے ہے یہ بہت سے جڑی بوٹیوں کے بارے میں جانتی

ہے۔ کچونا اور مسلانا دو جڑی بوٹیوں کو پیس کر یہ ان کا ایسا مشروب تیار کرتی ہے کہ جو پیتا ہے اس کا دیوانہ ہو جاتا ہے اور اس مشروب کے پینے سے انسانی جسم میں بے پناہ طاقت آ جاتی ہے اور دماغ فریش ہو جاتا ہے''...... میجر شہاب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ ہی دیر میں مونا لیزا ایک ٹرے اٹھائے اندر آ گئی۔ ٹرے میں دو بڑے بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے جن میں ہلکے گلابی رنگ کا مشروب تھا۔ مونا لیزا نے جھک کر ٹرے عمران کی طرف کی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرے سے ایک گلاس اٹھا لیا۔ دوسرا گلاس مونا لیزا نے میجر شہاب کو دے دیا تھا۔

''گھبراؤ نہیں۔ یہ تمہارے انجکشنوں کی طرح ایکسپائر نہیں ہے اس کا تم پر کوئی ری ایکشن نہیں ہو گا''...... میجر شہاب نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

''ایکسپائر بھی ہو تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں تو زہر بھی پی لوں تو وہ بے چارہ بھی یہی سوچتا رہ جاتا ہے کہ میں کس کے معدے میں اتر گیا ہوں جس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا''۔ عمران نے کہا تو کمرہ ایک بار پھر میجر شہاب کے کھلکھلاتے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے اسے ہنستا دیکھ کر گلاس منہ سے لگا کر مشروب کا ایک سپ لیا تو واقعی عمران کو ایسا لگا جیسے وہ انتہائی خوش ذائقہ اور لذیذ مشروب پی رہا ہے۔ اس نے باقاعدہ مشروب چسکیاں

لے لے کر پینا شروع کر دیا۔ مشروب پیتے ہوئے اسے اپنے جسم میں چستی اور توانائی سی بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

''اس مشروب کی ضرورت مجھ سے زیادہ آپ کو تھی آپ نے اپنے ساتھ ساتھ میرے جسم میں بھی چستی بھر دی ہے۔ اس کے لئے آپ کا بہت بہت شکریہ''...... عمران نے خالی گلاس ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''جب بھی اس مشروب کی تمہیں طلب ہو بے فکر ہو کر یہاں آ جایا کرنا۔ مونا لیزا تو تمہیں پہچان گئی ہے۔ میں بلیک پرنس اور لی کو بھی تمہارے بارے میں بتا دوں گا تاکہ وہ تمہیں میرے پاس آنے سے نہ روک سکیں''...... میجر شہاب نے کہا اور اس نے بھی گلاس خالی کر کے ایک طرف رکھا اور پھر وہ بستر سے اتر آیا۔

''میں بھی آپ کو اپنا پتہ دے دیتا ہوں۔ اگر آپ کا کبھی میرے ملازم سلیمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی مونگ کی دال کھانے یا اس کے ہاتھ کے جلے ہوئے مرغ مسلم کھانے کا شوق ہو تو بلا تکلف چلے آیئے گا''...... عمران نے کہا اور اس نے میجر شہاب کو اپنے فلیٹ کا نمبر بتا دیا۔ مونا لیزا پاس کھڑی عمران کی باتیں یوں سن رہی تھی جیسے وہ اس کی باتوں کو سن کر ذہن نشین بھی کرتی جا رہی ہو۔

''میں ضرور آؤں گا۔ جب تم اتنے دلچسپ ہو تو یقیناً تمہارا باورچی بھی دلچسپ انسان ہو گا اور مجھے دلچسپ انسانوں سے مل کر

واقعی خوشی ہوتی ہے''...... میجر شہاب نے عمران سے گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... عمران نے کہا اور باہر کی طرف مڑا تو میجر شہاب بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔

''آپ آرام کریں۔ کار تک میرے ساتھ اپنی مونا لیزا کو بھیج دیں۔ اس کی غراہٹ سن کر بلیک پرنس اور لی تک سہم جاتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ اس کے قدموں کی آواز سن کر زہریلے جنگلی حشرات الارض بھی اپنا راستہ بدل دیتے ہوں گے''...... عمران نے کہا اور میجر شہاب ہنس پڑا اور عمران اس سے اجازت لے کر کاٹیج سے نکلتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے کار نئی اور جدید کالونی کی ایک رہائش گاہ کے پورچ میں روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر ایک ملازم کھڑا تھا اسے کار سے نکلتے دیکھ کر وہ اس کے پاس آ گیا۔

''آئیں میں آپ کو ڈاکٹر صاحب کے پاس پہنچا دوں۔ وہ آپ کے ہی منتظر ہیں''...... ملازم نے کہا۔ ٹائیگر نے یہاں آنے سے پہلے ڈاکٹر رئیس بخاری کو فون کیا تھا اور ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ ڈاکٹر رئیس بخاری جو ٹائیگر کو جانتے تھے اس لئے انہوں نے اسے فوری طور پر اپنی رہائش گاہ آنے کی اجازت دے دی تھی اور ٹائیگر میک اپ ختم کر کے اور نیا لباس پہن کر ان کی رہائش گاہ چلا آیا تھا۔

ڈاکٹر رئیس بخاری بھی کسی زمانے میں سیاح رہ چکے تھے اور سیاحت کی دنیا میں ان کا بڑا نام تھا۔ ڈاکٹر رئیس بخاری نے سیاحت اور اپنی سوانح حیات کے تحت کئی کتابیں لکھی تھیں جس سے

ان کے نام کا شہرہ ساتویں آسمان تک پہنچ گیا تھا۔

ایک مرتبہ ڈاکٹر رئیس بخاری اپنی کار میں جا رہے تھے تو ان کی کار کا ایک ٹائر برسٹ ہو گیا تھا اور کار تیز رفتار ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر رئیس بخاری سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تھی اور سڑک پر الٹ گئی تھی جس سے ڈاکٹر رئیس بخاری بری طرح سے زخمی ہو گئے تھے۔ اس وقت اتفاق سے ٹائیگر کی کار ڈاکٹر رئیس بخاری کی کار کے پیچھے تھی۔ ٹائیگر نے ڈاکٹر رئیس بخاری کی کار الٹتے دیکھی تو وہ فوری طور پر کار روک کر ان کی مدد کے لئے آ گیا۔ کار الٹنے سے کار کو آگ لگ گئی تھی اور آگ پٹرول ٹینک تک پہنچ رہی تھی جو کسی بھی وقت دھماکے سے پھٹ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بروقت ڈاکٹر رئیس بخاری کو کار سے نکال لیا تھا۔ وہ ڈاکٹر رئیس بخاری کو جلتی ہوئی کار سے لے کر ابھی تھوڑا ہی دور گیا ہو گا کہ اسی وقت آگ کار کے فیول ٹینک تک پہنچ گئی جس کے نتیجے میں کار تباہ ہو گئی تھی۔ اگر ٹائیگر، ڈاکٹر رئیس بخاری کو کار سے نکالنے میں چند منٹ کی بھی تاخیر کرتا تو ڈاکٹر رئیس بخاری کے تباہ ہونے والی کار کے ساتھ ہی پرخچے اُڑ جاتے۔

ڈاکٹر رئیس بخاری کو ٹائیگر اپنی کار میں ڈال کر ایک ہسپتال میں لے گیا تھا اور جب تک ڈاکٹر رئیس بخاری اس ہسپتال میں زیر علاج رہا تھا ٹائیگر روزانہ اس کے عیادت کے لئے ہسپتال آتا تھا اور ڈاکٹر رئیس بخاری کے لئے پھولوں کا ایک گلدستہ لانا بھی نہیں

بھولتا تھا۔ ڈاکٹر رئیس بخاری، ٹائیگر کا ممنون تھا جس کی وجہ سے نہ صرف اس کی جان بچ گئی تھی بلکہ وہ اس کی عیادت کے لئے روزانہ آتا تھا۔ جب ٹائیگر کو پتہ چلا کہ ڈاکٹر رئیس بخاری سیاح ہے اور ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں تو وہ ان کا اور زیادہ مداح ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب شانگو نے میجر شہاب کے حوالے سے بتایا کہ وہ ایک سیاح ہے تو ٹائیگر کے ذہن میں فوراً ڈاکٹر رئیس بخاری کا ہی نام آیا تھا۔ ڈاکٹر رئیس بخاری نے جہاں اپنی سوانح عمری لکھی تھی وہاں ان کے پاس پاکیشیا کے تمام سیاحوں کے نام و پتے بھی موجود تھے۔ انہوں نے ان تمام سیاحوں سے روابط رکھ کر ان کے بارے میں بھی اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا تھا۔

ڈاکٹر رئیس بخاری کا ملازم ٹائیگر کو لے کر ایک کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک خاصی عمر کا آدمی صوفے پر بیٹھا منہ میں پائپ دبائے اور آنکھوں پر نظروں کی عینک لگائے ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ ڈاکٹر رئیس بخاری کا شوق چونکہ سیاحت کا تھا اس لئے اس نے ساری زندگی شادی نہیں کی تھی وہ اس رہائش گاہ میں اپنے چند ملازمین کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کے پاس بے شمار زمین جائیداد تھی جس کی وجہ سے ان کا گزر بسر آسانی سے ہو رہا تھا اور انہیں روپے پیسے کی کوئی فکر نہیں تھی۔ شاہکار کتابوں کی تصنیف کی وجہ سے حکومت نے نہ صرف انہیں کئی ایوارڈز سے نوازا تھا بلکہ

انہیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری بھی دی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنے نام کے ساتھ مستقل طور پر ڈاکٹر لگا لیا تھا۔

''آؤ آؤ۔ گریٹ ٹائیگر۔ آج بڑے دنوں کے بعد تمہیں میری یاد آئی ہے۔ کہاں رہتے ہو تم''...... ٹائیگر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر رئیس بخاری نے کتاب ایک سائیڈ پر رکھ کر فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔ بڑھاپے میں بھی ان کے جسم میں بے پناہ توانائی تھی اور وہ انتہائی چاک و چوبند دکھائی دے رہے تھے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا اور ان سے ہاتھ ملایا۔

''بس ڈاکٹر صاحب مصروفیت کی وجہ سے آپ سے ملنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج کے دور میں ہر انسان مصروف ہے۔ اگر کسی سے ملنے کی تمنا ہو تو پھر مصروفیت سے خود ہی وقت نکالنا پڑتا ہے برخوردار''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی جواباً مسکرا دیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب۔ اوکے۔ اس معاملے میں آئندہ میں آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ مجھے جب بھی آپ کی یاد آئے گی میں فوراً آپ کے پاس چلا آؤں گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''اگر میری یاد تمہیں سالوں بعد آئی تو''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ چلیں میں کوشش کروں گا کہ ہفتے یا پھر مہینے بعد ہی سہی آپ سے ایک بار آ کر ضرور مل لیا کروں گا"۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈاکٹر رئیس بخاری بھی ہنسنے لگا۔

"بیٹھو"...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا اور خود بھی اسی جگہ بیٹھ گئے جہاں وہ پہلے بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر شکریہ کہتا ہوا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا منگواؤں تمہارے لئے"...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے پوچھا۔

"آپ کا ملازم چائے بہت اچھی بناتا ہے"...... ٹائیگر نے مسکر کر کہا تو ڈاکٹر رئیس بخاری ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"چائے کے ساتھ ساتھ وہ کھانا بھی اچھا بنا لیتا ہے۔ اگر کہو تمہارے لئے کوئی سپیشل ڈش بنوا لوں"...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے لنچ کیا تھا۔ اس وقت صرف چائے کی طلب ہے اور کچھ نہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈا رئیس بخاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے ملازم کو آواز تو ایک ادھیڑ عمر ملازم اندر آ گیا۔

"شریف الدین۔ ٹائیگر کو آپ کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے حد پسند ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آج آپ اپنے ہاتھ کی بنی اسے ایسی چائے پلائیں کہ یہ روز آپ کی چائے پینے کے بہا

مجھ سے ملنے آ جایا کرے"...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔ شریف الدین بھی ہنسنے لگا۔

"جو حکم سرکار۔ میں ابھی لاتا ہوں"...... شریف الدین نے کہا اور مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

"اور سناؤ برخوردار۔ آج ادھر کا راستہ کیسے بھولے ہو"۔ ڈاکٹر رئیس بخاری نے شریف الدین کے جانے کے بعد ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راستہ بھولا ہوتا تو آپ کی بجائے کسی اور کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا ہوتا"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈاکٹر رئیس بخاری بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ واقعی یہ کہنا ہی غلط ہوتا ہے کہ کیسے راستہ بھول کر آ گئے ہو۔ اگر راستہ ہی بھول گیا ہو تو پھر کون کہاں جاتا ہے یہ تو شاید راستہ بھولنے والا بھی نہیں جانتا ہو گا"۔ ڈاکٹر رئیس بخاری نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی آج کل کیا مصروفیات ہیں"...... ٹائیگر نے مبہم سے انداز میں پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب تو کہیں باہر بھی نہیں نکلا جاتا۔ سارا دن گھر رہتا ہوں۔ کتابیں ہی میری دوست ہیں اور مجھے ان کے مطالعے سے ہی فرصت نہیں ملتی"...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب-آپ واقعی بوڑھے ہو چکے ہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاید''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے جواباً مسکرا کر کہا۔

''لیکن آپ سے زیادہ عمر تو میجر شہاب کی ہے۔ کم از کم آپ سے پانچ سے چھ سال بڑے ہیں۔ بوڑھے ہونے کے باو؟ وہ آج بھی غیر ملکی رسائل کے لئے مضامین لکھ رہے ہیں۔ اگر ایسا کر سکتے ہیں تو پھر آپ کیوں نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میجر شہاب مجھ سے عمر میں بڑا ہے اور جس طرح تم میر تحریروں کے مداح ہو اسی طرح میں بھی ان کی تحریروں کا مدا ہوں۔ وہ واقعی خوبصورت لکھنے والے ہیں۔ ان کی بھی ساری زند میری طرح سیر و سیاحت میں گزری ہے۔ لیکن وہ مجھ سے زیا توانا اور بے حد طاقتور ہیں اسی لئے وہ عمر کے اس حصے میں بھی رہے ہیں جبکہ میرا یہ عالم ہے کہ میں ان کے مقابلے میں خا کمزور ہوں اور میرے ہاتھوں میں رعشہ بھی آ گیا ہے۔ اب اٹھاؤں تو صفحات پر ٹیڑھی میڑھی لکیریں پہلے ہی بننا شروع ہو جا ہیں''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔ ان کا جواب سن کر ٹائیگر آنکھوں میں چمک آ گئی۔ ڈاکٹر رئیس بخاری نے جس طرح میجر شہاب کے بارے میں بات کی تھی اس سے صاف ظاہر ہو تھا کہ وہ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔

''میں واقعی ان کی تحریروں کا بہت مداح ہوں اور میرا دل چا

ہے کہ جس طرح میں آپ سے ملتا ہوں اسی طرح میں ان سے بھی جا کر ملوں اور سیاحت کی وہ باتیں جو وہ اپنی تحریروں میں نہیں لائے ان کی زبانی سن سکوں لیکن جس طرح ان کے مضامین غیر ملکی رسائل میں شائع ہوتے ہیں اس لحاظ سے تو ان سے ملنا ناممکن ہے نجانے وہ کس ملک میں رہتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میجر شہاب پاکیشیائی ہے اور وہ پاکیشیا میں ہی رہتا ہے کسی اور ملک میں نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی تحریریں غیر ملکی رسائل میں شائع کراتا ہے تاکہ اس کی تحریروں کو پوری دنیا میں بہترین مقام مل سکے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا اور ٹائیگر کا دل بلیوں اچھلنا شروع ہو گیا۔ جس شخص کی تلاش میں لوگ پاکیشیا میں سر ٹکرا ٹکرا کر مایوس ہو کر چلے گئے تھے اس کے بارے میں ٹائیگر نے بغیر بھاگ دوڑ کئے پتہ چلا لیا تھا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ اگر میجر شہاب پاکیشیا میں ہیں تو پھر ان سے ایک آدھ ملاقات تو کی ہی جا سکتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ایک آدھ ملاقات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وہ بے حد تنہائی پسند آدمی ہے اور شہروں کے شور شرابے سے دور ویران اور غیر آباد علاقے میں رہتا ہے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ نے کبھی ان سے ملاقات کی ہے''...... ٹائیگر نے

مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ کئی بار۔ وہ بھی دو تین بار یہاں آ چکے ہیں۔ ہم دونوں کا پیشہ چونکہ ایک ہے اس لئے ہماری اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں لیکن اب چونکہ میں نے لکھنا چھوڑ دیا ہے اور میجر شہاب کچھ بیمار رہنے لگا ہے اس لئے پچھلے ایک سال سے نہ میں اس سے ملا ہوں اور نہ وہ مجھ سے ملنے آیا ہے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''تو کیا آپ نے یا انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی فون بھی نہیں کیا''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''وہ اپنے پاس فون رکھنا پسند نہیں کرتا۔ ملنے کے لئے یا تو و خود آ جاتا تھا یا میں اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ ایک سال میں واقع میں اسے بھول چکا تھا۔ تم نے اس کا نام لیا ہے تو مجھے اس ک ملاقاتیں یاد آ گئی ہیں ورنہ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید اب زندہ نہیں ہے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا اور ان کی آخر بات سن کر ٹائیگر کی ساری خوشی مایوسی میں بدل گئی۔ اگر میجر شہا پاکیشیا میں رہتا تھا اور اس کی تلاش میں یہاں کئی ملکوں کے ایجن اور مجرم تنظیمیں آ چکی تھیں اور وہ اسے تلاش کرنے میں ناکام ر تھیں تو پھر واقعی یہی ہو سکتا تھا کہ میجر شہاب واقعی ہلاک ہو ہو۔

''کیا آپ مجھے ان کا پتہ بتا سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے بے چ سے پوچھا۔

''اس کا زبانی پتہ تو مجھے یاد نہیں۔ بوڑھا ہونے کی وجہ سے میری یادداشت بھی کمزور ہو گئی ہے۔ میں نے شاید اس کا پتہ کسی ڈائری میں لکھا ہو۔ شریف الدین کو آ لینے دو تو میں اس سے اپنے کمرے سے اپنی ڈائری منگواتا ہوں۔ اگر پتہ مل گیا تو تم وہاں ضرور جانا تاکہ مجھے بھی پتہ چل سکے کہ وہ زندہ ہے بھی یا نہیں۔ اب تو واقعی مجھے بھی اس کی فکر ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اگر اس بے چارے کو کچھ ہو گیا تو اس کے تین بچوں کا کیا بنا ہو گا''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''کیا ان کے بچے بھی ہیں''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''اس کے اپنے بچے تو نہیں ہیں کیونکہ اس کی بیوی کینسر کی مریضہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گئی تھی۔ اس کے ہلاک ہونے کے بعد ہی میجر شہاب نے سیر و سیاحت کا شوق اپنایا تھا۔ پوری دنیا کی سیر کرتے ہوئے اسے افریقہ اور تابات کے جنگلوں سے تین لاوارث بچے ملے تھے جنہیں اس نے اپنا لیا تھا اور وہ کئی سالوں سے اس کے ساتھ ہیں''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو مونا لیزا، بلیک پرنس اور لی کے بارے میں بتانا شروع ہو گئے۔

''وہ تینوں میجر شہاب کے لاڈلے ہیں اور اس کے ایک اشارے پر اپنی جان دے سکتے ہیں۔ تینوں الگ الگ خوبیوں کے مالک ہیں اور میجر شہاب سے بے حد پیار کرتے ہیں۔ خاص طور پر

مونا لیزا تو میجر شہاب پر جان چھڑکتی ہے اور اس کی ذرا سی تکلیف پر بھی پریشان ہو جاتی ہے۔ اس کی پریشانی اس وقت تک رفع نہیں ہوتی جب تک میجر شہاب تندرست نہ ہو جائے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''ان کی موجودگی میں تو میجر شہاب کے پاس کوئی بھی نہیں جا سکتا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ جب تک میجر شہاب خود کسی سے نہ ملنا چاہے اس وقت تک واقعی یہ تینوں اس سے کسی کو نہیں ملنے دیتے بلکہ وہاں جو جاتا ہے وہ تینوں اسے ڈرا کر وہاں سے بھگا دیتے ہیں''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''بڑے حیرت انگیز ہیں وہ تینوں اور آپ نے بتایا ہے کہ وہ تینوں ہی گونگے ہیں۔ اگر وہ گونگے ہیں تو پھر میجر شہاب ان کی باتیں کیسے سمجھ لیتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''گونگوں کی زبان گونگے ہی سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے میجر شہاب کو بھی گونگا ہی بننا پڑتا ہے اور چونکہ وہ بچپن سے ان کے ساتھ ہیں اس لئے ان کے اشارے سمجھنا ان میں سے کسی کے لئے مشکل نہیں ہوتا ہے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا تو ٹائیگر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت شریف الدین ایک ٹرے لے کر اندر آ گیا۔ ٹرے میں چائے کے دو نفیس کپ رکھے ہوئے تھے۔ شریف الدین نے ایک کپ ٹائیگر کے سامنے

اور دوسرا کپ ڈاکٹر رئیس بخاری کے سامنے رکھ دیا۔

''یہ لیں جناب۔ میری آج کی بنائی ہوئی چائے پی کر آپ کو لطف آ جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ ڈاکٹر صاحب سے ملنے کے بہانے روز میرے ہاتھوں کی بنی ایسی چائے پینے آیا کریں گے''...... شریف الدین نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔

''شکریہ شریف الدین صاحب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''شریف الدین۔ میرے روم سے ریڈ جلد والی ڈائری لے آئیں جس میں نام پتے اور فون نمبر لکھے ہوئے ہیں''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''جی بہتر''...... شریف الدین نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

''اگر میجر شہاب زندہ ہیں اور میں ان سے ملنے کی کوشش کروں تو پھر مجھے کیا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ آپ نے بتایا ہے کہ میجر صاحب کے لے پالک بچے کسی غیر متعلق شخص کو ان کے پاس جانے ہی نہیں دیتے تو پھر میں ان تک کیسے پہنچوں گا''...... ٹائیگر نے میز سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''جب تم ان کی رہائش گاہ کے پاس جاؤ گے تو تم ایک سرخ رنگ کا رومال لہراتے ہوئے جانا۔ سرخ رومال دیکھ کر مونا لیزا، بلیک پرنس اور لی سمجھ جائیں گے کہ تم میجر صاحب سے ملنا چاہتے ہو۔ مونا لیزا تمہارے پاس آئے گی اور اشارے سے تمہاری

شناخت مانگے گی تو تم اسے اپنا وزٹنگ کارڈ دے دینا وہ کارڈ لے کر میجر شہاب تک جائے گی اور میجر شہاب اگر مصروف نہ ہوا اور اس کی مرضی ہوئی تو وہ تمہیں اپنے پاس بلا لے گا ورنہ تمہیں اس سے ملے بغیر ہی واپس آنا ہوگا''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''نئے آدمی کو بھلا وہ ملنے کا موقع کیسے دے سکتے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ تینوں بہت خطرناک ہیں۔ ان کی نظریں بے حد تیز ہیں اور کوئی بھی ان کی نظروں میں آئے بغیر میجر شہاب تک نہیں جا سکتا۔ اگر تمہیں ان سے ملنے کا اتنا ہی شوق ہو رہا ہے اور وہ اگر واقعی زندہ ہیں تو میں تمہیں اپنا ایک کارڈ دے دیتا ہوں۔ تم کارڈ مونا لیزا کو دینا۔ جب وہ کارڈ لے جا کر میجر شہاب کو دکھائے گی تو میجر شہاب لازمی طور پر تمہیں اپنے پاس بلا لے گا۔ اس طرح تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے گی اور تم ان سے مل کر میری طرف سے ان کی خیریت بھی دریافت کر لینا۔

''ویری گڈ۔ ان سے ملنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ آپ مجھے اپنا کارڈ دے دیں''...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو اس کی بے چینی دیکھ کر ڈاکٹر رئیس بخاری مسکرا دیئے۔ انہوں نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نفیس قسم کا پرنٹڈ وزیٹنگ کارڈ نکالا اور ٹائیگر کو دے دیا۔ ٹائیگر نے ان کا کارڈ دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کارڈ

جیب میں رکھ لیا۔ کچھ دیر بعد شریف الدین، ڈاکٹر رئیس بخاری کی مطلوبہ سرخ جلد والی ڈائری لے آیا۔ اس نے ڈائری ڈاکٹر رئیس بخاری کو دی تو ڈاکٹر رئیس بخاری اسے کھول کر صفحات پلٹنے لگا۔

''آپ کی بنائی ہوئی چائے واقعی بہترین ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کا بہانہ بنا کر آپ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے پینے کے لئے روز یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب اجازت دیں تو میں ان کے پاس ہی شفٹ ہو جاتا ہوں پھر ایک بار نہیں میں بار بار آپ کی چائے پی سکوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو شریف الدین ہنس پڑا۔

''اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اکیلے رہتے ہو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی آفر کی تھی کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ دونوں ایک دوسرے کے مزاج آشنا ہیں اطمینان سے رہیں گے''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔

''اس بارے میں اب مجھے واقعی سوچنا پڑے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''شریف الدین کی بہترین چائے پینے کے بعد کچھ سوچنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کیا''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی جواباً مسکرا دیا۔

''آپ جانتے ہیں کہ میں اپنا کوئی بھی کام اپنے استاد محترم سے پوچھے بغیر نہیں کرتا۔ میں اپنے استاد محترم سے بات کروں گا

اگر انہوں نے مجھے اجازت دے دی تو مجھے یہاں شفٹ ہونے میں واقعی بے حد خوشی ہو گی اور آپ کے زیر سایہ رہ کر مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا''...... ٹائیگر نے عاجزی سے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا۔ انہیں ڈائری میں میجر شہاب کا پتہ مل گیا تھا انہوں نے وہ پتہ ٹائیگر کو نوٹ کرا دیا۔ ٹائیگر کچھ دیر ان سے بیٹھا بات چیت کرتا رہا پھر ان سے دوبارہ ملنے کا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''جب بھی تم میجر شہاب سے ملنے جاؤ تو انہیں میرا سلام ضرور کہنا اور کہنا کہ اگر ان کے پاس وقت ہو تو وہ مجھ سے ملنے ضرور آئیں''...... ڈاکٹر رئیس بخاری نے کہا تو ٹائیگر نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ میجر شہاب تک ان کا پیغام پہنچا دے گا اور پھر وہ ڈاکٹر رئیس بخاری سے اجازت لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔ وہ بے حد پرجوش دکھائی دے رہا تھا۔ شانگو نے اسے صرف میجر شہاب کا پتہ لگانے کا کہا تھا اور وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ وہ میجر شہاب کا ایڈریس لے کر شانگو کو دے دیتا تو اس کا کام ختم ہو جاتا لیکن ٹائیگر کی عادت تھی کہ وہ بغیر تصدیق کئے مطمئن نہیں ہوتا تھا اس لئے وہ ڈاکٹر رئیس بخاری کی رہائش گاہ سے نکلتے ہی میجر شہاب کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا جس کا ڈاکٹر رئیس بخاری نے اسے ایڈریس دیا تھا۔ میجر شہاب ایک پہاڑی سلسلے کے عقب میں موجود لائیکا جھیل کے قریب رہتے تھے جہاں واقعی آبادی نہیں تھی اور

وہاں تنہائی پسند لوگ ہی رہ سکتے تھے۔

ایک گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ جنگل کی طرف پھیلے ہوئے درختوں سے بھرے ایک پہاڑی علاقے میں پہنچ گیا۔ اس نے کار درختوں کے ایک جھنڈ میں چھوڑی اور پھر اس عمارت کو تلاش کرنے لگا جہاں میجر شہاب رہائش پذیر تھا۔ تھوڑی سی کوششوں کے بعد اسے وہاں ایک پرانا لیکن کافی بڑا کاٹیج مل گیا۔ کاٹیج سڑک سے کافی ہٹ کر تھا۔ عمارت کا بڑا سا پھاٹک تھا جو لوہے کا بنا ہوا تھا اور سالخوردہ ہو کر جگہ جگہ سے گل چکا تھا۔ وہ ایک بار اپنی آنکھوں سے میجر شہاب کو دیکھنا چاہتا تھا اور ڈاکٹر رئیس بخاری نے میجر شہاب کے جن محافظوں کے بارے میں بتایا تھا اسے انہیں بھی دیکھنے کا اشتیاق ہو رہا تھا جن میں ایک مونالیزا نامی سیاہ فام لڑکی ایک سیاہ فام مرد بلیک پرنس اور ایک شوگرانی فائٹر جس کا نام لی تھا۔ وہ رکے بغیر پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے آگے جانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو رہی تھی کیونکہ اس کے پاس ڈاکٹر رئیس بخاری کا دیا ہوا کارڈ تھا جسے دکھا کر وہ میجر شہاب تک پہنچ سکتا تھا۔ مگر وہ سرخ کپڑا ساتھ لانا بھول گیا تھا جسے دکھا کر وہ میجر شہاب سے مل سکتا تھا۔

ٹائیگر نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا جو اندر سے لاک نہیں تھا۔ سامنے ایک بڑا سا احاطہ تھا جہاں برآمدے کی دوسری طرف رہائشی حصے کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا

اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں ہر طرف گہری خاموشی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ جگہ طویل عرصہ سے ویران پڑی ہو۔ خاموشی اور سکوت دیکھ کر ٹائیگر کو فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی کہ کہیں میجر شہاب نے یہ جگہ چھوڑ نہ دی ہو۔ ڈاکٹر رئیس کی بھی میجر شہاب سے ایک سال قبل ملاقات ہوئی تھی اور اس ایک سال میں ضروری نہیں تھا کہ میجر شہاب یہیں رہتا رہا ہو۔

ٹائیگر برآمدے میں آ کر آگے بڑھا تو اچانک اسے ایک تیز غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک سائیڈ سے سیاہ رنگ کا ایک دیو ہیکل انسان اچھل کر بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا۔ سیاہ فام شکل وصورت سے وحشی معلوم ہو رہا تھا اور اس کا ڈیل ڈول کسی بھی طرح جوزف اور جوانا سے کم کا نہیں تھا۔ سیاہ فام وحشی کے ہاتھ میں ایک بڑا شکاری خنجر تھا۔ وہ چیختا ہوا بھاگا چلا آ رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کرتا وحشی نے اونچی چھلانگ لگائی اور اُڑتا ہوا ٹائیگر کی طرف آیا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ آگے کر لیا تھا جیسے وہ ٹائیگر سے ٹکرا کر خنجر پوری قوت سے اس کے سینے میں مار دے گا۔ اسے چھلانگ لگا کر اپنی طرف آتے دیکھ کر ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا۔ وحشی اس کے سر کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ ٹائیگر کو بچتے دیکھ کر وحشی نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہوا میں قلابازی کھائی اور

پھر وہ فرش پر پیروں کے بل کھڑا ہو گیا۔ پیروں کے بل کھڑا ہوتے ہی وہ برق رفتاری سے مڑا اور ایک بار پھر ٹائیگر پر خنجر سے حملہ آور ہوا۔ ٹائیگر نے اس سے بچنے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی لیکن اسی لمحے وحشی کی ٹانگ چلی اور ٹائیگر اچھل کر پہلو کے بل فرش پر گرا۔ جیسے ہی وہ گرا وحشی ایک بار پھر اچھلا اور چیختا ہوا اور ہوا میں اُڑتا ہوا ایک بار پھر ٹائیگر کی طرف آیا۔ اسے خود پر چھلانگ لگاتے دیکھ کر ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدل گیا۔ جیسے ہی اس نے کروٹیں بدلیں وحشی پوری قوت سے ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل ٹائیگر تھا۔

کروٹیں بدلتا ہوا ٹائیگر جمناسٹک کا مظاہرہ کرتا ہوا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وحشی خنجر ہاتھ میں لئے اس کی جانب انتہائی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو اٹھتے دیکھ کر اس نے خنجر کو اور زیادہ مضبوطی سے پکڑ لیا اور پھر وہ ٹائیگر پر نظریں گاڑے قدم قدم اس کی جانب بڑھنے لگا۔ ٹائیگر، وحشی کو اس طرح اپنی طرف آتا دیکھ کر آہستہ آہستہ الٹے قدم پیچھے ہٹنے لگا۔ ابھی وہ چند قدم ہی پیچھے ہٹا ہو گا کہ اسی لمحے اسے عقب سے ایک اور تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر پلٹ کر دیکھتا۔ سائیڈ سے ایک سفید فام ہوا میں اُڑتا ہوا آیا اور اس کی فلائنگ کک ٹائیگر کے مڑتے ہوئے جسم پر پڑی۔ ٹائیگر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر ایک بار پھر پہلو کے بل فرش پر گر گیا۔

فرش پر گرتے ہی وہ تیزی سے سیدھا ہوا تو اسے وہاں ایک شوگرانی دکھائی دیا جس نے کنگفو والا مخصوص لبادے نما لباس پہن رکھا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا اور اس نے دونوں ہاتھ مخصوص کنگفو سٹائل میں پھیلا رکھے تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ ایک طرف دیو ہیکل سیاہ فام وحشی تھا جو غالباً بلیک پرنس تھا تو دوسری طرف کنگفو ماسٹر جس کا نام ڈاکٹر رئیس بخاری نے ٹائیگر کو لی بتایا تھا۔ دونوں اس کی جانب غصیلی اور کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے اچانک اور برق رفتار حملوں نے واقعی ٹائیگر کو حیران کر دیا تھا۔ وہ دونوں اس قدر تربیت یافتہ معلوم ہو رہے تھے کہ انہوں نے ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا۔

''رکو۔ میری بات سنو۔ میں تم سے لڑنے نہیں آیا ہوں''۔ ٹائیگر نے چیخ کر کہا لیکن دونوں شاید گونگے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی تھے۔ وہ اسی طرح غراتے ہوئے ٹائیگر کی جانب بڑھ رہے تھے اور ان دونوں کے بیک وقت حملوں سے بچنے کے لئے ٹائیگر قدم قدم پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے بجلی سی چمکی اور ان دونوں نے ایک ساتھ ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ دونوں کا انداز انتہائی خوفناک تھا۔ چھلانگ لگا کر وہ جیسے ہی ٹائیگر کے قریب آئے اسی لمحے بجلی سی چمکی اور ٹائیگر کے عقب سے ایک دبلی پتلی سیاہ فام لڑکی چھلانگ لگا کر قلابازی کھاتی ہوئی ٹائیگر کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر ٹائیگر کو پیچھے دھکیلا اور

پھر وہ بلیک پرنس اور لی کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اسے دیکھ کر لی اور بلیک پرنس ایک جھٹکے سے رک گئے۔

سیاہ فام لڑکی نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا۔ اسے چیختا دیکھ کر وہ دونوں وہیں رک گئے تھے اور ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ سیاہ فام لڑکی چند لمحے ان پر چیختی رہی پھر وہ ٹائیگر کی طرف مڑی جو اس کا دھکا کھا کر چند فٹ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ لڑکی انتہائی بدصورت تھی اس کے چہرے پر بھی وحشت اور خونخواری جھلک رہی تھی۔ وہ چند لمحے ٹائیگر کی جانب خونی نظروں سے دیکھتی رہی پھر اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ وہ چیختے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ ہلا رہی تھی جیسے وہ ٹائیگر سے پوچھ رہی ہو کہ وہ کون ہے۔

''میرا نام عبدالحئی ہے اور میں میجر شہاب سے ملنے آیا ہوں''۔ ٹائیگر نے اس کے اشارے سمجھتے ہوئے کہا تو لڑکی کے خد و خال قدرے نرم پڑ گئے اور وہ ایک بار پھر چیخنے لگی جیسے پوچھ رہی ہو کہ وہ میجر شہاب سے کیوں ملنے آیا ہے۔ ٹائیگر نے جیب سے ڈاکٹر رئیس بخاری کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

''مجھے میجر صاحب کے دوست ڈاکٹر رئیس بخاری نے بھیجا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔ سیاہ فام لڑکی نے اس سے کارڈ لیا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔

''یہ کیسا شور ہے مونا لیزا۔ کون آیا ہے''۔۔۔ سامنے کمرے سے

ایک کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سن کر لڑکی تیزی سے مڑی اور دروازے کی طرف بھاگتی چلی گئی جہاں سے آواز سنائی دی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دروازے پر ایک بوڑھا دکھائی دیا۔ بوڑھے کی نظر ٹائیگر پر پڑی تو وہ وہیں رک گیا۔ سیاہ فام لڑکی اس کے پاس پہنچ گئی اور اس نے کارڈ بوڑھے کو دے دیا۔ بوڑھے نے کارڈ دیکھا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے ٹائیگر کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ٹائیگر کے پاس آ گیا۔ وہ غور سے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

’’کیا نام ہے تمہارا‘‘...... بوڑھے نے سرد لہجے میں کہا۔

’’میرا نام عبدالحئی ہے جناب‘‘...... ٹائیگر نے بوڑھے کی شخصیت سے متاثر ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’تمہیں یہ کارڈ کس نے دیا ہے‘‘...... بوڑھے نے اسی اندا میں کہا جسے دیکھتے ہی ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ یہ میجر شہاب ہو سکتا۔ کیونکہ بوڑھا ہونے کے باوجود اس آدمی کے چہرے پر فوجیوں وا سختی اور سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

’’یہ کارڈ مجھے ڈاکٹر رئیس بخاری صاحب نے دیا ہے جناب ا انہوں نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے‘‘...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

’’کیوں بھیجا ہے اس نے تمہیں‘‘...... بوڑھے نے اس طرف بدستور شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’وہ آپ کے لئے فکر مند ہیں جناب۔ پچھلے ایک سال سے آپ کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہونہہ۔ خیریت دریافت کرنی تھی تو کیا وہ خود یہاں نہیں آ سکتا تھا‘‘...... میجر شہاب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے جناب۔ ورنہ وہ خود آتے‘‘۔ ٹائیگر نے کہا۔

’’کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے‘‘...... میجر شہاب نے چونک کر کہا۔

’’بڑھاپا خود ایک بڑی بیماری ہے جناب۔ اس بیماری میں انسان نہ صرف کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے بلکہ اس کی یادداشت پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ بڑھاپے نے ڈاکٹر صاحب کی یادداشت پر گہرا اثر کیا ہے۔ وہ ہر بات بھول جاتے ہیں۔ اس لئے وہ گھر سے باہر آنے کا رسک نہیں لیتے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ جو حال اس کا ہے وہی میرا ہے۔ وہ بھی مجبور ہے اور اپنی جگہ میں بھی مجبور ہوں۔ بہر حال ٹھیک ہے تم نے مجھے اس کا پیغام دے دیا ہے۔ اس کے لئے شکریہ۔ مجھے وقت ملا تو میں اس سے ملنے چلا جاؤں گا۔ اب تم جا سکتے ہو‘‘...... میجر شہاب نے سرد لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس سے کچھ کہتا میجر شہاب ایک جھٹکے سے مڑا اور واپس اسی کمرے کی طرف چلا گیا جس سے نکل کر وہ باہر آیا تھا۔

"مونا لیزا اسے باہر کا راستہ دکھا دو"...... میجر شہاب نے دروازے کے پاس جا کر اونچی آواز میں سیاہ فام لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو لڑکی ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگی۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ سر ہلاتا ہوا مڑ گیا۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا جس شخص کی اسے تلاش تھی وہ اس کے سامنے تھا اب اس کا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں تھا اس لئے وہ خاموشی سے چلتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے خوشی تھی کہ جسے دنیا بھر کے ایجنٹ تلاش نہیں کر سکے تھے اس میجر شہاب کو اس نے بغیر تگ و دو کئے آسانی سے تلاش کر لیا تھا۔

راک فیلڈ اور سینڈرا پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک فائیو سٹار ہوٹل سن سٹار کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ انہوں نے اس ہوٹل کی ساتویں منزل کا ایک لگژری سوٹ حاصل کیا ہوا تھا جس کا نمبر دو سو گیارہ تھا اور وہ دونوں وہاں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔

راک فیلڈ نے یہاں راک فیلڈ اور مسز راک فیلڈ کے نام سے سوٹ بک کرایا تھا۔ ماسٹر بلیک کے حکم سے راک فیلڈ نے سینڈرا کو مشن کے بارے میں اس حد تک بتایا تھا کہ انہیں پاکیشیا جا کر ایک بوڑھے آدمی کو تلاش کرنا ہے اور اسے اغوا کر کے اسرائیل پہنچانا ہے۔ اس نے سینڈرا کو بوڑھے کا نام تو بتا دیا تھا لیکن اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ باس کا بوڑھے کو اغوا کرانے کا مقصد کیا ہے۔ سینڈرا کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ مشن پر کام کرنے کے لئے راک فیلڈ کے ساتھ ہے۔ اس کی بس یہی خواہش ہوتی تھی کہ راک فیلڈ جہاں

بھی جائے وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے اور اس کی راک فیلڈ کے ساتھ آنے کی خواہش پوری ہوگئی تھی اس لئے اس نے راک فیلڈ کی بتائی ہوئی ہر بات پر یقین کر لیا تھا اور اس سے کوئی سوال و جواب نہیں کیا تھا۔

پاکیشیا پہنچتے ہی راک فیلڈ نے میجر شہاب کی تلاش شروع کر دی تھی۔ وہ ہر طرف بھاگ دوڑ کرتا پھر رہا تھا۔ اس نے پاسپورٹ آفس۔ محکمہ سیاحت اور رجسٹریشن سمیت تمام آفسز سے معلومات حاصل کر لی تھی لیکن اسے میجر شہاب کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں مل سکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میجر شہاب نام کا کوئی آدمی پاکیشیا میں رہتا ہی نہیں۔

اس وقت راک فیلڈ اور سینڈرا آرام دہ صوفوں پر بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ راک فیلڈ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کی کافی سامنے میز پر پڑی تھی جو پڑی پڑی ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی۔ راک فیلڈ نے ابھی تک کافی کے مگ کو چھو کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ سینڈرا اس کے سامنے بیٹھی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

''تمہاری کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے''...... سینڈرا نے راک فیلڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو راک فیلڈ چونک پڑا۔

''کچھ کہا تم نے''...... راک فیلڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے سینڈرا کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''کیا بات ہے۔ جب سے تم یہاں آئے ہو ہر وقت سوچوں

میں گم رہتے ہو اور تمہیں ارد گرد کا بھی ہوش نہیں رہتا''...... سینڈرا نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اوہ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے''...... راک فیلڈ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

''کچھ تو ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہاری کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے لیکن تم اس قدر گہری سوچ میں تھے کہ تم نے میری بات سنی ہی نہیں تھی''...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے سامنے پڑی کافی کی طرف دیکھا اور پھر اس نے مگ اٹھا کر کافی کا ایک سپ لیا۔

''کافی تو واقعی ٹھنڈی ہوگئی ہے''...... راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم شاید میجر شہاب کے لئے الجھے ہوئے ہو''...... سینڈرا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس آدمی نے واقعی مجھے بری طرح سے الجھا دیا ہے۔ میں نے اس کی تلاش میں سارا شہر چھان مارا ہے لیکن اس کا ابھی تک ایک معمولی سا کلیو بھی نہیں ملا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس شہر کا کوئی آدمی اسے جانتا تک نہیں ہے حالانکہ وہ پاکیشیا کا مشہور و معروف سیاح اور لکھاری ہے جس کے مضامین یہاں کے لوگ بھی بے حد دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی اسے ذاتی طور پر نہیں جانتا کہ وہ کہاں

رہتا ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''یہی تو مصیبت ہے۔ اگر اس کا معمولی سا بھی کلیو مل جائے اور مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ زمین کی گہرائی میں رہتا ہے تو میں اسے وہاں سے بھی کھینچ کر باہر نکال سکتا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہم دوسروں پر انحصار کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس معاملے میں ہمیں ذاتی طور پر بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے''۔ سینڈرا نے کہا۔

''کیا کرنا چاہئے''...... راک فیلڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر پوچھا۔

''یہی کہ اس کی تلاش میں ہمیں شہر کی ہر گلی بازار، شاپنگ مالز اور تفریحی مقامات پر جانا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی جگہ وہ ہمیں نظر آ جائے۔ وہ دارالحکومت میں رہتا ہے تو کبھی تو اپنی مکین گاہ سے باہر آتا ہو گا''...... سینڈرا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس میں بہت وقت لگ جائے گا ہم کب تک منہ اٹھائے اسے اس طرح تلاش کرتے رہیں گے''...... راک فیلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا۔ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا''...... سینڈرا نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا

ہوں۔ میں نے اس کی تلاش میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی ہے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''تم نے اس کام کے لئے شانگو بار کے مالک شانگو کی بھی ڈیوٹی لگائی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اب تک''...... سینڈرا نے کہا۔

''وہ ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ باس نے مجھے اسرائیل میں اس کی ٹپ دی تھی۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ میری یہاں ہر ممکن حد تک مدد کرے گا لیکن ابھی تک اس کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا ہے۔ ظاہر ہے اس نے مجھ سے اسی لئے اب تک رابطہ نہیں کیا ہے کہ وہ بھی میری طرح ابھی تک میجر شہاب کو تلاش نہیں کر سکا ہے۔ اگر اسے پتہ چل گیا ہوتا تو وہ یقیناً مجھے مطلع کر دیتا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ بھول گیا ہو۔ تم خود کیوں اس سے رابطہ نہیں کر لیتے''...... سینڈرا نے کہا۔

''نہیں۔ وہ بھولنے والا آدمی نہیں ہے۔ وہ اصول کا پابند ہے۔ وہ اس وقت تک ہار نہیں مانتا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کر لے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جیسے ہی اسے کچھ پتہ چلے گا وہ مجھے بتا دے گا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اگر پاکیشیا میں رہنے والا شانگو جیسا زمینی کیڑا اسے اب تک تلاش نہیں کر سکا ہے تو پھر ہمارے لئے اس انجان شہر میں میجر

شہاب کی تلاش آسان کیسے ہو سکتی ہے''...... سینڈرا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''مجھے اس کی تلاش کے لئے اب کچھ اور ہی کرنا پڑے گا''۔ راک فیلڈ نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا کرو گے تم''...... سینڈرا نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ راک فیلڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے ان کے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ دونوں نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر راک فیلڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... راک فیلڈ نے محتاط لہجے میں کہا۔

''جناب آپ کے لئے کال ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ بولنے والا ہوٹل کے ایکس چینج کا آپریٹر تھا۔

''کون بات کرنا چاہتا ہے مجھ سے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''انہوں نے اپنا نام سلطان خان بتایا ہے اور وہ خود کو آپ کا دوست بتا رہے ہیں''...... آپریٹر نے کہا اور سلطان خان کا نام سن کر راک فیلڈ چونک پڑا کیونکہ یہ شانگو بار کے مالک شانگو کا کوڈ نام تھا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بات کرائیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہیلو۔ میں سلطان خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے شانگو کی بھاری آواز سنائی دی۔

''لیں۔ میں راک فیلڈ بول رہا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''آپ کے لئے خوشخبری ہے جناب''...... شانگو کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔ خوشخبری کا سن کر راک فیلڈ کے چہرے پر بھی قدرے مسرت دکھائی دینے لگی۔

''کیسی خوشخبری''...... راک فیلڈ نے بے چینی سے پوچھا۔

''جس سامان کی خریداری کے لئے آپ یہاں آئے تھے وہ مل گیا ہے''...... دوسری طرف سے شانگو نے کہا تو راک فیلڈ مسرت بھرے انداز میں اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو کیا واقعی میری مطلوبہ سامان مل گیا ہے''...... راک فیلڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ سامان سے مراد ظاہر ہے میجر شہاب ہی ہو سکتا تھا۔

''لیں مسٹر راک فیلڈ۔ یہ شانگو کا شہر ہے۔ کون سا سامان کہاں ملتا ہے اور کیسے ملتا ہے اس کے بارے میں شانگو کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور آپ کا تو معمولی سا سامان تھا جسے تلاش کرنے میں مجھے زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑی''...... شانگو نے کہا۔

''ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ کہاں ہے میرا سامان''...... راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''ایک پتہ نوٹ کریں۔ آپ کا سامان وہاں موجود ہے۔ اسے کیسے لینا ہے اور کتنے میں لینا ہے یہ سوچنا آپ کا کام ہے۔ میرا کام اس سامان تک آپ کو پہنچانا تھا سو میں نے اپنا کام کر لیا

ہے۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام''......شانگو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ ایڈریس بتاؤ جلدی۔ میں آج ہی اپنا مطلوبہ سامان لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا''...... راک فیلڈ نے کہا تو دوسری طرف سے شانگو نے اسے ایک ایڈریس بتا دیا۔

''تھینک یو شانگو۔ تم نے واقعی میرا بہت بڑا کام کیا ہے۔ میں جلد ہی طے شدہ باقی معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دوں گا''...... راک فیلڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے معاوضے کی کوئی فکر نہیں ہے جناب۔ میں جانتا ہوں کہ اس معاملے میں آپ اصول پسند ہیں۔ مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ میں آپ کے کسی کام آ سکا''...... شانگو نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو۔ پھر بات ہو گی''...... راک فیلڈ نے کہا اور اس نے جلدی سے رسیور رکھ دیا تاکہ شانگو مزید بات نہ کر سکے۔

''گڈ شو۔ اب مزہ آئے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں فوری طور پر اس جگہ پہنچ جانا چاہئے''...... سینڈرا نے کہا جو ان کی باتیں خاموشی سے سن رہی تھی۔

''ہمیں میجر شہاب کو جا کر قتل نہیں کرنا ہے۔ وہ ہمیں زندہ چاہئے اور اسے زندہ پکڑنے کے لئے ہمیں باقاعدہ پلاننگ کرنی ہو گی۔ بغیر پلاننگ کے ہم اسے زندہ نہیں پکڑ سکیں گے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اس میں پلاننگ کرنے والی کون سی بات ہے۔ ہم اس کی رہائش گاہ پر جا کر وہاں گیس پسٹل سے دو چار گیس کے کیپسول فائر کر کے اسے بے ہوش کر دیں گے اور بے ہوشی کی حالت میں ہم اسے اٹھا کر لے آئیں گے''...... سینڈرا نے کہا جیسے یہ اس کے لئے مشکل کام نہ ہو۔

''کہاں لے آئیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہم اسے بے ہوش کر کے یہاں ہوٹل میں لائیں گے''...... راک فیلڈ نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا کہ ہم اسے ہوٹل میں لائیں گے''۔ سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر۔ کہاں لے جا سکتے ہیں ہم اسے بے ہوشی کی حالت میں اور ہمیں اسے اس وقت تک بے ہوش اور اپنے قبضے میں رکھنا ہو گا جب تک ہم اسے اسرائیل پہنچانے کا بندوبست نہیں کر لیتے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''تو یہ کون سا مشکل کام ہے۔ ہم اسے یہاں سے بے ہوشی کی حالت میں آسانی سے لے جا سکتے ہیں''...... سینڈرا نے اسی انداز میں کہا تو راک فیلڈ غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیسے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اسے بے ہوشی کی حالت میں کسی جہاز یا شپ میں پاکیشیائی ایجنسیاں ہمیں یہاں سے لے جانے دیں گی''...... راک فیلڈ نے منہ بنا کر کہا۔

''ہم اسے یہاں سے مردہ بنا کر لے جائیں گے''...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''مردہ بنا کر۔ کیا مطلب''...... راک فیلڈ نے چونک کر کہا۔

''ہم یہاں سیاح بن کر آئے ہیں اور کاغذات کی رو سے ہمارا تعلق جارڈیا سے ہے۔ ہم میجر شہاب کو لے کر سیدھے اپنے سفارت خانے میں جائیں گے۔ فرسٹ سیکرٹری کو ہم پہلے ہی اپنے اعتماد میں لے چکے ہیں اور اس نے ہمیں مکمل تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی تھی۔ اس سے کہہ کر ہم ایک ایسا تابوت بنائیں گے جس میں آکسیجن سلنڈر لگا ہوا ہو۔ ہم میجر شہاب کو سفارت خانے کے کسی ملازم کا میک اپ کر کے اسے تابوت میں بند کر دیں گے اور اسے مردہ ظاہر کر کے اس کی لاش جارڈیا روانہ کر دیں گے جہاں ایئر پورٹ پر اس ملازم کے عزیز رشتہ دار اس لاش کو وصول کریں گے اور پھر اسے دفن کر دیا جائے گا۔ تم باس کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دینا باس جارڈیا سے لاش آسانی سے نکلوا لے گا اور میجر شہاب زندہ سلامت اسرائیل پہنچ جائے گا''...... سینڈرا نے ترکیب بتاتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''گریٹ آئیڈیا۔ رئیلی گریٹ آئیڈیا۔ تم نے واقعی میجر شہاب کو زندہ سلامت اسرائیل پہنچانے کا شاندار آئیڈیا بتایا ہے سینڈرا، باس نے غلط نہیں کہا تھا کہ تم واقعی ذہین لڑکی ہو۔ بے حد ذہین۔ اس سے بڑھ کر بہترین اور بے داغ آئیڈیا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... راک فیلڈ نے اس کی طرف تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے اپنی تعریف سن کر سینڈرا کے چہرے پر کئی رنگ پھیل گئے۔

''تھینک گاڈ کہ تم نے میری تعریف کی ورنہ میں تو ڈر رہی تھی کہ ہمیشہ کی طرح تم میرے اس آئیڈے پر بھی مجھے سنانا نہ شروع کر دو''...... سینڈرا نے ہنستے ہوئے کہا تو جواب میں راک فیلڈ بھی ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ تم جب مجھے اچھے آئیڈیے دیتی ہو تو میں اس کی حمایت بھی کرتا ہوں اور اس پر عمل بھی''...... راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''پھر کب اٹیک کرنا ہے''...... سینڈرا نے پوچھا۔

''رات کے وقت ہم وہاں جائیں گے اور سارا کام رات کو ہی مکمل کر لیں گے''...... راک فیلڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب کہاں جا رہے ہو''...... اسے اٹھتے دیکھ کر سینڈرا نے پوچھا۔

''ابھی دن کا وقت ہے۔ میں جا کر اس کاٹیج اور اس کے ارد گرد کا جائزہ لینا چاہتا ہوں تاکہ رات کے وقت جب ہم وہاں اٹیک کریں تو ہمیں کوئی دقت نہ ہو۔ اس کے علاوہ مجھے ابھی جارڈیا کے سفارت خانے میں جا کر فرسٹ سیکرٹری سے بات بھی کرنی ہے تاکہ وہ سفارت خانے کے کسی ملازم کو اس کام کے لئے تیار کر

سکے اور ہماری پلاننگ پر عمل کر سکے اور پھر میجر شہاب کے لئے ایسا تابوت بھی بنوانا ہے جس میں آکسیجن سلنڈر لگا ہوا ہو اور وہ زندہ سلامت جارڈیا پہنچ سکے“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”میں چلوں تمہارے ساتھ“...... سینڈرا نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ کام میں اکیلے کرلوں گا۔ تم رات تک آرام کرلو۔ رات کو ہم میجر شہاب کا شکار کرنے ایک ساتھ جائیں گے“۔ راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راک فیلڈ نے دروازے کے پاس ہینگر پر ٹنگا ہوا اپنا کوٹ اتار کر پہنا اور پھر وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اس نے ہوٹل کی طرف سے پہلے سے ہی ایک کار بک کرا رکھی تھی تاکہ انہیں کہیں بھی آنے جانے کے لئے دقت نہ ہو۔ کار پارکنگ میں تھی۔ راک فیلڈ پارکنگ میں جا کر کار میں بیٹھ گیا اور اسے پارکنگ سے باہر لے آیا۔

ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر آ کر اس نے جیب سے شہر کا ایک نقشہ نکالا جو اس نے اپنی سہولت کے لئے یہاں آتے ہی لے لیا تھا تاکہ وہ کہیں بھی جائے راستوں کو نقشوں کی مدد سے یاد رکھ سکے۔ اس نے شانگو کے بتائے ہوئے پتے کو چیک کیا اور پھر اس نے ان راستوں کو ذہن میں بٹھانا شروع کر دیا جو پہاڑی جنگل کی طرف جاتے تھے۔ پھر اس نے نقشہ تہہ کر کے واپس جیب میں رکھا اور کار آگے بڑھا دی۔

شہر کی مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا وہ ایک گھنٹے بعد جھیل کے قریب پہنچ گیا جس کی دوسری طرف چھوٹا سا جنگل اور پہاڑی سلسلہ تھا۔ جنگل سے گزرنے والی سڑک پر آ کر اس نے کار درختوں کے جھنڈ سے گزار کر ایک کچی سڑک پر لے گیا اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے وہاں ایک پرانا کاٹیج دکھائی دے گیا۔ کاٹیج دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

کاٹیج کا بڑا سا مگر زنگ آلود اور جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہاں اسے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے کاٹیج خالی ہو اور وہاں کوئی نہ رہتا ہو۔

راک فیلڈ رکے بغیر کار گیٹ کے پاس لے گیا اور پھر اس نے کار گیٹ کے پاس لے جا کر روک دی۔ وہ بے حد محتاط ہو گیا تھا۔

”لگتا ہے میجر شہاب یہاں اکیلا ہی رہتا ہے۔ اسی لئے اس عمارت میں اس قدر خاموشی اور ویرانی چھائی ہوئی ہے“...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر وہ کار سے نکل کر باہر آ گیا اور احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”اگر واقعی میجر شہاب یہاں اکیلا ہے تو پھر مجھے رات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے ابھی اسے بے ہوش کر کے باندھ دینا چاہئے تاکہ وہ مستقل طور پر میرے قابو میں رہے“...... راک فیلڈ نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیز تیز قدم

اٹھانے شروع کر دیئے۔ ایک لمحے کے لئے رک کر اس نے ارد گرد دیکھا اور پھر وہاں کسی کو نہ پاکر وہ اطمینان بھرے انداز میں گیٹ سے گزر کر اندر داخل ہوا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت ایک خوفناک غراہٹ سن کر وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے ایک دیو ہیکل سیاہ فام وحشی ایک کونے سے نکل کر اسے بجلی کی سی تیزی سے بھاگ کر اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ سیاہ فام وحشی بھاگتا ہوا اس کے سامنے آ گیا اور اس کی جانب خونخوار نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا اور وہ راک فیلڈ کی جانب بڑی غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وحشی کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے خنجر سے راک فیلڈ پر حملہ کر دے گا۔ اس سے پہلے کہ راک فیلڈ اس سیاہ فام وحشی پر فائر کرتا اسی لمحے برآمدے سے کسی کی تیز تیز چیخنے کی آوازیں سنائی دیں تو راک فیلڈ نے چونک کر دیکھا۔ برآمدے میں ایک دبلی پتلی، بدصورت سیاہ فام لڑکی دکھائی دی جو بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ اس کی چیخیں سن کر دیو ہیکل سیاہ فام کا تنا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اسی لمحے سیاہ فام لڑکی نے گیلری سے چھلانگ لگائی اور ہوا میں قلابازی کھاتی ہوئی نیچے آ گئی اور پھر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی راک فیلڈ کی جانب بڑھی۔

لڑکی کی چیخوں سے سیاہ فام وحشی کے اعصاب ڈھیلے پڑتے دیکھ کر راک فیلڈ نے ریوالور کے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی تھی البتہ اس

کی ریوالور پر گرفت مضبوط تھی۔ لڑکی تیز تیز چلتی ہوئی راک فیلڈ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھیں بھی سرخ تھیں اور وہ تیز نظروں سے راک فیلڈ کو گھور رہی تھی۔ اسی لمحے بجلی سی چمکی، لڑکی اس قدر تیزی سے راک فیلڈ پر جھپٹی کہ راک فیلڈ دیکھتا ہی رہ گیا۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ اس کے ہاتھ میں جو ریوالور تھا وہ اب سیاہ فام لڑکی کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ سیاہ فام لڑکی نے واقعی کسی چھلاوے کی طرح اس سے جھپٹ کر ریوالور چھین لیا تھا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ تم نے مجھ سے اتنی مہارت سے ریوالور کیسے چھین لیا''...... راک فیلڈ نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا تو سیاہ فام لڑکی نے دانت نکال دیئے۔ اسی لمحے راک فیلڈ کو برآمدے میں ایک شوگرانی دکھائی دیا جس نے کنگفوؤں والا مخصوص لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے پہلو میں میان لٹک رہی تھی جس سے تلوار کا دستہ جھانک رہا تھا۔ سیاہ فام لڑکی نے ریوالور برآمدے کی طرف اچھال دیا۔ وہاں چونکہ خاموشی چھائی ہوئی تھی اس لئے ریوالور گرنے کا تیز شور سنائی دیا۔

راک فیلڈ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان تین عجیب و غریب انسانوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو انتہائی تیز، فعال اور خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔ وہ عمارت کو خالی سمجھ کر اندر داخل ہوا تھا لیکن اندر آتے ہی اس کی ملاقات ان تین عجیب و غریب انسانوں سے ہو گئی تھی جو

اپنی نوعیت سے عجوبے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا مونا لیزا۔ کیا گرا ہے''...... اچانک برآمدے کی دوسری طرف ایک کمرے سے تیز آواز سنائی دی اور پھر دروازے سے ایک بوڑھا سا آدمی نکل کر باہر آ گیا۔ بوڑھے نے پہلے راک فیلڈ کی طرف دیکھا پھر اس کی نظریں برآمدے میں پڑے ہوئے ریوالور پر پڑیں تو وہ چونک پڑا اور تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ریوالور اٹھا لیا۔

''یہ کس کا ریوالور ہے''...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سیاہ فام لڑکی جسے بوڑھے نے مونا لیزا کے نام سے پکارا تھا پلٹ کر اس کی طرف گئی اور اس نے چیخ چیخ کر اس سے کچھ کہنا شروع کر دیا۔ بوڑھا لڑکی کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم جاؤ۔ میں اس سے خود بات کر لیتا ہوں''...... بوڑھے نے کہا تو سیاہ فام لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے کنگفو ماسٹر اور سیاہ فام وحشی کو اشارہ کیا تو ان دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ سائیڈ پر ہوتے چلے گئے۔ بوڑھا چند لمحے راک فیلڈ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

''کون ہو تم''...... بوڑھے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

''میرا نام راک فیلڈ ہے۔ میں سیاح ہوں۔ مجھے معلوم ہوا

کہ یہاں ایک مشہور سیاح میجر شہاب رہتا ہے۔ میں اس سے ملنے آیا تھا کیونکہ میں اس کی سیاحت اور خاص طور پر اس کے سیاحت کے موضوع پر لکھے ہوئے مضامین کا مداح ہوں۔ جب میں یہاں آیا تو اس سیاہ فام وحشی نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی پھر یہ لڑکی آئی اور اس نے مجھ سے ریوالور چھین لیا حالانکہ میں نے اس وحشی کے حملے سے بچنے کے لئے جیب سے ریوالور نکالا تھا''...... راک فیلڈ نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم بھی سیاح ہو۔ کس ملک سے تعلق ہے تمہارا''۔ بوڑھے نے پوچھا۔

''میں جارڈیا سے آیا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آج کل میرے مضامین پڑھنے والے مداحوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور جو بھی پاکیشیا آتا ہے وہ مجھ سے ملنے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ ان سے بچنے کے لئے ہی میں یہاں الگ تھلگ مقام پر رہتا ہوں لیکن بہرحال جو مجھ سے ملنے آتا ہے تو میں اس سے ضرور ملتا ہوں۔ آؤ۔ اندر آ جاؤ۔ اندر چل کر بیٹھ کر آرام سے باتیں کرتے ہیں''...... بوڑھے نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بوڑھے اسے لے کر ایک کمرے کی طرف چلا پڑا۔ اس نے ریوالور راک فیلڈ کو واپس دینے کی بجائے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔

''بیٹھو''...... بوڑھے نے کہا تو راک فیلڈ سر ہلاتا ہوا ایک کرسی

پر بیٹھ گیا۔ بوڑھا بھی اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم جس سے ملنا چاہتے ہو وہ میں ہوں۔ میرا نام میجر شہاب ہے''...... راک فیلڈ کو مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر بوڑھے نے کہا تو راک فیلڈ اچھل پڑا۔

''اوہ۔ آپ۔ آپ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے جناب۔ آپ یقین کریں کہ اس دنیا میں آپ کا مجھ سے بڑا فین اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ میں ہر وقت آپ سے ملنے کے لئے بے قرار رہتا تھا۔ میں آج ہی جارڈیا سے یہاں پہنچا ہوں اور کہیں جانے سے پہلے میں آپ سے ہی ملنے کی تمنا کر رہا تھا''...... راک فیلڈ نے جان بوجھ کر حد سے زیادہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو میجر شہاب کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں میرا پتہ کیسے چلا۔ میں تو یہی کوشش کرتا ہوں کہ کسی کو میرے ٹھکانے کا علم نہ ہو اور میں یہاں سکون سے رہ سکوں''...... میجر شہاب نے کہا۔

''یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے جس کا نام علی عمران ہے۔ وہ شاید آپ سے کبھی ملا تھا اس نے ہی مجھے آپ کا پتہ دیا تھا''۔ راک فیلڈ نے کہا۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی عمران کا خیال آ گیا تھا اور اس نے اسی کا نام لے دیا تھا کہ بھلا میجر شہاب اس کے بارے میں کیا جانتا ہوگا۔

''کیا نام بتایا تم نے علی عمران''...... میجر شہاب نے چونکتے

ہوئے کہا تو اسے چونکتے دیکھ کر راک فیلڈ بھی چونک پڑا۔

''جی ہاں۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں''...... راک فیلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کہیں یہ وہی علی عمران تو نہیں جو کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے''...... میجر شہاب نے پوچھا تو راک فیلڈ کو جیسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے پہلے سوچا کہ وہ اس بات سے انکار کر دے اور کسی اور علی عمران کا حوالہ دے دے لیکن پھر اس نے کچھ سوچ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جی ہاں۔ میں اسی علی عمران کا بتا رہا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوہ۔ وہ ناٹی بوائے واقعی شاندار آدمی ہے۔ میری اس سے چند روز پہلے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے میری جان بھی بچائی تھی۔ اگر تم اس کے دوست ہو تو پھر آج سے تم میرے بھی دوست ہو''...... میجر شہاب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ کے چہرے پر سکون آ گیا۔ اس نے جو بات میجر شہاب کو ٹرخانے کے لئے کی تھی وہی بات اس کے کام آ گئی تھی۔

''تم نے بتایا ہے کہ تمہارا تعلق جارڈیا سے ہے اور تم سیاح ہو''۔ میجر شہاب نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اور نام کیا بتایا تھا تم نے اپنا''...... میجر شہاب نے اسی انداز

میں پوچھا۔

''راک۔ راک فیلڈ''...... راک فیلڈ نے جواب دیا۔

''راک فیلڈ تمہاری یہ بات تو ٹھیک ہو سکتی ہے کہ تمہارا تعلق جارڈیا سے ہے کیونکہ تمہاری شکل جارڈیاؤں سے ملتی ہے لیکن ایک بات میں تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو''...... میجر شہاب نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

''جھوٹ۔ کون سا جھوٹ''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یہ کہ تم سیاح ہو''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا ہے۔ میں واقعی سیاح ہوں۔ آپ میرے کاغذات دیکھ سکتے ہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''کاغذات کا کیا ہے وہ تو نقلی بھی بنوائے جا سکتے ہیں۔ میری ساری زندگی سیاحت میں گزری ہے راک فیلڈ اور میں آنکھیں بند کر کے بھی کسی سیاح کو پہچان سکتا ہوں''...... میجر شہاب نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''سیاح اپنے پاس شکاری چاقو یا چھوٹا موٹا ریوالور رکھتے ہیں لیکن تمہارے پاس خاص قسم کا ریوالور ہے اور ایسے ریوالور یا تو مجرموں کے پاس ہوتے ہیں یا پھر سرکاری ایجنسیوں کے اہلکاروں کے پاس۔ سیاحوں کو تو ایسے ریوالور رکھنے کی اجازت ہی نہیں

ہوتی''...... میجر شہاب نے کہا تو راک فیلڈ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ میجر شہاب اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین معلوم ہو رہا تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی ایک نظر میں اپنے سامنے آنے والے کو پہچان سکتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔

''اب میں کیا کہوں آپ سے''...... راک فیلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''صرف سچ''...... میجر شہاب نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو سچ بتا دیتا ہوں۔ میرا تعلق واقعی جارڈیا سے ہے لیکن میں سیاح نہیں ہوں۔ میرا تعلق جارڈیا کی ایک سرکاری ایجنسی وائٹ کلاؤڈ سے ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو''...... میجر شہاب نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اپنے ایک مضمون میں ناگا کے جنگلوں کے حوالے سے لکھا تھا جہاں آپ زخمی ہو گئے تھے اور آپ نے وہاں کے سیاہ پتھروں میں ایک عجیب سی چمک محسوس کی تھی۔ میں آپ سے ناگا جنگل کے اس علاقے کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جہاں آپ نے وہ چمکدار پتھر دیکھے تھے۔ اگر آپ مجھے اس جگہ کی نشاندہی کر دیں گے تو نہ صرف میں بلکہ حکومت جارڈیا بھی آپ کی بے حد شکر گزار ہو گی''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''چمکدار پتھر۔ کیا مطلب۔ کس چمکدار پتھر کا ذکر کر رہے ہو

تم''...... میجر شہاب نے چونک کر کہا۔

''آپ نے ہی مضمون میں لکھا تھا کہ ایک جگہ زخمی ہونے کی وجہ سے آپ کا خون چند سیاہ پتھروں پر پڑا تھا تو وہ پتھر نہ صرف سرخ ہو گئے تھے بلکہ ان میں چند سیکنڈ کے لئے غیر معمولی چمک بھی ابھری تھی۔ اگر وہ غیر معمولی پتھر تھا تو ہو سکتا ہے کہ واپسی پر آپ وہاں سے ایسا ایک آدھ پتھر لے آئے ہوں''...... راک فیلڈ نے میجر شہاب کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''اس پتھر میں ایسی کیا خاص بات ہے جو جارڈیا حکومت اس میں اتنی دلچسپی لے رہی ہے اور جس کے لئے تم اتنی دور سے مجھ سے ملنے آئے ہو''...... میجر شہاب نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ جانتے ہیں کہ جارڈیا واحد ملک ہے جہاں دنیا کے تمام امراض کے علاج کے لئے بڑے بڑے ریسرچ سنٹر موجود ہیں اور دنیا کے امراض پر قابو پانے کے لئے وہاں ہر قسم کی میڈیسن اور انجکشنز بنائے جاتے ہیں۔ حالیہ تحقیق سے ہمارے سامنے ایک بات آئی ہے کہ بلیک کرسٹان نامی ایک دھات جو خلاء سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں دنیا میں گرتی ہے۔ اس دھات میں ایسے عنصر پائے جاتے ہیں جنہیں اگر ایک خاص عمل سے گزارا جائے تو بلڈ کینسر اور ایسے دوسرے بہت سے امراض کو قابو کرنے اور انہیں جڑ سے ختم کرنے کے لئے بہترین انجکشن بنائے جا سکتے

ہیں۔ حکومت جارڈیا سمیت پوری دنیا کے ماہرین اس مخصوص پتھر کی تلاش میں لگی ہوئی ہے لیکن اب تک سوائے چند چھوٹے موٹے بلیک کرسٹان کے اس کی بڑی مقدار حاصل نہیں کی جا سکی ہے جبکہ آپ نے مضمون میں بلیک کرسٹان کی بڑی مقدار کا بھی ذکر کیا ہے۔ اگر آپ اس نیک کام میں ہماری مدد کریں تو ہم پوری دنیا سے جان لیوا امراض کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو بس ہمارے ساتھ ناگا کے جنگلوں میں جانا ہو گا اور ہمیں اس مقام کی نشاندہی کرانی ہو گی۔ یہاں سے ناگا جنگلوں تک اور ناگا جنگلوں سے آپ کو یہاں تک صحیح سلامت لانے کی ساری ذمہ داری جارڈیا حکومت کی ہو گی اور اگر آپ چاہیں تو جارڈیا حکومت اس نیک کام کے عیوض آپ کو آپ کی مرضی کا بھاری معاوضہ بھی ادا کرے گی''...... راک فیلڈ نے اسے ایک نئی کہانی سناتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ میجر شہاب کو بلیک کرسٹان کے تحت ایک فرضی کہانی سنا کر جب اسے معاوضے کا لالچ دے گا تو شاید وہ اس کی بات مان جائے اور اسے خواہ مخواہ اغوا کر کے اسرائیل لے جانے کے بکھیڑوں میں نہ پڑنا پڑے۔

''ہونہہ۔ نجانے تم کن سیاہ پتھروں یا بلیک کرسٹان کی بات کر رہے ہو۔ میں نے زندگی میں ایسے کوئی پتھر نہیں دیکھے اور نہ ان کے بارے میں سنا ہے کہ ان پر خون گرے تو ان میں غیر معمولی چمک آ جاتی ہے اور ان پتھروں کو جان لیوا امراض کے خاتمے کے

لئے استعمال کیا جا سکتا ہے''...... میجر شہاب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب۔ آپ نے ہی بلیک کرسٹان کے بارے میں اپنے مضمون میں لکھا تھا''...... راک فیلڈ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ نہ میں بلیک کرسٹان کے بارے میں جانتا ہوں اور نہ ہی میں نے اس کے بارے میں اپنے کسی مضمون میں کچھ لکھا ہے''...... میجر شہاب نے سرد لہجے میں کہا اور اسے اپنی بات سے مکرتے دیکھ کر راک فیلڈ کا چہرہ بگڑ گیا۔

''اب آپ جھوٹ بول رہے ہیں''...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا تو میجر شہاب ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ تم مجھے میرے منہ پر جھوٹا کہہ رہے ہو''...... میجر شہاب نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو راک فیلڈ بوکھلا گیا اور کھڑا ہو گیا۔

''سوری میجر شہاب۔ میرے منہ سے غلطی سے نکل گیا ہے۔ آپ پلیز غصہ نہ کریں اور بیٹھ کر میری بات سن لیں''...... راک فیلڈ نے میجر شہاب کا لہجہ بدلتے دیکھ کر پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں۔ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ''...... میجر شہاب نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ

بے بسی کے عالم مین اسے دیکھنے لگا۔

''سوچ لیں میجر صاحب۔ اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ حکومت جارڈیا کے ناگا لینڈ سے بہترین تعلقات ہیں اور ہم وہاں سے خود بھی بلیک کرسٹان ڈھونڈ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ ہماری مدد کریں گے تو ہمیں بلاوجہ وقت ضائع نہیں کرنا پڑے گا اور آپ کو منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا''...... راک فیلڈ نے ایک بار پھر اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ تم مجھے غصہ دلانے کی کوشش مت کرو۔ اگر مجھے غصہ آ گیا تو میں تمہارے ریوالور کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں داغ دوں گا''...... میجر شہاب نے غراتے ہوئے کہا اور جیب سے اس کا ریوالور نکال کر اس پر تان لیا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی''...... راک فیلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب جاؤ یہاں سے اور جاتے ہوئے اپنا ریوالور لے جاؤ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے''...... میجر شہاب نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے ریوالور کا چیمبر کھول کر اس میں سے ساری گولیاں نکال کر عقب میں پھینکیں اور خالی ریوالور راک فیلڈ کی طرف اچھال دیا۔ راک فیلڈ نے ریوالور دبوچا اور اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"اوکے۔ پھر میں چلتا ہوں۔ لیکن اگر آپ کا ہماری مدد کا ارادہ بن جائے تو میرے اس نمبر پر کال کر لیجئے گا"...... راک فیلڈ نے کہا اور اس نے جیب سے اس ہوٹل کا کارڈ نکال کر میجر شہاب کی طرف بڑھا دیا جہاں وہ رکا ہوا تھا۔

"مجھے اس کارڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے"...... میجر شہاب نے اسی طرح بھڑکے ہوئے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ نے جبڑے بھینچتے ہوئے کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

"مونا لیزا۔ مونا لیزا"...... میجر شہاب نے اونچی آواز میں سیاہ فام لڑکی کو آوازیں دیں تو سیاہ فام لڑکی فوراً کمرے میں آ گئی۔

"انہیں یہاں سے لے جاؤ۔ بلیک پرنس اور لی کے ساتھ تم بھی خیال رکھنا کہ یہ دوبارہ میری رہائش گاہ کے ارد گرد نظر نہ آئے۔ اگر یہ دوبارہ یہاں آئے تو اسے میرا دشمن سمجھنا اور میرے دشمن کے ساتھ تم کیا سلوک کرتے ہو یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ میجر شہاب نے مونا لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو مونا لیزا، راک فیلڈ کی طرف دیکھ کر خونخوار شیرنی کی طرح غرانی شروع ہو گئی۔

راک فیلڈ کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے میجر شہاب کو لالچ دینے کی کوشش کی تھی لیکن میجر شہاب اس بات سے قطعی طور پر انکار کر رہا تھا کہ وہ بلیک کرستان کے بارے میں کچھ جانتا ہے حالانکہ راک فیلڈ نے بھی میجر شہاب کے چہرے سے اندازہ لگا لیا

تھا کہ وہ اس معاملے میں جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے شیرنی کی طرح غراتی ہوئی مونا لیزا کی طرف دیکھا پھر وہ سر جھٹک کر میجر شہاب کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں میجر شہاب کے خلاف نفرت آگ بن کر بھڑکنا شروع ہو گئی تھی اور اس کی یہ آگ تب ہی بجھ سکتی تھی کہ وہ اب ہر حال میں میجر شہاب کو یہاں سے اغوا کر کے لے جائے اور اس کے تینوں خونخوار محافظوں کو ہلاک کر دے۔

مونا لیزا اسے گیٹ تک لائی اور راک فیلڈ اسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا گیٹ کے باہر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ کار میں بیٹھا اور کار تیزی سے ریورس کرتا لے گیا۔ مونا لیزا بدستور گیٹ کے پاس کھڑی اسے خونی نظروں سے گھور رہی تھی۔ راک فیلڈ بھی اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کار موڑی اور پھر تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عمران ابھی ناشتہ کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا دوسرے لمحے دروازے پر سلیمان کھڑا نظر آیا جیسے وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہو اور عمران کی ایک آواز پر فوراً حاضر ہو گیا ہو۔

''حیرت ہے اتنی جلدی تو الہ دین کے چراغ کا جن بھی حاضر نہیں ہوتا جتنی جلدی تم یہاں آئے ہو''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کس لئے بلایا ہے مجھے''...... سلیمان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا جھلایا ہوا منہ دیکھنے کے لئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھ لیا۔ اب جاؤں''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''بہرے ہو گئے ہو کیا۔ تمہیں کال بیل کی آواز سنائی نہیں دی ہے۔ دیکھو ہو سکتا ہے باہر کوئی مالدار بیوہ کھڑی ہو۔ مالدار بیوہ مل گئی تو تمہارے تو عیش ہی ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''بیوہ آپ کو مبارک ہو۔ میں کیوں کسی بیوہ کی دولت پر عیش کروں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو تم نہیں تو میں عیش کر لوں گا۔ ویسے بھی کڑکی کا زمانہ چل رہا ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں اگر مجھے مالدار بیوہ بھی مل جائے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہو گی''...... عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر بیل بج اٹھی۔

''بیل بج رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو بجنے دیں۔ میں تو نہیں بجا رہا ہوں جو میری انگلیوں میں تکلیف ہو۔ میں اس وقت ناشتہ کرنے میں مصروف ہوں تاکہ اس میں سے جو بچ جائے وہ آپ کو دے سکوں''...... سلیمان نے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب یعنی جو بچ جاتا ہے وہ تم مجھے دیتے ہو''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''مجبوری ہے۔ ایک درجن انڈے، پانچ قیمہ بھرے پراٹھے، تین بڑی ٹکیاں مارجرین اور دو شہد ملے دودھ کے گلاس پینے کے بعد آپ کے لئے محض ایک ابلا ہوا انڈہ اور چائے کا ایک کپ ہی بچتا ہے اس سے زیادہ بچانے کا میں قائل بھی نہیں ہوں''۔ سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

''ہونہہ تو یہ بات ہے۔ میں بھی حیران تھا تم بھی ایسا ہی ناشتہ کرتے ہو اور اگر ایک ابلا ہوا انڈہ اور ایک پیالی چائے سے روز بروز تم پر جوانی غالب آتی جا رہی ہے تو پھر مجھے تو فاقہ ہی کرنا چاہئے''...... عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

''نصیب کی بات ہے جناب۔ بڑے کہتے ہیں کہ کسی کو کم کھایا بھی لگ جاتا ہے اور کسی کو پیٹ بھر کر کھایا ہوا بھی نہیں لگتا''۔ سلیمان نے کہا اور تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔

''ہونہہ۔ یہ ساری باتیں بڑے لوگ باورچیوں کو ہی کیوں بتا گئے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ گھنٹی بار بار بج رہی تھی جیسے کوئی بہت جلدی میں ہو۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے اور پھر اچانک سلیمان کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایسی چیخیں سنائی دیں جیسے کوئی گونگی لڑکی زور زور سے چیخ رہی ہو۔

لڑکی کے چیخنے کی آواز سن کر عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اس آواز کو بخوبی پہچانتا تھا۔ اسی لمحے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اچانک دروازے پر سیاہ فام لڑکی آ کر کھڑی ہو گئی۔ دروازے پر آتے ہی سیاہ فام لڑکی کی نظریں عمران پر پڑیں تو اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ اس کے جسم پر زخموں کے نشان تھے اور کہیں کہیں سے خون بھی رس رہا تھا۔

''ارے۔ مونا لیزا تم یہاں کیسے آئی ہو اور یہ زخم''...... عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مونا لیزا نے ایک بار پھر چیخنا شروع کر دیا۔

''میجر شہاب تو ٹھیک ہیں''...... عمران نے اسے چیختے دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ جواب میں مونا لیزا پھر چیخنے لگی۔

''اب تمہاری باتیں سمجھنے کے لئے مجھے گونگوں کے اسکول میں ہی داخلہ لینا پڑے گا۔ نجانے تم کیا کہہ رہی ہو''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ کالی بھتنی کون ہے صاحب جسے آپ مونا لیزا کہہ رہے ہیں''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ مونا لیزا کے قریب کھڑا حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''یہ مشہور سیاح کی منہ بولی بیٹی ہے۔ لگتا ہے کہ میجر صاحب کسی مصیبت میں ہیں۔ شاید انہوں نے اسے یہاں بھیجا ہے لیکن اسے میرے فلیٹ کا کیسے علم ہو گیا جو یہ سیدھی یہاں چلی آئی ہے''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے مونا لیزا تیزی سے آگے آئی اور اس نے عمران کا بازو پکڑ لیا اور اسے باہر کی کھینچنے لگی۔

''ارے ارے۔ کھینچو مت۔ میرے کپڑے پھٹ جائیں گے۔ دو منٹ رکو۔ میں لباس بدل لوں پھر چلتا ہوں تمہارے ساتھ''۔ عمران نے کہا تو مونا لیزا نے اس کی بات سمجھ لی اور اس کا بازو چھوڑ دیا تو عمران تیزی سے ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

"آؤ میڈم مونا لیزا۔ دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے"...... عمران نے
کہا تو مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے
لگی۔ چند لمحوں بعد عمران، مونا لیزا کو کار میں بٹھائے میجر شہاب کی
رہائش گاہ کی جانب اُڑا چلا جا رہا تھا۔ مونا لیزا مسلسل بڑبڑا رہی تھی
لیکن اس کی کوئی بھی بات عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ مونا
لیزا کی فلیٹ میں آمد اور اس کی حالت دیکھ کر عمران کو اندازہ ہو رہا
تھا کہ میجر شہاب ضرور کسی خطرے میں ہیں اور یقیناً ان کے ساتھ
کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہے اس لئے عمران پوری رفتار سے کار
اُڑائے لئے جا رہا تھا۔

ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد جب عمران میجر شہاب کی رہائش
گاہ میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ
برآمدے کے پاس سیاہ فام وحشی جسے میجر شہاب بلیک پرنس کہتے
تھے کی لاش پڑی تھی۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر کنگفو ماسٹر لی کی
بھی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی تھے۔
عمران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے اور تیز تیز چلتا ہوا اس
کمرے کی طرف بڑھا جہاں میجر شہاب رہتے تھے۔

کمرے میں داخل ہو کر عمران یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لے
کر رہ گیا کہ وہاں ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میجر
شہاب کی کسی سے زبردست ہاتھا پائی ہوئی ہو۔ جگہ جگہ خون بکھرا ہوا
تھا۔ کمرے کی حالت دیکھ کر صاف لگ رہا تھا کہ میجر شہاب کو کسی

نے زبردستی اغوا کرنے کی کوشش کی تھی اور میجر شہاب نے
بردست مزاحمت کی تھی لیکن شاید وہ اغوا کاروں سے نہیں بچ سکے
تھے۔ اسی لمحے مونا لیزا کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ عمران کو میجر
ہاب کے کمرے میں جاتے دیکھ کر دوسرے کمرے کی طرف چلی
ئی تھی۔ اس کے پاس ایک پیپر تھا۔ اس نے پیپر عمران کو دیا تو یہ
یکھ کر عمران چونک پڑا کہ اس پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں کچھ لکھا
ا تھا عمران غور سے تحریر پڑھنے لگا۔ تحریر میں لکھا تھا کہ یہاں میجر
ہاب پر حملہ کرنے والے کا نام راک فیلڈ تھا جس کا تعلق جارڈیا
ے تھا۔ تحریر میں راک فیلڈ کی آمد اور اس کی میجر شہاب سے
نے والی بات چیت لکھی گئی تھی اور پھر یہ لکھا گیا تھا کہ رات کے
ت راک فیلڈ ریوالور اور سائلینسر لگی ایک آٹو میٹک گن لایا تھا
ں کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ ان دونوں نے اچانک یہاں آ
ر بلیک پرنس اور لی کو گولیاں مار دی تھیں اور جب وہ ان کے
امنے آئی تو اس نے ان دونوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی وہ
ے گولیاں تو نہیں مار سکے لیکن ان کے پاس شکاری چاقو بھی تھے
ن کے حملوں سے وہ زخمی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد وہ میجر شہاب
ے کمرے میں چلے گئے۔ میجر شہاب کا راک فیلڈ سے زبردست
نابلہ ہوا لیکن وہ اس سے خود کو بچانے میں کامیاب نہ ہو سکا اور
اک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی انہیں اٹھا کر لے گئے۔ مونا لیزا
نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس کی حالت بہت خراب تھی اس سے اٹھا ہی

نہیں جا رہا تھا اگر اس میں ذرا بھی ہمت ہوتی تو وہ ان دونوں کو ہلاک کر دیتی اور انہیں کسی بھی طرح یہاں سے میجر شہاب کو نہ لے جانے دیتی۔ جب وہ میجر شہاب کو لے جا رہے تھے تو اس نے ان کا تعاقب کیا تھا اور اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ وہ جانتی ہے کہ راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی میجر شہاب کو اپنے ساتھ کہاں لے گئے ہیں۔

''تم نے ان کا تعاقب کیا تھا''...... عمران نے سارا خط پڑھ کر مونا لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے لئے خصوصی طور پر لکھ کر لائی تھی۔ جواب میں مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویری گڈ۔ تمہیں تو شرلاک ہومز کی ہمشیرہ ہونا چاہئے تھا۔ چلو میرے ساتھ اور مجھے بتاؤ کہ وہ میجر صاحب کو کہاں لے گئے ہیں چلو جلدی چلو''...... عمران نے کہا تو مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں تیزی سے باہر آئے اور پھر چند ہی لمحوں میں عمران مونا لیزا کے ساتھ کار میں اُڑا جا رہا تھا۔ مونا لیزا اشاروں سے عمران کو راستے بتا رہی تھی اور عمران اس کے بتائے ہوئے راستوں پر ہی کار لے جا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد مونا لیزا عمران کو لے کر ایسے علاقے میں پہنچ گئی جہاں غیر ملکی سفارت خانے موجود تھے۔ ایک طرف جارڈیا کا سفارت خانہ تھا۔ مونا لیزا نے چیخ چیخ کر عمران کو اس عمارت کی طرف اشارہ کرنا شروع کر دیا تو عمران سمجھ گیا کہ راک فیلڈ نامی مجرم اور اس کی ساتھی لڑکی میجر

شہاب کو جارڈیا کے سفارت خانے میں لے گئے ہیں۔

''تم یہی کہنا چاہتی ہو کہ میجر صاحب کو اس عمارت میں لے جایا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو مونا لیزا نے زور زور سے سر ہلانا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے کچھ سوچ کر جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنی شروع کر دی۔ چونکہ ابھی اس کیس کی اہمیت اجاگر نہیں ہوئی تھی اس لئے عمران سیکرٹ سروس کی بجائے ٹائیگر کو حرکت میں لانا چاہتا تھا۔

''یس باس''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ ایک مشہور سیاح میجر شہاب جو لائیکا جنگل کے پاس رہتے تھے انہیں اغوا کر کے جارڈیا کے سفارت خانے میں پہنچایا گیا ہے۔ فوراً سفارت خانے میں جاؤ اور حالات کا پتہ کراؤ کہ میجر شہاب کو کیوں اغوا کیا گیا ہے اور اس وقت وہ کس حال میں ہیں''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''میجر شہاب۔ آپ اس میجر شہاب کی بات تو نہیں کر رہے جن کے تین غیر ملکی بچے لی، بلیک پرنس اور مونا لیزا محافظ ہیں''۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا تم انہیں جانتے ہو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ میں نے ہی ان کا پتہ معلوم کیا تھا''...... ٹائیگر

نے جواب دیا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے
شانگو بار سے لے کر میجر شہاب سے اپنی ملاقات تک کے تما
واقعات عمران کو بتا دیئے۔

''تو تمہاری وجہ سے یہ ساری کارروائی ہوئی ہے اور وہ میجر
شہاب کو اغوا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں''...... عمران نے سر
لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ انہیں اغوا کرنے کے
لئے مجھ سے انہیں تلاش کرایا گیا ہے''...... ٹائیگر نے پریشانی کے
عالم میں کہا۔

''جو بھی ہوا ہے تمہاری وجہ سے ہوا ہے نانسنس۔ کتنی بار کہا ہے
کہ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھا کرو''...... عمران غرایا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ میجر شہاب کے
پاس کسی خزانے کا نقشہ ہوگا اس لئے اس کے بارے میں معلوما
حاصل کی جا رہی ہیں۔ مجھے اس بات کا گمان تک نہ تھا کہ انہی
اس طرح اغوا بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کے اغوا میں غیر م
ایجنٹوں کا ہاتھ ہوگا۔ میں نے میجر شہاب کی مسلسل نگرانی کی تھ
وہاں ایک غیر ملکی ضرور آیا تھا لیکن وہ میجر شہاب سے مل کر واپ
چلا گیا تھا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تھا۔ وہ وہاں سے نکل
سیدھا ایک فائیو سٹار ہوٹل سن سٹار میں گیا تھا۔ میں نے وہاں ا

کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ اپنی وائف کے
ساتھ یہاں سیاحت کے لئے آیا ہے۔ انہوں کا سوٹ نمبر دو سو
گیارہ ہے جو ساتویں فلور پر۔ اس کے بعد میں واپس چلا گیا اور
پھر میں نے میجر شہاب کی طرف بھی جانا مناسب نہیں سمجھا تھا''۔
ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فوری طور پر سفارت خانے جاؤ اور معلوم کرو
کہ میجر شہاب کس حالت میں ہے۔ میں سن سٹار ہوٹل کو چیک کرتا
ہوں ہو سکتا ہے کہ مسٹر راک فیلڈ اور مسز راک فیلڈ ابھی ہوٹل میں
ہی موجود ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باس آپ کو ان سارے حالات کا کیسے پتہ چلا''۔
ٹائیگر نے پوچھا۔

''تم یہ سب باتیں چھوڑو اور جو کہا ہے اس پر عمل کرو''۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور سیل فون آف کر دیا۔ اس دوران
مونا لیزا خاموش بیٹھی رہی تھی۔

عمران نے کچھ سوچا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور
انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

''فائیو سٹار ہوٹل سن سٹار کا نمبر دیں''...... عمران نے کرخت
لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں‘‘...... آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد اس نے عمران کو ہوٹل سن سٹار کا نمبر نوٹ کرا دیا۔

عمران نے سن سٹار ہوٹل کے نمبر پریس کئے اور کال کرنے لگا۔

’’یس۔ ہوٹل سن سٹار‘‘...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک لیڈی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

’’سیونتھ فلور کے سوٹ نمبر ٹو ڈبل ون مسٹر راک فیلڈ سے میری بات کرائیں۔ میں پرنس بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’مسٹر راک فیلڈ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری جناب۔ وہ اور ان کی مسز ابھی کچھ دیر پہلے سوٹ چھوڑ کر جا چکے ہیں‘‘...... دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ تو یہاں چند روز رکنے والے تھے پھر اچانک وہ سوٹ کیوں چھوڑ گئے ہیں‘‘...... عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

’’معلوم نہیں سر۔ ان کا اچانک پروگرام بن گیا تھا‘‘...... آپریٹر نے کہا۔

’’کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں‘‘...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

’’ان کی فلائٹ تھی۔ ظاہر ہے ایئر پورٹ پر ہی گئے ہوں گے‘‘...... آپریٹر نے کہا۔

’’اوکے تھینک یو‘‘...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

’’تو وہ اپنا کام پورا کر کے یہاں سے نکلنے کی تیاری کر رہے ہیں‘‘...... عمران نے غرا کر کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے مونا لیزا کی طرف دیکھا جو سائیڈ سیٹ پر خاموش اور انتہائی پریشان بیٹھی ہوئی تھی۔

’’تم میرے ساتھ چلو گی یا یہیں رکو گی‘‘...... عمران نے مونا لیزا سے پوچھا تو اس نے عمران کے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور کار موڑتا چلا گیا۔

راک فیلڈ اور سینڈرا انتہائی مسرور اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ وہ اس وقت ایئر پورٹ کے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن بظاہر مشکل تھا لیکن جیسے ہی میجر شہاب کا پتہ چلا کہ وہ کہاں رہتا ہے تو پھر میرے لئے یہ مشن بے حد آسان ثابت ہوا ہے۔ ورنہ اس کی تلاش میں نجانے ہمیں کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑتی"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"اس کے محافظ تو واقعی انتہائی خطرناک تھے۔ اگر ہم ان پر مسلسل فائرنگ نہ کرتے اور انہیں ہم پر جوابی حملہ کرنے کا موقع مل جاتا تو وہ ہمارے ٹکڑے اُڑا دیتے۔ سیاہ فام وحشی اور شوگرانی تو آسانی سے ہمارے ہاتھوں گولیوں کا نشانہ بن گئے تھے لیکن وہ سیاہ فام دبلی پتلی لڑکی۔ وہ تو ہمارے سامنے بھوکی شیرنی کی طرح آ

کھڑی ہوئی تھی۔ انتہائی لڑاکا اور خطرناک لڑکی تھی اگر میں اس پر خنجر کے وار نہ کرتی تو وہ مجھے یقینی طور پر ہلاک کر دیتی"...... سینڈرا نے کہا۔

"یہی حال میجر شہاب کا تھا میں اسے ایک عام سا بوڑھا سمجھ رہا تھا لیکن اس عمر میں بھی اس میں جناتی طاقت تھی۔ اس سے مقابلہ کرتے ہوئے مجھے بھی دانتوں پسینہ آ گیا تھا۔ یہ تو اتفاق ہی ہوا تھا کہ میرے ہاتھ ایک ڈنڈا آ گیا اور میں نے وہ ڈنڈا میجر کے سر پر مار دیا اور وہ بے ہوش ہو گیا ورنہ اس کا آسانی سے قابو آنا مشکل تھا"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"جو بھی ہوا ہے بہرحال میں اس بات سے خوش ہوں کہ ہم جس مشن پر آئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اور اب ہم کامیاب ہو کر واپس لوٹ رہے ہیں"...... سینڈرا نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی بے حد خوشی ہے۔ اب میں جارڈیا کے سفارت خانے والوں کے انتظار میں ہوں تاکہ وہ تابوت لے آئیں جس میں میجر شہاب بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ میں اسے یہاں سے اپنے ساتھ ہی لے جانا چاہتا ہوں"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"آ جائے گا تابوت۔ انہوں نے میجر شہاب کو اپنے پاس رکھ کر کیا کرنا ہے"...... سینڈرا نے کہا۔

"پھر بھی کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب تک تابوت یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا"...... راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''لو تمہاری بات ان تک پہنچ گئی۔ وہ دیکھو۔ ہمارا تابوت آ گیا ہے''...... اچانک سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ چونک کر لاؤنج کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا جہاں عملے کا ایک آدمی ایک تابوت ٹرالی میں ڈال کر اسی طرف لا رہا تھا۔ تابوت دیکھ کر وہاں موجود تمام افراد چونک پڑے تھے جبکہ راک فیلڈ کے چہرے پر اطمینان اور مسرت آمیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

اس آدمی سے تابوت وصول کرنے کے لئے راک فیلڈ اور سینڈرا اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی انہیں دیکھ کر تابوت ان کے پاس لے آیا۔

''چیکنگ ہو گئی اس کی''...... راک فیلڈ نے آنے والے شخص سے پوچھا جس کا تعلق جارڈیا کے سفارت خانے سے ہی تھا۔

''ہاں۔ سپیشل چیکنگ ہوئی تھی۔ سب کلیئر ہے۔ اب آپ اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ باقی کے معاملات ہم دیکھ لیں گے''۔ آنے والے شخص نے آہستہ آواز میں کہا تو راک فیلڈ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''طیارے کی روانگی تک کیا آپ ہمارے ساتھ رہیں گے''۔ راک فیلڈ نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا یہاں رکنا مناسب نہیں ہے۔ باس نے کہا تھا کہ میں تابوت کلیئر کرا کے آپ تک پہنچا دوں اور وہاں سے نکل آؤں۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تابوت چیکنگ

کے تمام مرحلے عبور کر چکا ہے۔ طیارے کی روانگی سے پہلے اسے لوڈنگ پوائنٹ پر پہنچا دیا جائے گا اور پھر بغیر کسی چیکنگ کے لوڈ کر دیا جائے گا''...... اس شخص نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آدمی کچھ دیر ان سے باتیں کرتا رہا پھر وہ راک فیلڈ اور سینڈرا سے ہاتھ ملا کر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد ایئر پورٹ کے عملے نے لوڈنگ کے لئے تابوت وہاں سے اٹھا لیا اور پھر کچھ ہی دیر بعد راک فیلڈ اور سینڈرا بھی اعلان سن کر طیارے میں سوار ہونے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لاؤنج سے نکل کر وہ باہر آئے اور ایک وین میں سوار ہو گئے۔ وین نے انہیں طیارے تک پہنچا دیا اور وہ اطمینان سے طیارے کی سیڑھیاں چڑھنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ فرسٹ کلاس میں موجود اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان کے چہرے فتح و کامرانی سے دمک رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں طیارہ انہیں لے کر فضا میں بلند ہونے والا تھا اور وہ تابوت میں بے ہوش میجر شہاب سمیت آسانی سے پاکیشیا سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے۔ ان کا یہ مشن پورا ہو گیا تھا جس کے لئے ان دونوں نے اسرائیل پہنچ کر شاندار جشن منانے کا پروگرام بھی بنا لیا تھا۔

فرسٹ کلاس میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں ہی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ویسے بھی جارڈیا جانے والی فلائٹ میں زیادہ رش نہیں ہوتا تھا اور چونکہ لوگوں کو آسانی سے اکانومی کلاس

میں جگہ مل جاتی تھی اس لئے بہت کم لوگ فرسٹ کلاس کی ٹکٹ لیتے تھے۔

''یہ تو اچھا ہوا کہ اس معاملے کی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہیں لگی۔ اگر انہیں اس معاملے کی ذرا بھی بھنک پڑ جاتی تو اب تک ہم یہاں آرام سے نہ بیٹھے ہوتے''...... سینڈرا نے کہا۔

''ہم یہاں احتیاط سے کام کر رہے تھے اور میری پہلی کوشش یہی تھی کہ اس معاملے کی کسی کو بھی ہوا نہ لگے۔ یہ اچھا ہی ہوا ہے کہ اس معاملے میں کوئی ہمارے سامنے نہیں آیا ہے۔ اگر کوئی آ جاتا تب بھی ہم اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہوتے۔ باس نے مجھے ہدایات دی تھیں کہ اگر میرے راستے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس آ گئی تو میں ان کی لاشیں گرا کر بھی اپنا مشن پورا کروں اور ہر حال میں میجر شہاب کو لے کر آؤں اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خوش قسمتی ہی ہے کہ وہ میرے سامنے نہیں آئے ورنہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ رہتا''...... راک فیلڈ نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فرسٹ کلاس کا دروازہ کھلا اور انہوں نے دروازے سے ایک دبلی پتلی سیاہ فام لڑکی کو اندر آتے دیکھا تو وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑے۔ لڑکی میجر شہاب کی بیٹی مونا لیزا تھی۔ ان پر نظر پڑتے ہی مونا لیزا چیختی ہوئی ان پر جھپٹی لیکن اسی لمحے پیچھے سے ایک نوجوان نے مونا لیزا کا ہاتھ پکڑ کر اسے ان پر حملہ کرنے سے روک لیا۔

''اتنی بھی کیا جلدی ہے مونا لیزا ڈیئر''...... نوجوان نے کہا تو راک فیلڈ اور سینڈرا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''یہ سب کیا ہے۔ کون ہے یہ لڑکی اور اس نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کیوں کی تھی''...... راک فیلڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''میرا نام ٹمبکٹو ہے جناب۔ کیسے ہیں آپ اور آپ کی مسز''۔ نوجوان نے آگے آ کر مسکراتے ہوئے مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ٹمبکٹو۔ یہ کیسا نام ہے''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی طرح بڑا خوبصورت نام ہے محترمہ۔ اگر آپ کا ساتھی آپ جیسی خوبصورت حسینہ کو مجھے دے دے تو مجھے بھی اپنا خوبصورت نام آپ کے ساتھی کو دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا''۔ نوجوان نے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو''۔ راک فیلڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں بتا چکا ہوں۔ میرا نام ٹمبکٹو ہے اور میں آپ دونوں کو آپ کے اصلی گھر پہنچانے کے لئے آیا ہوں''...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

''اصلی گھر۔ کیا مطلب۔ کون سا اصلی گھر''...... راک فیلڈ نے

چونکتے ہوئے کہا۔

''ہمارے ہاں مجرموں کا اصلی گھر جیل ہوتا ہے جناب۔ اب ہمارے ملک کے جیلیں مرغیوں کے ڈربوں جیسی ہوتی ہیں تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ میں آپ کو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ کے لئے مرغیوں کے دو ڈربے خالی کرا لئے ہیں۔ اب ان ڈربوں میں بیٹھ کر آپ انڈے سینکیں یا آپ کی مرضی، مجھے اور سرکار کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... نوجوان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو''...... راک فیلڈ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں بالکل ہوش میں ہوں جناب اور بقلم خود آپ کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لئے آیا ہوں''...... اس نوجوان نے کہا تو راک فیلڈ غرا کر رہ گیا۔

''کہاں ہے اسٹیوارڈ اور اس جہاز کا کپتان۔ اس نے تم جیسے احمق اور پاگل انسان کو یہاں آنے کی اجازت کیسے دی۔ کیا اس ملک میں آنے والے سیاحوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے''۔ راک فیلڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''سیاحوں کو اس ملک میں عزت دی جاتی ہے جناب لیکن آپ جیسے مجرموں کو بھلا عزت کیسے دی جا سکتی ہے''...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجرم۔ کیا مطلب۔ کیا ہم تمہیں شکل سے مجرم دکھائی دیتے ہیں نانسنس''...... سینڈرا نے غراتے ہوئے کہا۔

''آپ دونوں کے چہروں سے جب میک اپ کا نقاب اتارا جائے گا تو آپ بھی اپنے چہرے دیکھ کر خود کو مجرم تسلیم کر لیں گے اور ہاں آپ دونوں کی ٹکٹیں کینسل کر دی گئی ہیں اس کے علاوہ آپ دونوں کے لئے میرے پاس یہ خوشخبری بھی ہے کہ آپ نے جو تابوت بک کرایا تھا اسے بھی جہاز سے اتار لیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اب آپ دونوں کے پاس کہنے سننے کے لئے کچھ باقی نہیں بچا ہے۔ ہاں آپ ڈھیٹ بن جائیں تو یہ دوسری بات ہے''...... نوجوان رکے بغیر نان سٹاپ بولتا چلا گیا۔

''لیکن کیوں۔ ایسا کیوں کیا گیا ہے''...... راک فیلڈ نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔ تابوت جہاز سے اترنے کا مطلب تھا کہ ان کا راز فاش ہو چکا ہے لیکن وہ بھلا اس بات کو آسانی سے کیسے تسلیم کرسکتا تھا۔

''جس تابوت کو آپ لے جا رہے تھے اس میں لاش کی بجائے پاکیشیا کے عظیم سیاح میجر شہاب بے ہوشی کی حالت میں پڑے تھے اور تابوت میں انہیں زندہ رکھنے کے لئے آکسیجن سلنڈر بھی رکھا گیا تھا جس کا مطلب واضح ہے کہ آپ انہیں یہاں سے اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ اس جرم میں بھلا آپ کو یہاں سے کیسے جانے دیا جا سکتا ہے جناب''...... نوجوان نے جو عمران تھا، بڑے معصوم

سے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ اور سینڈرا نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''کون سا تابوت۔ ہمارا کسی تابوت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم نے کوئی تابوت بک کرایا ہے۔ سمجھے تم۔ بلاؤ اپنے کسی آفیسر کو میں اس سے بات کرتا ہوں''...... راک فیلڈ نے ایک بار پھر ہتھے سے اکھڑتے ہوئے کہا۔

''آپ کہتے ہیں تو میں انہیں بھی بلا لیتا ہوں اور جسے بھی بلانا ہے مجھے ان کے نام بتا دیں میں سب کو حاضر کر دیتا ہوں''۔ نوجوان نے کہا اور اسی لمحے وہاں جہاز کا کیپٹن، سوپر فیاض اور اعلیٰ رینک کے چند آفیسر داخل ہوئے انہیں دیکھ کر راک فیلڈ اور سینڈرا کے رنگ زرد ہو گئے۔

''سوری مسٹر راک فیلڈ۔ تابوت آپ کے نام سے بک ہے۔ آپ دونوں کی سیٹیں کینسل کر دی گئی ہیں۔ آپ دونوں اس جہاز سے نیچے تشریف لے جائیں''...... کیپٹن نے سرد لہجے میں کہا۔

''اور ہم آپ کو میجر شہاب کے اغوا اور انہیں ملک سے غیر قانونی طور پر لے جانے کے جرم میں گرفتار کرنے آئے ہیں۔ آپ دونوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ آپ ہمیں اپنی گرفتاری دے دیں''...... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم گرفتاری دینے سے انکار کریں تو''...... سینڈرا نے غرا کر کہا۔

''سوری مس۔ پھر ہمیں آپ کو یہاں سے زبردستی لے جانا ہو گا''...... سوپر فیاض نے کہا اس نے آفیسرز کو اشارہ کیا تو وہ ریوالور لئے آگے بڑھے اور انہوں نے ریوالور ان دونوں پر تان لئے۔

''چلیں۔ ورنہ ہم آپ دونوں کو ہتھکڑیاں لگا کر گھسیٹتے ہوئے نیچے لے جائیں گے''...... ایک آفیسر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ کیا کر رہے ہو بھائی۔ مسٹر راک فیلڈ شادی شدہ ہیں اور ان کی بیگم ان کے ساتھ ہے۔ دونوں پہلے ہی بندھن میں بندھے ہوئے ہیں تم انہیں ہتھکڑیاں لگا کر اور بندھن میں تو نہ باندھو''...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ہمیں گرفتار کر کے بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ میں اپنے سفارت خانے سے بات کروں گا۔ تمہیں اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا''...... راک فیلڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے اس ملک میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ غیر ملکی سیاحوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں یہاں کبھی نہ آتی''...... سینڈرا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا تو راک فیلڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''چلیں''...... آفیسر نے کہا اور وہ دونوں غصے اور ندامت سے دانت پیستے ہوئے ان کے ساتھ فرسٹ کلاس سے نکلے اور سیڑھیاں اترتے ہوئے جہاز سے نیچے آ گئے۔ سوپر فیاض ان کی گرفتاری کے لئے خاصا تیار ہو کر آیا تھا وہ اپنے ساتھ خاصی نفری لایا تھا۔ جیسے

ہی وہ نیچے آئے ان دونوں کو مسلح افراد نے گھیر لیا اور سوپر فیاض اپنی نگرانی میں انہیں ایئر پورٹ سے باہر لے جانے کے لئے ان کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں کو ایک جیپ میں بٹھایا گیا اور اس جیپ میں اگلی سیٹ پر سوپر فیاض جبکہ دونوں مجرموں کے ساتھ دو مسلح افراد کو بٹھا دیا گیا اور جیپ انہیں لے کر ٹرمنل سے نکلتی چلی گئی۔ اس جیپ کے پیچھے باقی فورس بھی وہاں سے چلی گئی۔

راک فیلڈ اور سینڈرا کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ انہیں گمان بھی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ عین آخری لمحات میں یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ انہوں نے جس ذہانت اور تیزی سے میجر شہاب کو اغوا کیا تھا اور انہیں جارڈیا کے سفارت خانے کے تحت ایک تابوت میں بند کر کے جہاز تک پہنچایا تھا ان کے خیال میں ان کا مشن پورا ہو گیا تھا اور انہیں دور دور تک کوئی خطرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن جہاز میں اچانک میجر شہاب کی سیاہ فام محافظ لڑکی مونا لیزا کی آمد اور اس کے ساتھ آنے والے نوجوان نے ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا تھا۔

"یہ تمہاری غلطی ہے۔ تم نے میجر شہاب کے دوسرے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں چیک کی تھیں لیکن اس لڑکی کو چیک نہیں کیا تھا کہ یہ مر چکی ہے یا زندہ ہے۔ اگر اسے چیک کر لیتے اور پھر وہیں اس کے سر میں گولی اتار دیتے تو اب ہم آرام سے جارڈیا کا سفر کر رہے ہوتے اس مصیبت میں نہ پھنستے"۔ سینڈرا

نے راک فیلڈ کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے کرانسی زبان میں بات کی تھی تاکہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے مسلح افراد ان کی باتیں نہ سمجھ سکیں۔

"یہ ساکت پڑی تھی۔ مجھے اس کے جسم میں جان نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی جس سے میں نے یہی سمجھا تھا کہ یہ ہلاک ہو چکی ہے مگر......" راک فیلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو کر بھی ناکام ہو گئے ہیں اور میجر شہاب بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا ہے"۔ سینڈرا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔ انہوں نے مجھے جو شکست دی ہے۔ اس شکست کا میں ان سے ایسا بدلہ لوں گا کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک کانپتی رہیں گی"...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

"اے۔ تم دونوں کس زبان میں بات کر رہے ہو۔ خاموش رہو ورنہ......" ایک سپاہی نے انہیں ایک دوسرے سے باتیں کرتے دیکھ کر کرخت لہجے میں کہا۔ راک فیلڈ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا پھر جیسے اس کے جسم میں آگ بھر گئی۔ دوسرے لمحے سپاہی چیختا ہوا اچھل کر جیپ کے پچھلے حصے سے باہر جا گرا۔ وہ چونکہ جیپ کے کنارے پر تھا اس لئے راک فیلڈ نے اچانک اس کے پہلو میں لات مار دی تھی اور وہ اچھل کر جیپ سے باہر جا گرا۔

اس سے پہلے کہ دوسرا سپاہی مشین گن سیدھا کرتا اسی لمحے اس کے قریب بیٹھی سینڈرا نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر حملہ کر دیا اس نے جھپٹا مار کر دوسرے سپاہی کو باہر کی طرف اچھال دیا۔ سینڈرا کو دوسرے سپاہی پر حملہ کرتے دیکھ کر راک فیلڈ نے چھلانگ لگائی اور جیپ کے راڈز سے نکلتا ہوا اگلی سیٹوں پر بیٹھے سوپر فیاض اور ڈرائیور سے ٹکرایا۔ اس سے پہلے کہ سوپر فیاض اور ڈرائیور کچھ سمجھتے راک فیلڈ ٹھیک ان کے درمیان گرا ور اس نے سوپر فیاض کے جبڑے پر مکا مار دیا۔ سوپر فیاض اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ پہلو کے بل جھک گیا اسی لمحے راک فیلڈ کی ٹانگ چلی اور سوپر فیاض چیختا ہوا سڑک پر جا گرا اور دور تک لڑھکنیاں کھاتا چلا گیا۔ سوپر فیاض کو گراتے ہی راک فیلڈ نے بجلی کی سی تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈرائیور کی جیب سے جھانکتا ہوا اس کا ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈرائیور کچھ کرتا راک فیلڈ نے اس کی کنپٹی سے ریوالور لگا کر فائر کر دیا۔ ڈرائیور کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی جیپ بری طرح سے لہرائی لیکن راک فیلڈ نے سٹیئرنگ فوراً اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے جیپ سنبھالی اور ڈرائیور کی لاش ٹانگ مار کر جیب سے باہر پھینکی اور اچھل کر اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ اس کے کنٹرول میں تھی اور اس نے جیپ سڑک پر بجلی کی سی تیزی سے دوڑانی شروع کر دی۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے

ہوا تھا کہ سوپر فیاض اور اس کے کسی ساتھی کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ پیچھے آنے والی جیپوں نے جو صورتحال بدلتے دیکھی تو ان جیپوں کی رفتار اور تیز ہو گئی۔

''سینڈرا۔ ان جیپوں کو پیچھے آنے سے روکو''...... راک فیلڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے ہمارے پیچھے آتے ہیں''...... سینڈرا نے کہا اور اس نے فوراً ایک سپاہی کی جیپ کے اندر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پیچھے آنے والی جیپ پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جیپ کچھ فاصلے پر تھی۔ فائرنگ سے جیپ کی ونڈ سکرین کے پرخچے اُڑ گئے اور جیپ کا ڈرائیور اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آفیسر گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔ ڈرائیور کے ہلاک ہوتے ہی جیپ لہرائی اور پھر سڑک پر الٹتی چلی گئی۔ اسی لمحے پیچھے سے آنے والی ایک اور تیز رفتار جیپ الٹنے والی جیپ سے ٹکرائی اور ماحول یکلخت زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔

گڈ شو۔ اب ہمیں کوئی نہیں پکڑ سکتا''...... راک فیلڈ نے چیختے ہوئے کہا اور جیپ انتہائی تیز رفتاری سے ایئر پورٹ کے آؤٹ گیٹ کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ فائرنگ اور دھماکے کی آواز سن کر آؤٹ گیٹ کے پاس موجود مسلح افراد نے گیٹ بند کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ گیٹ بند کرتے راک فیلڈ بجلی کی سی تیزی سے جیپ گیٹ سے نکالتا لے گیا۔ سینڈرا نے پیچھے پوزیشن

سنبھال رکھی تھی۔ گیٹ سے نکلتے ہوئے اس نے وہاں موجود مسلح افراد پر بے تحاشہ فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں وہاں موجود کئی افراد اچھل اچھل کر گرتے نظر آئے۔ ان افراد کو ان پر فائرنگ کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔

آؤٹ گیٹ کے ساتھ ایک اور گیٹ تھا جو لوہے کے جنگلے کا بنا ہوا تھا۔ راک فیلڈ جیپ لئے اسی طرف جا رہا تھا اور پھر جیسے ہی گیٹ نزدیک آیا اس نے جیپ پوری قوت سے گیٹ سے ٹکرا دی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جنگلا ٹوٹ کر دور جا گرا۔ ایک لمحے کے لئے جیپ لہرائی لیکن راک فیلڈ نے فوراً اسے کنٹرول کر لیا اور سائیڈ سڑک پر آتے ہی اس نے جیپ کو اور تیزی سے دوڑانا شروع کر دیا۔

''جیپیں ہمارے پیچھے آ رہی ہیں''...... سینڈرا نے کہا۔ راک فیلڈ نے جس جنگلے والے گیٹ کو توڑا تھا وہاں سے کئی جیپیں اچھل اچھل کر باہر آ رہی تھیں اور سڑک پر آتے ہی وہ ان کے پیچھے لگ گئی تھیں۔

''بے فکر رہو۔ اب یہ ہمیں نہیں پکڑ سکیں گے''...... راک فیلڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے راک فیلڈ جیپ فل سپیڈ پر دوڑا رہا تھا۔ سامنے سے آنے والی گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتا ہوا وہ ایئر پورٹ کے علاقے سے نکلا جا رہا تھا۔ آگے جا کر سڑک کئی اطراف میں مڑ

رہی تھی۔ ایک موڑ پر آتے ہی راک فیلڈ نے یکلخت جیپ روک دی۔ جیپ کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک پر لکیریں بناتے چلے گئے اور پھر جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

''آؤ جلدی''...... راک فیلڈ نے جیپ سے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا تو سینڈرا بھی اچھل کر نیچے آ گئی اور پھر وہ دونوں اس سڑک کی سائیڈوں پر موجود درختوں کے جھنڈ میں بھاگتے چلے گئے۔

''ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا ورنہ ایئر پورٹ کی سیکورٹی سمیت پاکیشیا کی فورسز ہمیں چاروں اطراف سے گھیرنے کے لئے یہاں پہنچ جائیں گی''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''لیکن ہم جائیں گے کہاں''...... سینڈرا نے اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے کہا۔

''جہاں بھی جائیں فی الحال ہمارے لئے یہاں سے نکلنا اہم ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔ درختوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے وہ ایک پہاڑی علاقے میں آئے اور پھر وہ تیزی سے ان پہاڑیوں کے گرد بنے ہوئے راستوں پر دوڑتے چلے گئے۔ انہیں دور سڑک پر جیپوں کے رکنے کی آوازیں سنائی دی تھیں لیکن جب تک مسلح افراد ان پہاڑیوں کی طرف آتے وہ ان کی پہنچ سے کافی دور نکل چکے تھے۔

پیچ در پیچ راستوں سے گزرتے ہوئے وہ پہاڑی علاقے کی

دوسری طرف موجود ایک اور سڑک پر آ گئے اور پھر وہ جنگلی خرگوشوں کی طرح اس سڑک کے کنارے کنارے پر دوڑتے چلے گئے۔

"سامنے ایک کار آ رہی ہے"...... سینڈرا نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ آؤ سڑک پر۔ ہمیں ہر حال میں یہ کار روکنی ہے"...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں اچھل کر سڑک پر آ گئے۔ سامنے سے ایک نئی اور جدید ماڈل کی کار آ رہی تھی۔ یہ سڑک شاید مضافات کی طرف جاتی تھی اس لئے وہاں ٹریفک نام کی کوئی چیز دکھائی دے نہیں دے رہی تھی۔

سڑک پر آتے ہی وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے کچھ ہی دیر میں کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ سڑک چونکہ زیادہ چوڑی نہیں تھی اور وہ دونوں سڑک کے بیچوں بیچ بھاگ رہے تھے اس لئے کار ڈرائیور کو کار روکنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ دونوں تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ کار میں صرف ایک نوجوان تھا جو انہیں تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"کون ہو تم اور میرا راستہ کیوں روک رہے ہو"...... نوجوان نے کار کا دروازہ کھول کر انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ راک فیلڈ اور سینڈرا ایک ساتھ اس کے قریب پہنچ گئے۔

"ہمیں تمہاری کار چاہئے"...... راک فیلڈ نے کہا اور اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ کہتا راک فیلڈ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا

اور نوجوان کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سڑک پر گر گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے قریب موجود سینڈرا کی ٹانگ چلی اور نوجوان کے سر پر پڑی اور نوجوان وہیں ساکت ہوتا چلا گیا۔

"تم کار میں بیٹھو جلدی"...... راک فیلڈ نے تیز لہجے میں کہا تو سینڈرا فوراً کار کی طرف بڑھی جبکہ راک فیلڈ نے بے ہوش نوجوان کو اٹھایا اور اسے لے کر تیزی سے سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھا۔ ایک گڑھا دیکھ کر اس نے نوجوان کو وہاں پھینکا اور پھر بھاگتا ہوا کار کے پاس آ گیا۔ سینڈرا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ راک فیلڈ نے فوراً ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کار کا انجن سٹارٹ تھا۔ سیٹ سنبھالتے ہی راک فیلڈ نے کار تیزی سے موڑی اور پھر وہ کار انتہائی برق رفتاری سے اس طرف دوڑاتا لے گیا جس طرف سے نوجوان آ رہا تھا۔

"بال بال بچے ہیں"...... سینڈرا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آخری وقت میں ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے جس کا مجھے شدید غصہ ہے"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم اس وقت تک یہاں سے واپس نہیں جائیں گے جب تک ہم اپنے مشن کو حتمی انجام تک نہیں پہنچا لیتے۔ وقتی طور پر میجر شہاب ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا ہے لیکن ہم جلد

ہی اس تک پہنچ جائیں گے اور اسے لے کر نکل جائیں گے"۔ سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سب سے پہلے ہمیں اپنے میک اپ بدل کر لباس تبدیل کرنے ہیں اور ہمیں کسی ایسے ٹھکانے تک پہنچنا ہے جہاں انٹیلی جنس اور کوئی اور ایجنسی ہم تک نہ پہنچ سکے"...... راک فیلڈ نے کہا۔ وہ تیزی سے کار مختلف سڑکوں پر دوڑاتا ہوا واپس شہر کی طرف آ گیا تھا۔ شہر کی عمارتیں دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ شہر کے مین روڈ پر آیا اور پھر کچھ دیر مزید سفر کے بعد اس نے کار ایک تنگ سی گلی میں موڑ کر روک دی۔

"آؤ سینڈرا"...... راک فیلڈ نے دروازہ کھول کر کار سے نکلتے ہوئے کہا تو سینڈرا بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی اور پھر وہ تیزی سے اس گلی سے نکلتے چلے گئے۔ مختلف گلیوں اور بازاروں سے ہوتے ہوئے وہ دونوں ایک کمرشل ایریئے میں آ گئے اور پھر ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور میں داخل ہو گئے۔ ڈیپارٹمنٹل سٹور سے ان دونوں نے اپنے لئے نئے لباس خریدے اور پھر اسی ڈیپارٹمنٹل سٹور کے ڈریسنگ روم میں جا کر انہوں نے لباس بدلے اور اپنے چہروں پر موجود ماسک میک اپ تبدیل کئے اور پھر بڑے اطمینان بھرے انداز میں وہاں سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے حلیئے عارضی طور پر بدل گئے تھے اب انہیں فوری طور پر پہچانا نہیں جا سکتا تھا اس لئے وہ دونوں اطمینان بھرے انداز میں سڑک پر چلنے لگے

اور پھر دونوں نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور اطمینان سے ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے ان سے پوچھا۔

"ریڈ کلب چلو"...... راک فیلڈ نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

عمران نے راستے میں سر سلطان سے بات کی اور انہیں ساری سچوئشن بتا کر فوری طور پر جارڈیا جانے والے طیارے کو رکوانے کا کہا تھا۔ سر سلطان نے نہ صرف اعلیٰ حکام سے بات کر کے جارڈیا جانے والا طیارہ رکوا دیا تھا بلکہ انہوں نے وہاں موجود آفیسرز کو خود فون کر کے عمران سے مکمل تعاون کرنے کا کہا تھا۔

عمران نے سر سلطان کے توسط سے ہی سر عبدالرحمٰن کو فون کرایا تھا تاکہ وہ سوپر فیاض کی ٹیم کو بھی ایئر پورٹ پر بھیج دیں اور راک فیلڈ اور سینڈرا کو وہاں سے گرفتار کیا جا سکے۔ پھر جب عمران، مونا لیزا کے ساتھ ایئر پورٹ کے احاطے میں پہنچا تو اپنی شناخت کرانے پر ایئر پورٹ انتظامیہ نے اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور وہیں سے عمران کو پتہ چلا کہ راک فیلڈ اور اس کی مسز طیارے کی فرسٹ کلاس میں سوار ہو چکے ہیں اور ان کے ساتھ ایک تابوت بھی ہے۔ تابوت میں جارڈیا کے سفارت خانے کے ایک ملازم کی لاش لے

جائی جا رہی تھی جسے ایئر پورٹ کی سیکورٹی نے کلیئر کر دیا تھا اور تابوت بھی طیارے میں لوڈ کر دیا گیا تھا۔ تابوت کا سنتے ہی عمران کو ساری صورتحال کا پتہ چل گیا کہ راک فیلڈ اور سینڈرا، میجر شہاب کو اس تابوت میں بند کر کے لے جا رہے ہیں۔

عمران نے فوری طور پر پہلے جہاز سے تابوت ان لوڈ کرایا اور جب اس نے تابوت کھولا تو اس میں میجر شہاب کو دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ میجر شہاب کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا اور تابوت میں ان کے ساتھ ایک آکسیجن سلنڈر بھی رکھا ہوا تھا۔

عمران نے تابوت سے میجر شہاب کو نکال لیا اور انہیں فوری طور پر ایئر پورٹ کے ایمرجنسی روم میں پہنچا دیا تاکہ انہیں فوری طور پر ہوش میں لانے کی کوشش کی جا سکے۔ میجر شہاب کے زندہ ملنے پر اس کے ساتھ موجود مونا لیزا کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ میجر شہاب کے ساتھ رہنا چاہتی تھی لیکن عمران اسے لے کر جہاز میں پہنچ گیا تاکہ وہ راک فیلڈ اور سینڈرا کو پہچان سکے۔ جب جہاز سے اس نے سوپر فیاض کے ذریعے راک فیلڈ اور اس کی ساتھی سینڈرا کو گرفتار کرا دیا اور سوپر فیاض کو انہیں حفاظت میں لے جاتے دیکھا تو وہ مطمئن ہو گیا اور پھر وہ میجر شہاب کو دیکھنے کے لئے ایمرجنسی کی طرف چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایمرجنسی روم میں داخل ہوتا وہاں صفدر اور جولیا پہنچ گئے۔ عمران نے ہی انہیں فون کر کے فوری طور پر ایئر

پورٹ پہنچنے کی ہدایات دی تھیں۔ انہیں دیکھ کر عمران وہیں رک گیا۔

"کیا بات ہے۔ تم نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے"...... جولیا نے عمران کو دیکھ کر اس کے قریب آ کر پوچھا تو عمران نے ان دونوں کو مختصر طور پر صورتحال سے آگاہ کر دیا۔

"تم دونوں میجر شہاب کو لے کر فوری طور پر سپیشل ہسپتال پہنچ جاؤ۔ یہ بے ہوش ہیں اور ان کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے"۔ عمران نے خلاف توقع سنجیدگی سے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے"...... جولیا نے اسے خلاف توقع سنجیدہ دیکھ کر صورتحال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے ایمر جنسی روم میں موجود ایک آفیسر سے بات کی اور اسے کہا کہ وہ میجر شہاب کو ان دونوں کے سپرد کر دیں۔ آفیسر نے اثبات میں سر ہلایا تو عمران وہاں سے نکل آیا۔ مونا لیزا، عمران کے ساتھ ساتھ تھی۔ جولیا اور صفدر حیرت سے عمران کے ساتھ اس سیاہ فام لڑکی کو دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ عمران ضرورت سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اس لئے ان دونوں میں سے کسی نے عمران سے اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں صفدر اور جولیا، بے ہوش میجر شہاب کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔ عمران انہیں میجر شہاب کو لے جاتے دیکھ کر مطمئن ہو گیا اور پھر وہ ایمر جنسی روم سے باہر نکلا تو اسے ہر طرف یک لخت افراتفری سی دکھائی دی اور پھر دور سے اسے ایک

زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی۔ عمران چونک کر اس طرف دوڑا جس طرف سے اسے دھماکہ سنائی دیا تھا۔ دھماکے کی آواز آؤٹ وے کی طرف سے آئی تھی۔ عمران دوڑتا ہوا اس طرف آیا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے کہ راک فیلڈ اپنی ساتھی لڑکی کے ساتھ آؤٹ وے کے گیٹ کو توڑتا ہوا جیپ لے کر وہاں سے نکلا جا رہا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا ٹوٹے ہوئے آؤٹ وے کے گیٹ کی طرف گیا تو وہاں ایئر پورٹ کے سیکورٹی گارڈز کی لاشیں دیکھ کر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا ہے راک فیلڈ۔ میں نے تو تمہیں سیدھے طریقے سے گرفتار کرایا تھا لیکن اب تم اور تمہاری ساتھی لڑکی قتل و غارت پر اتر آئے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ مونا لیزا کے بیان کے مطابق ان دونوں کا تعلق جارڈیا سے تھا لیکن عمران کے ذہن میں جارڈیا کی کسی ایجنسی کے ایسے ایجنٹس نہیں تھے جن کے نام راک فیلڈ اور سینڈرا ہوں۔ اس نے ان دونوں کو بغور دیکھا تھا۔ یہ تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ دونوں میک اپ میں ہیں لیکن ان کے میک اپ خاصے جدید تھے اس لئے عمران کو کوشش کے باوجود یہ یاد نہیں آ سکا تھا کہ وہ ان دونوں کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا تھا یا نہیں۔ عمران کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کا تعلق کسی دوسرے ملک سے ہو اور انہوں نے میجر شہاب کو یہاں سے لے جانے کے لئے جارڈیا کا سہارا لیا ہو۔ وہ مسلسل یہی سوچ

رہا تھا کہ اگر راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی کا تعلق جارڈیا سے نہیں تھا تو پھر ان کا کس ملک سے اور کس ایجنسی سے تعلق ہو سکتا تھا۔

راک فیلڈ اور سینڈرا جس طرح سے سوپر فیاض کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے اس پر عمران کو افسوس ہو رہا تھا کہ ان دونوں کو اسے اپنی نگرانی میں یہاں سے لے جانا چاہئے تھا۔ ان دونوں نے جس طرح سے سوپر فیاض اور اس کے ساتھیوں سے جیپ چھینی تھی اور جس طرح وہ گیٹ پر قتل و غارت کر کے بھاگے تھے ان کی اس کارروائی سے پتہ چلتا تھا کہ وہ انتہائی تربیت یافتہ تھے۔ اس کے علاوہ عمران کے ذہن میں جو بات بار بار آ رہی تھی وہ یہ تھی کہ میجر شہاب جیسے سادہ لوح انسان کو کسی ملک کے ایجنٹوں کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی۔ میجر شہاب ایک سیاح تھے اور ان کی ساری زندگی دنیا کی سیاحت میں گزری تھی اگر کسی نے ان سے انتقام لینا ہوتا تو جس طرح سے راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی نے ان کی رہائش گاہ پر حملہ کر کے میجر شہاب کے دو محافظوں بلیک پرنس اور لی کو ہلاک کیا تھا اسی طرح وہ انہیں بھی وہیں گولی مار کر پھینک سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ میجر شہاب کو اغوا کر کے فوری طور پر جارڈیا کے سفارت خانے میں پہنچا دیا تھا اور پھر سفارت خانے کے عملے نے میجر شہاب کو بے ہوشی کی حالت میں ایک ایسے تابوت میں ڈال دیا تھا جس میں باقاعدہ

آکسیجن سلنڈر لگا ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان ایجنٹوں کو میجر شہاب زندہ حالت میں مطلوب تھا اور وہ انہیں فوری طور پر پاکیشیا سے نکال کر لے جانا چاہتے تھے۔

اب راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی، سوپر فیاض اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ وہ اب یقینی طور پر حلیہ بدل کر شہر میں چھپ جاتے اور ان کی تلاش مشکل ہو جاتی۔ عمران دانش منزل میں جا کر بلیک زیرو کے ذریعے ان کی تلاش کرانا چاہتا تھا تاکہ جلد سے جلد ان کی گرفتاری عمل میں لائی جا سکے لیکن اس سے پہلے وہ میجر شہاب سے ملنا چاہتا تھا تاکہ پتہ چل سکے کہ آخر غیر ملکی ایجنٹس کا ان کے اغوا سے کیا مطلب تھا اور وہ اسے جارڈیا کیوں لے جانا چاہتے تھے۔

''چلو۔ میں اب تمہیں تمہارے میجر صاحب کے پاس لے چلوں''...... عمران نے مونا لیزا سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے مسرت بھرے انداز میں دانت نکال دیئے۔ عمران اسے لے کر ایئر پورٹ کی پارکنگ میں آیا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے کر سپیشل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس نے صفدر اور جولیا کی مدد سے میجر شہاب کو بھجوایا تھا۔

ٹائیگر کو شانگو پر شدید غصہ تھا جس نے اسے دھوکے میں رکھ کر میجر شہاب کو پتہ لگوایا تھا۔ اسی کی وجہ سے غیر ملکی، میجر شہاب کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور انہوں نے میجر شہاب کے دو محافظوں کو ہلاک کر کے اسے اغوا کر لیا تھا۔ وہ فوری طور پر شانگو کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا تھا لیکن عمران نے چونکہ اس کی ڈیوٹی جارڈیا کے سفارت خانے کی چیکنگ کے لئے لگائی تھی تاکہ وہاں سے میجر شہاب کا پتہ لگا سکے اس لئے اس نے وقتی طور پر شانگو کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا تھا۔ اس نے سفارت خانے کے چند افراد سے خفیہ رابطہ کیا اور ان سے اپنے طور پر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اسے میجر شہاب کے بارے میں کوئی معلومات نہ مل سکیں۔ جب خفیہ طور پر ٹائیگر کو سفارت خانے سے میجر شہاب کا پتہ نہ چلا تو ٹائیگر نے بذات خود سفارت خانے میں جانے کا پروگرام بنا لیا۔

ہوٹل میں اپنے کمرے میں واپس آ کر اس نے ایک سیٹلائٹ فون نکالا اور پھر اس نے فون کا پلگ لگا کر اسے چارج کرنا شروع کر دیا۔ مخصوص فون چارج ہونے میں کچھ دیر لگ سکتی تھی اس لئے ٹائیگر نے وقت بچانے کے لئے قیمتی سوٹ پہنا اور پھر میک اپ کرنا شروع ہو گیا۔ میک اپ کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انٹرنیشنل انکوائری کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس انٹرنیشنل انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا میں موجود جارڈیا کے سفارت خانے کا نمبر دیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں''...... آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''نمبر نوٹ کریں سر''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر اسے ایک نمبر نوٹ کرا دیا گیا۔

''یہ تو سفارت خانے کے ایکس چینج کا نمبر ہے۔ مجھے فرسٹ سیکرٹری کا نمبر چاہئے میں ایکریمیا سے بگ ہاؤس کا چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ فرسٹ سیکرٹری کا نام بھی بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی بتاتی ہوں''...... آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد اسے پاکیشیا میں موجود جارڈیا کے سفارت خانے

کے فرسٹ سیکرٹری کا نام اور اس کا پرسنل نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ شاران سپیکنگ فرسٹ سیکرٹری فرام جارڈیا ایمبیسی"۔ رابطہ ملتے ہی ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا کے بگ ہاؤس سے چیف سیکرٹری کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے اپنی آواز بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس۔ فرمائیں"...... بگ ہاؤس کے چیف سیکرٹری کا سن کر جارڈیا کے فرسٹ سیکرٹری نے نرم لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاران۔ ہمارا ایک سپیشل ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہے۔ اس کا نام بلوچر ہے۔ بلوچر کو ایک خاص مقصد کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک آپ سے ملنے آ رہا ہے۔ آپ اس سے ملاقات کریں اور ایکریمی پریذیڈنٹ کا حکم ہے کہ آپ اس سے مکمل تعاون کریں۔ وہ آپ سے جو معلومات لینا چاہے آپ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے معلومات فراہم کریں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"معلومات۔ کیا مطلب۔ کیسی معلومات"...... فرسٹ سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب وہ آپ سے ملنے آئے گا تو وہ آپ کو ساری تفصیل بتا دے گا پھر وہ آپ سے جو بھی پوچھے آپ نے اسے صحیح صحیح جواب

دینا ہے۔ یہ پریذیڈنٹ آف ایکریمیا کا حکم ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر میں آپ کے ایجنٹ کے کسی کام آ سکا تو یہ میرے لئے خوش قسمتی کی بات ہو گی۔ کب آ رہا ہے وہ میرے پاس اور اس کی پہچان کیا ہو گی"...... فرسٹ سیکرٹری نے کہا۔

"اس کا نام بلوچر ہے۔ سمجھ لیں کہ وہ بگ ہاؤس کا نمائندہ ہے۔ تصدیق کے لئے آپ اس سے بگ ہاؤس کے چیف سیکرٹری۔ میرا مطلب ہے میرا نام پوچھ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس سے مکمل تعاون کروں گا اور جس حد تک ہو گا میں اس کی مدد بھی کرنے کو تیار ہوں"...... فرسٹ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"او کے۔ تھینک یو۔ میں ابھی اسے فون پر ہدایات دیتا ہوں تاکہ وہ جلد سے جلد آپ تک پہنچ جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ میں اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہوں۔ آپ مسٹر بلوچر کو میرے پاس یہیں بھیج دیں"...... فرسٹ سیکرٹری نے کہا۔

"او کے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ جارڈیا چونکہ ایک چھوٹا اور عام سا ملک تھا جس کا سارا دارومدار ایکریمی امداد سے چلتا تھا اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ فرسٹ سیکرٹری تصدیق کے لئے بگ ہاؤس فون کرنے کی جرأت نہیں

کرے گا اور اس کا کام بن جائے گا۔ ویسے بھی اس نے جس نمبر سے فون کیا تھا وہ سیٹلائٹ کنٹرولڈ تھا۔ اگر فرسٹ سیکرٹری کو تصدیق کرنی ہوتی تو وہ اسی نمبر پر کال کرتا۔ اس کے لئے ٹائیگر نے کچھ دیر انتظار کیا لیکن جب فرسٹ سیکرٹری شاران کی کوئی کال نہ آئی تو ٹائیگر مطمئن ہو کر کمرے سے نکل کر ہوٹل کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرشل پلازہ کی پارکنگ میں تھا جہاں اس کی ایک قیمتی اور جدید ماڈل کی نئی کار موجود تھی۔ یہ کار اس نے خصوصی استعمال کے لئے خرید کر رکھی ہوئی تھی۔ وہ کار پارکنگ سے نکال کر باہر لے آیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار میں سوار اس راستے کی طرف اُڑا جا رہا تھا جہاں غیر ملکی سفارت خانوں کے فرسٹ سیکرٹریز کی رہائش گاہیں تھیں۔ ٹائیگر کار لے کر جارڈیا کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی رہائش گاہ کے گیٹ کے پاس آ گیا۔ کار رکتے دیکھ کر گیٹ پر کھڑے گارڈز چونک پڑے۔ ایک گارڈ آگے آیا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ایک گارڈ کو دیا تو گارڈ کارڈ لے کر فوراً اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ساتھیوں سے کہہ کر ٹائیگر کے لئے عمارت کا گیٹ کھول دیا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں کار اندر لے گیا اور اس نے کار عمارت کے پورچ میں لے جا کر روک دی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔

اسے فوری طور پر عمارت کے ایک شاندار اور سجے سجائے سپیشل

سٹنگ روم میں پہنچا دیا گیا اور چند لمحوں کے بعد جارڈیا کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر شاران تیز تیز قدم اٹھائے سٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ رسمی سلام و دعا کے بعد ٹائیگر نے ان سے اصل موضوع پر بات کرنی شروع کر دی جس مقصد کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔

''آپ کو غالباً بگ ہاؤس سے چیف سیکرٹری کرنل ڈیوڈ نے بتا دیا ہو گا کہ میں آپ سے کس مقصد کے لئے ملنا چاہتا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ انہوں نے مجھ سے صرف اتنا کہا تھا کہ آپ مجھ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... فرسٹ سیکرٹری نے کہا۔

''مسٹر شاران۔ میں یہاں میجر شہاب سے ملنے آیا ہوں۔ کیا آپ مجھے ان سے ملا سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور میجر شہاب کا نام سن کر مسٹر شاران یوں اچھلے جیسے ان کے صوفے میں اچانک کئی ہزار وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

''میجر شہاب۔ کیا مطلب۔ کون میجر شہاب۔ آپ کس کی بات کر رہے ہیں''...... فرسٹ سیکرٹری شاران نے خود کو سنبھالتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہی میجر شہاب جو اس ملک کے سینئر سیاح ہیں اور جن کے مضامین پوری دنیا کے بڑے رسائل میں چھپتے رہتے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا تو فرسٹ سیکرٹری شاران کا رنگ بدل گیا۔

''لیکن جناب۔ ان کا ہم سے کیا تعلق۔ آپ مجھ سے ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں''...... فرسٹ سیکرٹری شاران نے خودکوحتی الوسع طور پر سنبھالتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں مسٹر شاران۔ میجر شہاب نے ایکریمیا کی بھی سیاحت کی ہے اور وہ سیاحت کرتے ہوئے ایکریمیا کی ریاست وان گو میں بھی گیا تھا۔ وہ وان گو کے ایک پہاڑی مقام پر پھنس گیا تھا اور بھوک پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ جس جگہ وہ بے ہوش ہوا تھا وہاں سے کچھ دور ایکریمیا کا ایک خفیہ اڈہ تھا۔ جہاں اسلحے کے بڑے ذخائر موجود تھے۔ اس اڈے کے محافظوں نے جب میجر شہاب کو ایک کھائی کے کنارے بے ہوش پڑے دیکھا تو ان کے دل میں میجر شہاب کے لئے ہمدردی جاگ اٹھی اور وہ ازراہ ہمدردی اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے اڈے پر لے گئے اور انہیں ہوش میں لا کر نہ صرف ان کا علاج کیا بلکہ انہیں وہاں تحفظ بھی دیا گیا لیکن میجر شہاب نے ان کی نیکی کا الٹا بدلہ دیا۔ اس نے جب وہاں ایکریمیا کا اسلحے کا بڑا ذخیرہ دیکھا تو اس نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے رات کے وقت اسلحے کے ڈپو میں گھس کر وہاں سے ایک ٹائم بم لے کر اسے آن کر دیا اور پھر اڈے کے محافظوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر وہاں سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایکریمیا کے اس خفیہ اڈے میں زبردست تباہی پھیل گئی تھی۔ ایکریمیا کا اسلحے کا بڑا ذخیرہ تباہ ہو گیا تھا اور میجر شہاب کی

ہمدردی کرنے والے افراد کے ساتھ وہاں موجود تقریباً دو سو افراد بے موت مارے گئے تھے۔ ان میں سے ایک گارڈ جس نے میجر شہاب کو سب سے پہلے بے ہوشی کی حالت میں دیکھا تھا اور جس کے کہنے پر میجر شہاب کو اڈے پر لے جایا گیا تھا وہ ایمرجنسی کال پر اڈے سے چلا گیا تھا۔ اڈے کی تباہی کے بعد اس نے جب میجر شہاب کے بارے میں بتایا تو ایکریمیا نے اس کی بڑے پیمانے پر تلاش شروع کر دی۔ کئی ایجنسیاں اسے تلاش کر رہی تھیں لیکن میجر شہاب وہ اڈہ تباہ کر کے فوری طور پر ایکریمیا سے نکل گیا تھا لیکن جاتے جاتے وہ وہاں پر اپنے کئی نشان چھوڑ گیا تھا۔

ایکریمی ایجنسیاں اس کی تلاش میں پاکیشیا بھی آئی تھیں لیکن یہاں آتے ہی میجر شہاب روپوش ہو گیا تھا۔ کوشش کے باوجود ایکریمی ایجنسیاں اس کا کوئی سراغ نہیں لگا سکی تھیں۔ ہمارے ایجنٹ بدستور اس کی تلاش میں تھے۔ ہم تمام سفارت خانوں کی بھی نگرانی کر رہے تھے تاکہ میجر شہاب کسی بھی میک اپ میں کسی ملک کا ویزہ حاصل کرنے کے لئے آئے تو وہ انہیں پکڑ سکیں۔ کل رات ہمارے ایک آدمی نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ میجر شہاب کو ایک مرد اور ایک عورت بے ہوش کر کے آپ کے سفارت خانے میں لے گئے تھے اور پھر جب وہ واپس آئے تھے تو ان کے ساتھ میجر شہاب نہیں تھا۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ وہ دونوں میجر شہاب کو آپ کے سفارت خانے میں پہنچانے کے لئے آئے تھے''۔

ٹائیگر نے بڑے متانت بھرے لہجے میں کہا۔

''میجر شہاب۔ میں نے ان کا نام ضرور سنا ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ آپ کے ساتھی نے آپ کو یہ رپورٹ غلط دی ہے کہ میجر شہاب کو جارڈیا کے سفارت خانے میں لایا گیا ہے''...... فرسٹ سیکرٹری نے بھی متانت سے کہا۔

''میرے پاس ایسے بہت سے ثبوت ہیں جناب فرسٹ سیکرٹری صاحب کہ میجر شہاب کو سفارت خانے میں ہی لایا گیا ہے۔ آپ اس بات سے انکار کیسے کر سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ جب میں نے کہہ دیا کہ میرے سفارت خانے میں کسی میجر شہاب کو نہیں لایا گیا تو آپ مجھ پر دباؤ کیسے ڈال سکتے ہیں۔ سوری۔ میں اس سے زیادہ آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں''...... فرسٹ سیکرٹری نے ہتھے سے اکھڑتے ہوئے اور ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوکے۔ اگر آپ اس بات سے انکار کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اوکے مجھے اجازت دیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے فرسٹ سیکرٹری سے ہاتھ ملانے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر فرسٹ سیکرٹری کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے اور اس نے ٹائیگر سے ہاتھ ملانے کے

لئے ہاتھ بڑھایا تو یک لخت ٹائیگر کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا زور دار مکا پوری قوت سے فرسٹ سیکرٹری کی کنپٹی پر پڑا۔ فرسٹ سیکرٹری اچھل کر صوفے پر گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اٹھتا ٹائیگر کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار فرسٹ سیکرٹری منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

فرسٹ سیکرٹری کو بے ہوش کرتے ہی ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے اسے لاک لگایا اور واپس فرسٹ سیکرٹری کی طرف آیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکل سکتا تو اس نے انگلیاں ٹیڑھی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس نے جیب سے رسی کا ایک بنڈل نکالا جو وہ اسی مقصد کے لئے ساتھ لایا تھا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے اور اس نے فرسٹ سیکرٹری کو رسی سے بری طرح سے جکڑ دیا۔ اس نے یہ پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ اسے جس روم میں بٹھایا گیا تھا وہ ساؤنڈ پروف تھا۔

ٹائیگر ابھی فرسٹ سیکرٹری کو جکڑ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے فرسٹ سیکرٹری کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے چونک کر اس کی جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سکرین پر ٹراس کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ ٹائیگر نے کچھ سوچ کر بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس''...... ٹائیگر نے محتاط انداز میں فرسٹ سیکرٹری کی آواز کی

نقل کرتے ہوئے کہا۔

''غضب ہوگیا جناب۔ طیارے سے تابوت اتار لیا گیا ہے اور مسٹر راک فیلڈ اور سینڈرا کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''کیسے ہوا یہ سب کچھ۔ تفصیل بتاؤ''...... ٹائیگر نے فرسٹ سیکرٹری شاران کے انداز میں انتہائی سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ٹراس طیارے سے تابوت اتارنے اور راک فیلڈ اور سینڈرا کی گرفتاری کے تفصیل بتانا شروع ہوگیا۔ اس نے راک فیلڈ اور سینڈرا کے فرار ہونے کا بھی بتا دیا۔

''ہونہہ۔ راک فیلڈ اور سینڈرا اب کہاں ہیں''...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''راک فیلڈ کی ابھی تھوڑی دیر قبل مجھے کال آئی تھی۔ اس نے مجھے یہ پتہ کرانے کے لئے کہا کہ میجر شہاب کو ایئر پورٹ سے کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس کے پاس اپنا کوئی نمبر نہیں ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً مجھے کال کرتا رہے گا''...... ٹراس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... ٹائیگر نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

''میں ایئر پورٹ کی طرف جا رہا ہوں جناب تاکہ پتہ کر سکوں

کہ میجر شہاب کو وہاں سے نکال کر کہاں لے جایا گیا ہے''۔ ٹراس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پتہ کرو اگر اس کا پتہ چل جائے تو مجھے بھی بتا دینا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر''...... ٹراس نے کہا تو ٹائیگر نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات تھے۔ یہ سن کر اسے اطمینان ہوگیا تھا کہ راک فیلڈ اور سینڈرا، میجر شہاب کو تابوت میں بند کر کے وہاں سے نکل جانا چاہتے تھے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے اور عمران نے بروقت اعلیٰ افسران سے کارروائی کرا کے نہ صرف جہاز سے میجر شہاب کا تابوت اتروا لیا تھا بلکہ ان دونوں کو بھی گرفتار کرا دیا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ وہ دونوں سوپر فیاض اور اس کی فورس کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

ٹائیگر، فرسٹ سیکرٹری شاران پر تشدد کر کے میجر شہاب کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ اب اسے میجر شہاب کا پتہ چل گیا تھا اس لئے اب اسے فرسٹ سیکرٹری سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اس نے فرسٹ سیکرٹری کو وہیں چھوڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے احتیاط سے دروازہ کھولا تو باہر دو مسلح دربان کھڑے تھے۔

''صاحب۔ ایکریمین صدر سے فون پر بات کر رہے ہیں۔

جب تک وہ خود باہر نہ آئیں انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے''...... ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں قدم اٹھاتا ہوا پورچ کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں اس نے اپنی کار پارک کی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کار میں جارڈیا کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی رہائش گاہ سے نکلا جا رہا تھا۔

راک فیلڈ، سینڈرا کے ساتھ ریڈ کلب کے ہال میں داخل ہوا اور دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سامنے موجود کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

''یس پلیز''...... کاؤنٹر پر کھڑے ایک نوجوان نے چونک کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے رام پال سے ملنا ہے۔ ابھی''...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ باس تو ابھی نہیں آئے ہیں۔ وہ تو اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہوں گے''...... نوجوان نے کہا۔

''اسے فون کر کے کہو کہ اس سے راک فیلڈ ملنے آیا ہے۔ میرا نام سنتے ہی وہ یہاں سر کے بل دوڑا آئے گا''...... راک فیلڈ نے کہا تو راک فیلڈ کا نام سنتے ہی نوجوان کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیل گئے۔

''اوہ۔ آپ۔ یس سر۔ یس سر۔ میں ابھی باس کو کال کرتا ہوں''...... نوجوان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور اس سے رام پال کو کال کرنا شروع ہو گیا۔

''باس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... نوجوان نے چند لمحے بات کرنے کے بعد سیل فون راک فیلڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ نے اس سے سیل فون لے کر کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ راک فیلڈ بول رہا ہوں''...... راک فیلڈ نے آہستہ مگر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ۔ جناب میں رام پال بول رہا ہوں۔ مجھے آپ کے متعلق اطلاع مل چکی ہے۔ حکم جناب۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں''...... دوسری طرف سے رام پال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ راک فیلڈ نے نوجوان کی طرف دیکھا جس کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ راک فیلڈ سائیڈ پر آ گیا تاکہ نوجوان اس کی باتیں نہ سن سکے۔

''جس نے میری تم سے بات کرائی ہے اس کا نام کیا ہے''۔ راک فیلڈ نے پوچھا۔

''اس کا نام گریگ ہے جناب''...... رام پال نے کہا۔

''اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ وہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے اور میرے خاص آدمیوں میں شامل ہے۔ اسی لئے تو میں نے اسے آپ کا نام بتا کر حکم دیا تھا کہ آپ جیسے ہی کلب میں آئیں وہ مجھے بتا دے''...... رام پال نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ مجھے فوری طور پر ایک رہائش گاہ چاہئے۔ ایسی رہائش گاہ جو سیف ہو اور میرے اور تمہارے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہو''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر''...... رام پال نے کہا۔

''اس کے علاوہ۔ کار کرنسی اور میرے مطلب کا سامان۔ سمجھ گئے تم''...... راک فیلڈ نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں اور اب آپ میری بات دھیان سے سنیں۔ آپ کلب کی پارکنگ میں جائیں وہاں سرخ رنگ کی کلٹس کار موجود ہے۔ کلٹس لے کر آپ وارث کالونی کی طرف چلے جائیں۔ میں آپ کو وارث کالونی کا راستہ سمجھا دیتا ہوں وہاں پہنچنے میں آپ کو کوئی دقت نہیں ہو گی۔ اس کالونی کے ایف بلاک میں کوٹھی نمبر نو سو کے باہر فار رینٹ کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ آپ وہاں چلے جائیں۔ گیٹ پر نمبروں والا لاک لگا ہوا ہے اس رہائش گاہ کے بارے میں سوائے میرے کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔ وہاں آپ کی ضرورت کا سارا سامان موجود ہے''...... رام پال نے کہا اور پھر وہ راک فیلڈ کو وارث کالونی کا ایڈریس سمجھانے لگا اور آخر میں لاک

کا کوڈ بتا دیا۔
''اس بات کا دھیان رہے کہ میرے اور میری منگیتر کے بار
میں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہئے''...... راک فیلڈ نے کہا۔
''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ہر بات راز میں رکھو
گا''...... رام پال نے کہا۔
''میں تمہیں اپنا کوڈ نیم بتا دیتا ہوں تم مجھے اسی سے یاد ر
گے۔ میرا کوڈ نیم ہو گا برائٹ''...... راک فیلڈ نے کہا۔
''یس سر۔ ٹھیک ہے۔ یہ مناسب رہے گا۔ اس نام سے آ
کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں گا''...... رام پال نے کہا۔
''او کے۔ اب میں وہاں پہنچ رہا ہوں پھر تم سے بات کر
گا''...... راک فیلڈ نے کہا۔
''یس سر۔ ٹھیک ہے سر''...... رام پال نے کہا تو راک فیلڈ
فون آف کر دیا۔ وہ سیل فون لے کر کاؤنٹر مین کے پاس گیا۔
''تمہارا نام گریگ ہے''...... راک فیلڈ نے اسے تیز نظر
سے گھورتے ہوئے کہا۔
''یس سر''...... گریگ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔
''سنو۔ اگر کسی کو میری یہاں آمد کا پتہ چلا تو میں تمہار
ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... راک فیلڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں
تو نوجوان کے چہرے پر خوف کے سائے لہرانے لگے۔
''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتا

گا''...... گریگ نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور راک فیلڈ نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سینڈرا کو اشارہ کیا جو اس دوران
ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔
دونوں کلب کی پارکنگ میں گئے اور وہاں سے کلٹس نکال کر
وارث کالونی کی طرف روانہ ہو گئے۔
''کون ہے وہ آدمی جس سے تم فون پر بات کر رہے تھے''۔
سینڈرا نے پوچھا۔
''اس کا نام رام پال ہے۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے لیکن
وہ یہاں ہمارے لئے کام کرتا ہے۔ باس نے اسے ہماری آمد کا بتا
دیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ ہمارے کام آ سکے''...... راک فیلڈ
نے کہا۔
''کیا وہ بھروسے کا آدمی ہے''...... سینڈرا نے پوچھا۔
''اگر وہ بھروسے کا آدمی نہ ہوتا تو باس ہمیں اس کا پتہ نہ
بتاتا''...... راک فیلڈ نے منہ بنا کر کہا تو سینڈرا اسے منہ بناتے
دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ راک فیلڈ اس وقت غصے میں
ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد الجھا ہوا بھی ہے۔ ظاہر ہے مکمل
کامیابی حاصل کر لینے کے بعد عین آخری لمحات میں ناکامی کا سامنا
کرنے پر کسی پر کیا گزر سکتی ہے اس کا اندازہ راک فیلڈ کی شکل
دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا تھا۔
''میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ آخر وہ آدمی کون تھا جو جہاز

میں میجر شہاب کی محافظ سیاہ فام لڑکی کو اپنے ساتھ لایا تھا''۔ سینڈرا نے کہا۔

''وہ علی عمران تھا''...... راک فیلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو سینڈرا بری طرح سے چونک پڑی۔

''علی عمران۔ تمہارا مطلب ہے وہ علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... سینڈرا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... راک فیلڈ نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگ چکی ہے''...... سینڈرا نے بھی جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ورنہ عمران اس طرح اچانک عین آخری لمحات میں جہاز میں کیسے آ سکتا تھا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''لیکن اسے ہماری آمد کا کیسے علم ہوا تھا اور اسے کیسے پتہ چل گیا کہ ہم میجر شہاب کو اغوا کر کے ایک تابوت میں بند کر کے لے جا رہے ہیں''...... سینڈرا نے کہا۔

''وہ بے حد چالاک اور ذہین آدمی ہے سینڈرا۔ باس نے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف پاکیشیا میں ہونے والے کسی بھی جرم کی بو سونگھ لیتا ہے۔ مونا لیزا نامی سیاہ فام لڑکی جس طرح عمران کے ساتھ دکھائی دے رہی تھی اس سے مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے عمران اسے نہیں بلکہ وہ عمران کو ہم تک لائی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے میجر شہاب پر اٹیک کیا تھا تو وہ ہوش میں ہی ہو اور

جب ہم میجر شہاب کو لے جا رہے ہوں تو اس نے ہمارا تعاقب کیا ہو اور اسے پتہ چل گیا ہو کہ ہم میجر شہاب کو کہاں لے گئے ہیں۔ اس کے بعد یقینی طور پر وہ عمران کے پاس گئی ہو گی اور اس نے عمران کو ہمارے بارے میں اور میجر شہاب کے اغوا کے بارے میں بتا دیا ہو گا۔ جب میں میجر شہاب سے ملا تھا تو وہ بھی عمران کی بے حد تعریف کر رہا تھا۔ عمران کو جب میجر شہاب کے اغوا ہونے کا علم ہوا تو اس نے فوراً معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم اسے لے کر جہاز میں سوار ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کا جہاز رکوانا، طیارے سے تابوت نکلوانا اور ہمیں گرفتار کرانے کی کوشش کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو ہمارے منہ کا نوالہ علی عمران نے چھینا ہے''۔ سینڈرا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں اور اب ہم بھی اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہم عمران سے میجر شہاب کو چھین کر نہیں لے جاتے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔ اس کے لہجے میں ٹھوس چٹانوں کی سی سختی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ وارث کالونی کی اس رہائش گاہ میں تھے جس کے بارے میں راک فیلڈ کو رام پال نے بتایا تھا۔ رہائش گاہ نئی اور جدید طرز کی تھی جہاں ان کے مطلب کا سارا سامان موجود تھا۔ جس میں اسلحہ، ایک نئی چار سلنڈر والی طاقتور کار، کھانے کے پیک اور کرنسی بھی تھی۔ وارڈ روب میں ان دونوں کے لئے نئے لباس،

میک اپ کا سامان بھی موجود تھا۔

”اب کیا پروگرام ہے“...... سینڈرا نے ڈرائنگ روم کے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے راک فیلڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ ہم یہاں سے ہر حال میں میجر شہاب کو لے جائیں گے چاہے ہمیں اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے ٹکرانا ہی کیوں نہ پڑے“...... راک فیلڈ نے سخت اور انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راک فیلڈ اور سینڈرا چونک پڑے۔

”کس کا فون ہو سکتا ہے“...... سینڈرا نے متوحش لہجے میں پوچھا۔

”رام پال کے سوا اور کون کال کر سکتا ہے یہاں“...... راک فیلڈ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... راک فیلڈ نے محتاط انداز میں آواز بدل کر کہا۔

”رام پال بول رہا ہوں مسٹر برائٹ“...... دوسری طرف سے رام پال کی آواز سنائی دی تو راک فیلڈ کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

”کیوں فون کیا ہے“...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”آپ کو ایک اطلاع دینی ہے“...... رام پال نے کہا۔

”کیسی اطلاع“...... راک فیلڈ نے چونک کر کہا۔

”پہلے آپ ٹیلی فون سیٹ کا نمبر فور بٹن پریس کریں جناب۔

اس نمبر کے پریس ہونے سے یہ فون محفوظ ہو جائے گا“...... رام پال نے کہا تو راک فیلڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون کا چار نمبر پریس کر دیا۔ نمبر پریس ہوتے ہی رسیور سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو ایک لمحے کے لئے راک فیلڈ نے رسیور کان سے ہٹا لیا۔

”یس ہو گیا ہے فون محفوظ۔ اب بولو“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”جارڈیا کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر شاران کی رہائش گاہ میں ایک آدمی گھس آیا تھا جناب۔ اس آدمی نے ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا اور اس نے خود کو ایکریمین ایجنٹ ظاہر کرتے ہوئے مسٹر شاران سے بات کرنے کی کوشش کی تھی اور پھر اس نے مسٹر شاران کو ایک مخصوص کمرے میں بے ہوش کر کے باندھ دیا تھا۔ اس آدمی کے بارے میں، میں نے انکوائری کرائی ہے۔ وہ مسٹر شاران سے میجر شہاب کے بارے میں معلومات لینے آیا تھا۔ میں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس آدمی کا پتہ کرایا ہے۔ اس کا نام ٹائیگر ہے اور وہ انڈر ورلڈ کا نامی بدمعاش ہے۔ آپ نے شانگو کلب کے مالک شانگو سے میجر شہاب کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اسے میجر شہاب کے بارے میں ٹائیگر نے ہی بتایا تھا اور آپ کے لئے یہ بات انتہائی دلچسپ ہو گی کہ ٹائیگر اصل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے اور وہ اسی کے کہنے پر انڈر ورلڈ میں گھسا ہوا ہے تاکہ انڈر ورلڈ میں ہونے والے جرائم کے بارے میں وہ عمران کو معلومات حاصل کر کے دیتا

رہے''...... رام پال نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کام کا آدمی ہے اگر وہ ہمارے قابو میں آ جائے تو وہ ہمیں بتا سکتا ہے کہ علی عمران، میجر شہاب کو کہاں لے گیا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ میں اس کا ٹھکانہ جانتا ہوں۔ وہ واقعی اس معاملے میں آپ کے لئے بے حد کارآمد ثابت ہو سکتا ہے لیکن اسے ڈیل کیسے کرنا ہے یہ سوچنا آپ کا کام ہے۔ وہ اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا انسان نہیں ہے''...... رام پال نے کہا۔

''اونٹوں کو نکیل کیسے ڈالی جاتی ہے میں اس ہنر سے بخوبی آگاہ ہوں۔ تم مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا''۔ راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر''...... رام پال نے کہا اور پھر اس نے راک فیلڈ کو ٹائیگر کے ایک مخصوص ٹھکانے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''شکریہ۔ مزید کسی کام کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بتا دوں گا''...... راک فیلڈ نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تو اب تم عمران کے شاگرد کو قابو کرنے کا سوچ رہے ہو''۔ سینڈرا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ رام پال سے باتیں کرتے ہوئے چونکہ راک فیلڈ نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے سینڈرا نے ان دونوں کی باتیں سن لی تھیں۔

''ہاں۔ ہمارے پاس ٹائیگر کا ہی کلیو ہے جس کے ذریعے ہم میجر شہاب تک پہنچ سکتے ہیں''...... راک فیلڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ رام پال بتا رہا تھا کہ وہ عمران کا شاگرد ہے۔ سنا ہے کہ پاکیشیا میں استاد سے زیادہ شاگرد تیز ہوتا ہے''...... سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں راک فیلڈ ہوں اور راک فیلڈ سے ٹکرانے والا پاش پاش ہو جاتا ہے چاہے وہ استاد ہو یا شاگرد''...... راک فیلڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم یہیں ریسٹ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ عمران کے شاگرد ٹائیگر میں کتنی جان ہے۔ وہ سچ مچ کا ٹائیگر ہے یا پھر سرکس کا ٹائیگر جسے رنگ ماسٹر اپنے اشاروں پر نچاتا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''تمہارے سامنے تو اس کی حیثیت سرکس کے ٹائیگر کی ہی ہو جائے گی''...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے رہائش گاہ سے ضرورت کا کچھ سامان لیا اور پورچ سے دوسری کار لے کر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ رام پال نے اسے ٹائیگر کے جس ٹھکانے کا پتہ بتایا تھا وہ ایک ہوٹل تھا۔ ہوٹل کا نام وائٹ فلاور تھا اور ٹائیگر اس ہوٹل کی تیسری منزل کے روم نمبر ایک سو دس میں رہتا تھا۔ رام پال کے کہنے کے مطابق

ٹائیگر نے زیر زمین دنیا میں اپنا نام سنیک رکھا ہوا تھا اور وہ اس ہوٹل میں سنیک نام سے ہی رہتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں راک فیلڈ وائٹ فلاور ہوٹل میں ٹائیگر کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔ وہ جس راہداری میں کھڑا تھا وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ راک فیلڈ نے کمرے کے دروازے سے کان لگا کر اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کی لیکن اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی جس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر اندر موجود نہیں ہے۔ راک فیلڈ نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا لیکن دروازہ لاک تھا۔ راک فیلڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ماسٹر کی نکالی اور اس نے ماسٹر کی، کی مدد سے لاک کھولا اور جیب سے ریوالور نکال کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا تاکہ اگر ٹائیگر اندر ہو تو اس کا پتہ چل سکے لیکن اندر کوئی نہیں تھا۔ راک فیلڈ خرگوش کی طرح چلتا ہوا اندر گیا اور پھر اس نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن لاکھ کوشش کے باوجود اسے وہاں ایسا کوئی کلیو نہیں مل سکا جو اس کے کام آسکا ہو البتہ یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی کہ ٹائیگر کے ساتھ والا روم بھی اس کے روم کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ شاید ٹائیگر نے دو کمرے ایک ساتھ لے رکھے تھے۔ دوسرے کمرے کا دروازہ لاک نہیں تھا۔ راک فیلڈ نے اس کمرے کی بھی تلاشی لی اور پھر مایوس ہو گیا۔ ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اسے دوسرے

کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ راک فیلڈ یہ آواز سن کر ہوشیار ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر آ گیا ہے اس نے احتیاطاً کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر لاک کر دیا تھا۔

دروازہ کھلا اور پھر کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو راک فیلڈ انتہائی محتاط انداز میں کمرے کے دروازے کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ چند لمحوں کے بعد اسے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دوسرے کمرے میں موجود ٹائیگر کسی کو فون کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''ہیلو۔ سلیمان میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... اسی لمحے اسے ایک تیز آواز سنائی دی۔ راک فیلڈ کے کان بے حد تیز تھے اس نے چونکہ اپنی پوری توجہ دوسرے کمرے کی طرف مبذول کر رکھی تھی اس لئے اسے سیل فون کے سپیکر سے سلیمان کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی جسے ٹائیگر نے کال کی تھی۔ گو آواز بے حد مدہم تھی لیکن راک فیلڈ اس آواز کو بخوبی سن رہا تھا۔

''جی ٹائیگر صاحب فرمائیں''...... سلیمان نامی شخص کی اسے آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب ہیں تو میری ان سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''صاحب تو نہیں ہیں۔ کافی دیر پہلے ایک سیاہ فام لڑکی آئی تھی وہ ان کے ساتھ کہیں گئے ہیں اور ابھی تک نہیں لوٹے ہیں''۔

سلیمان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جب وہ آئیں تو انہیں کہنا کہ وہ مجھے پوائنٹ ف
پر کال کر لیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا''......سلیمان نے کہا اور پھر چ
لمحوں کی خاموشی کے بعد راک فیلڈ نے فون سے آنے والی ایک
اور آواز سنی۔ اس آواز کو سن کر راک فیلڈ کے کان کھڑے ہو گئے
ٹائیگر نے سلیمان سے بات کرنے کے بعد کہیں اور کال کی تھی۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں
گیا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں جناب''...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبا
لہجے میں کہا تو راک فیلڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''لیس ٹائیگر بولو۔ کس لئے فون کیا ہے''......ایکسٹو نے غراہ
بھرے لہجے میں کہا۔

''میں باس سے بات کرنا چاہتا ہوں جناب۔ اگر وہ آپ کے
پاس ہیں تو میری ان سے بات کرا دیں''..... ٹائیگر نے اسی اندا
میں کہا۔

''عمران یہاں نہیں ہے''......ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ان کے لئے میرا ایک پیغام نوٹ کر لیں''
ٹائیگر نے کہا۔

''بولو۔ کیا پیغام ہے''......ایکسٹو نے کہا۔

''میں نے جارڈیا کے سفارت خانے میں جا کر میجر شہاب کے
ے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں جا کر
، پتہ چلا کہ راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی میجر شہاب کو ایک
ت میں بند کر کے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے۔ عمران صاحب
، وہاں کارروائی کرتے ہوئے جہاز سے تابوت اتروا لیا تھا اور
ب فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی کو بھی گرفتار کرا لیا تھا لیکن راک
ر اور اس کی ساتھی لڑکی گرفتار کرنے والوں کو چکمہ دے کر بھاگ
، تھے۔ اب میں ان کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ اگر عمران
حب مجھے کوئی ہدایات دینا چاہیں تو وہ مجھے کال کر لیں''۔ ٹائیگر
کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارا پیغام عمران تک پہنچ جائے گا اور کوئی
ت''......ایکسٹو کی اسی طرح کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''نہیں بس اتنا ہی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے''......ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے رابطہ ختم
دیا۔ ٹائیگر کو ایکسٹو سے بات کرتے سن کر راک فیلڈ کے
ے پر رنگ سے بکھر گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں چمک آ
تھی۔ ٹائیگر کی باتوں سے راک فیلڈ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ
ن کے بہت قریب ہے اور اگر وہ کسی طریقے سے ٹائیگر کو اپنے
میں کر لے تو وہ اس کے ذریعے نہ صرف عمران بلکہ میجر شہاب
بھی پہنچ سکتا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے ٹائیگر سے نپٹنے اور اسے

اپنے قابو میں کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی لمحے اسے ایسی آواز
سنائی دیں جیسے ٹائیگر غسل کرنے اور لباس بدلنے کے لئے کمر
سے ملحق واش روم میں چلا گیا ہو۔ راک فیلڈ کے لئے موقع ا
تھا۔ اس نے انتہائی احتیاط سے دروازے کا ہینڈل پکڑا اور ا
گھمانے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور راک فیلڈ
یوں محسوس ہوا جیسے اس سے کوئی دیو ٹکرا گیا ہو جس نے اسے ا
کر پوری قوت سے پیچھے اچھال دیا ہو۔ اس سے پہلے کہ راک ف
پیچھے دیوار سے ٹکراتا اس نے الٹی قلابازی کھائی اور وہ دیوار
ٹکرانے کی بجائے یکلخت گھوم کر دیوار کے پاس پیروں کے بل ک
ہو گیا۔ اس نے سامنے دیکھا تو اسے دروازے پر ایک کسرتی
مضبوط جسم کا مالک نوجوان کھڑا دکھائی دیا جو اسے تیز نظروں
گھور رہا تھا۔ اسے دیکھ کر راک فیلڈ ایک طویل سانس لے کر
گیا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ ٹائیگر نہانے کے لئے واش روم میں
ہے لیکن ٹائیگر نے شاید اس کمرے میں اس کی موجودگی محسوس کر
تھی اس لئے وہ دبے پاؤں دروازے کے پاس آیا تھا اور پھر
نے پوری قوت سے دروازے کو لات مار دی تھی۔ لات مار
سے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تھا اور یہ دروازے کی ہی ضر
تھی جس نے راک فیلڈ کو ہوا میں اچھال دیا تھا اور اس کی کارکر
پر راک فیلڈ اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

عمران، مونا لیزا کو لے کر سپیشل ہسپتال پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ
شہاب کو ہوش آ چکا تھا اور وہ اب بہتر حالت میں تھے۔ عمران
سب سے پہلے مونا لیزا کی بینڈیج کرائی جس کے زخموں سے
تو نہیں رس رہا تھا لیکن بہرحال اسے علاج کی ضرورت تھی۔
یج کرانے کے بعد عمران اسے لے کر میجر شہاب کے کمرے
آ گیا۔ میجر شہاب کو دیکھ کر مونا لیزا کی خوشی کی انتہا نہ رہی
۔ وہ ایک بار پھر پاگلوں کی طرح میجر شہاب سے چمٹ گئی تھی
یجر شہاب نے بھی اسے گلے لگا کر محبت بھرے انداز میں اس
کر تھپکنی شروع کر دی جیسے باپ کسی بچے کو گلے لگا کر پیار سے
ا ہے۔

"واہ واہ۔ اسے کہتے ہیں باپ بیٹی کا حقیقی پیار"...... عمران نے
اتے ہوئے کہا تو میجر شہاب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا
اس نے مونا لیزا کو خود سے الگ کر دیا۔ مونا لیزا کو دیکھ کر وہ

اس قدر خوش تھے کہ ان کی عمران پر نظر ہی نہیں پڑی تھی۔

''اوہ۔ آپ۔ سوری میں واقعی اپنی بیٹی کے پیار میں کھو
تھا''...... میجر شہاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو اچانک مونا لیزا ا
زبان میں میجر شہاب کو کچھ بتانا شروع ہو گئی۔ وہ اس تیزی
بول رہی تھی جیسے اس کے منہ میں ٹیپ ریکارڈر فٹ ہو گیا ہو۔

''خدا کی پناہ۔ میں تو سمجھتا تھا کہ دنیا میں نان سٹاپ بولنے
آلہ ٹیپ ریکارڈر ہوتا ہے لیکن مونا لیزا نے تو بولنے میں
ریکارڈر کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہے''...... عمران نے کہا تو میجر شہ
بے اختیار مسکرا دیا۔

''یہ مجھے آپ کے بارے میں بتا رہی ہے عمران صاحب
آپ نے کس طرح میری مدد کی تھی اور مجھے کس طرح غیر ملک
جانے سے بچایا تھا۔ آپ نے میرے لئے اتنا کچھ کیا اس کے
میں آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں''...... میجر شہاب
کہا۔

''اسی زبان سے کر دیں جو آپ کے منہ میں ہے۔ اگر
نے شکریہ ادا کرنے کے لئے مونا لیزا سے کہا تو پھر مجھے ا
باتیں سمجھنے کے لئے اپنے عالم فاضل ملازم جناب سلیمان پاشا
بلانا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب ہنسنے لگے۔

''پھر بھی آپ نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے اس کے
بہت بہت شکریہ''...... میجر شہاب نے کہا۔

''تو پھر میری طرف سے اس شکریہ کا شکریہ''...... عمران نے کہا
تو میجر شہاب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''یہ تو میں نے دیکھ لیا ہے کہ مونا لیزا بے حد ذہین اور بہادر
لڑکی ہے۔ اس جیسی ذہین اور بہادر لڑکیاں بہت کم ہوتی ہیں لیکن
میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ یہ میرے فلیٹ تک کیسے
پہنچ گئی تھی۔ کیا اسے آپ نے میرے فلیٹ کا پتہ بتایا تھا''۔ عمران
نے پوچھا۔

''ہاں۔ جب تم پہلی بار آئے تھے تو تم نے مجھے پتہ بتایا تو میں
نے مونا لیزا کو یہ پتہ یاد رکھنے کا کہا تھا اور میرے پاس ایک نقشہ
ہے۔ میں مونا لیزا کو جہاں بھی بھیجتا ہوں وہاں کا نقشہ دکھا دیتا
ہوں تو یہ آسانی سے وہاں پہنچ جاتی ہے''...... میجر شہاب نے کہا تو
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''واقعی اس کی ذہانت کو ماننا پڑے گا اور مجھے آپ کے بلیک
پرنس اور لی کی ہلاکت پر بے حد دکھ ہے''...... عمران نے کہا اور
بلیک پرنس اور لی کی ہلاکت کا خیال آتے ہی میجر شہاب کے
چہرے پر غم اور دکھ کے سائے لہرانا شروع ہو گئے۔

''ان ظالموں نے میرے دو بچوں کو ہلاک کر کے مجھ پر ظلم کیا
ہے۔ بہت بڑا ظلم''...... میجر شہاب نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔
ان کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے تھے۔ انہیں روتا دیکھ کر مونا لیزا
کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

''حوصلہ رکھیں میجر صاحب۔ ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ شاید ان دونوں کا وقت پورا ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے آنسو صاف کرنے لگے۔

''مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ مجرم آپ کو اغوا کر کے لے جانے میں ناکام رہے ہیں۔ نجانے وہ آپ کو جارڈیا کیوں لے جانا چاہتے تھے اور وہاں لے جا کر آپ سے وہ نجانے کیا سلوک کرتے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب اس دھات کی وجہ سے ہو رہا ہے''...... میجر شہاب نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''دھات۔ کون سی دھات۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے عمران بیٹے۔ اس خزانے کے لئے ہی مجھے پوری دنیا کے ایجنٹ ڈھونڈ رہے ہیں اور سچ پوچھو تو میں ان ایجنٹوں سے ہی بچنے کے لئے اس ویران علاقے میں چھپا ہوا تھا۔ اگر تم راک فیلڈ کو میرا پتہ نہ بتاتے تو وہ مجھ تک کبھی نہیں پہنچ سکتا تھا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''میں پتہ نہ بتاتا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ سے کس نے کہا ہے کہ آپ کا پتہ راک فیلڈ کو میں نے بتایا تھا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''راک فیلڈ نے تمہارا ہی نام لیا تھا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نہ وہ کبھی مجھ سے ملا ہے۔اور نہ ہی میں اسے جانتا ہوں۔ اس نے شاید آپ تک پہنچنے کے لئے میرا نام استعمال کیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ تم نیک انسان ہو۔ مجھے بھی اس بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ تم جیسا نیک طبیعت کا شخص میرے بارے میں اس جیسے خطرناک اور طاقتور ایجنٹ کو کچھ بتا سکتا ہے''۔ میجر شہاب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آخر یہ سب ماجرا ہے کیا۔ کیا آپ مجھے کچھ بتانا پسند کریں گے''...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو میجر شہاب نے اسے بلیک کرستان کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ اب سمجھا۔ تو یہ معاملہ ہے۔ بلیک کرستان کی نشاندہی کے لئے آپ کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اب آپ کیا کریں گے۔ جب تک یہ راز آپ کے پاس ہے اس وقت تک تو غیر ملکی ایجنٹ اور مجرم تنظیمیں آپ کے پیچھے لگی رہیں گی''...... عمران نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''تم میرا ایک کام کرو گے بیٹا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''سر کی مالش کے علاوہ آپ جو کہیں گے میں کرنے کے لئے

تیار ہوں''...... عمران نے مسکرا کر مخصوص لہجے میں کہا تو میجر شہاب چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر جیسے ہی انہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھ آیا وہ بے اختیار ہنسنا شروع ہو گئے۔

''بے فکر رہو۔ نہیں کراؤں گا میں تم سے اپنے سر کی مالش۔ بس تم میرا ایک کام کر دو تو میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''صرف ایک کام کی حد تک ٹھیک ہے۔ بتائیں کیا کرنا ہے مجھے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو میجر شہاب ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

''مونا لیزا نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے بڑے بڑے پولیس افسروں سے رابطے ہیں اور تم نے اس کے سامنے فون کر کے مجھے بچانے کے لئے اعلیٰ افسروں کو ایئر پورٹ بلایا تھا۔ کیا تم مجھے کسی ایسے ذمہ دار سرکاری افسر کے پاس لے جا سکتے ہو جسے میں بلیک کرسٹان کا راز بتا سکوں حالانکہ میں نے سوچا تھا کہ میں اس راز کو ہمیشہ اپنے سینے میں رکھوں گا اور مرتے دم تک یہ راز افشاء نہیں کروں گا لیکن اب حالات بدلے ہوئے ہیں۔ مجرم مجھ تک پہنچ چکے ہیں اور وہ مجھے یہاں سے اغوا کر کے لے جانے کی پھر سے کوشش کر سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے مجھے کوئی اغوا کر کے لے جائے میں وہ راز پاکیشیا کی کسی معتبر شخصیت کو بتا دوں تاکہ ناگا کے جنگلوں سے بلیک کرسٹان حاصل کیا جا سکے۔ اگر

پاکیشیا کو بلیک کرسٹان مل گیا تو پاکیشیا کی قسمت بدل جائے گی اور پاکیشیا پوری دنیا کے ایٹمی حملوں سے محفوظ ہو کر انتہائی دفاعی پوزیشن میں آ جائے گا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''ویری گڈ۔ تو پھر آپ مجھے اس نقشے کا بتا دیں جس میں آپ نے ناگا جنگل کے اس مقام پر نشان لگا رکھے ہیں جہاں بلیک کرسٹان وافر مقدار میں موجود ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شہاب بری طرح سے اچھل پڑا۔

''نقشہ۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرے پاس ناگا جنگل کا اپنا بنایا ہوا نقشہ ہے''...... میجر شہاب نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ جب مونا لیزا کو گلے لگا کر اس سے پیار بھری باتیں کر رہے تھے تو میں بھی یہیں تھا اور آپ اس سے اس نقشے کے بارے میں پوچھ رہے تھے جو آپ نے کہیں چھپا رکھا ہے''...... عمران نے کہا تو اس بار میجر شہاب یوں اچھلا جیسے وہ اچھل کر بیڈ سے نیچے ہی آ گرے گا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم مونا لیزا کی خاموش زبان سمجھتے ہو''...... میجر شہاب نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ گونگوں کی بولی گونگے ہی جانتے ہیں لیکن میں نے گونگا نہ ہونے کے باوجود یہ زبان سیکھ رکھی ہے''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شہاب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''خدا کی پناہ۔ تم تو واقعی انتہائی ذہین اور چالاک ترین آدمی ہو۔ مونا لیزا کی زبان گونگوں جیسی ضرور ہے لیکن یہ عام گونگوں کے انداز میں نہ بولتی ہے اور نہ اشارے کرتی ہے۔ یہ قدیم افریقی گونگی زبان ہے جسے سیکھنے میں مجھے بھی کئی سال لگ گئے تھے اور تم۔ تم واقعی خطرناک انسان ہو۔ انتہائی خطرناک''...... میجر شہاب کے لہجے میں ناقابلِ یقین حیرت نمایاں تھی۔

''ذہانت صرف گونگوں تک ہی محدود نہیں رہ گئی۔ بہرحال مجھے آپ کے نقشے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے آپ چاہیں تو اسے کسی کے بھی حوالے کر سکتے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے''۔ عمران نے کہا تو میجر شہاب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''نہیں۔ میں مسلمان ہوں اور پاکیشائی ہوں۔ یہ راز میں صرف اور صرف پاکیشیا کے حوالے کردوں گا''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اگر آپ محبِ وطن ہوتے تو اس طرح چھپ کر نہ بیٹھے ہوتے۔ اگر آپ کی نظر میں بلیک کرسٹان پاکیشیا کی قسمت بدل سکتا ہے تو پھر آپ کو چاہئے تھا کہ آپ یہ راز اسی وقت پاکیشیا کے کسی ذمہ دار آدمی کو بتا دیتے جب آپ ناگا جنگل سے لوٹ کر آئے تھے۔ اب جب آپ کی جان پر بنی ہے تو آپ یہ راز پاکیشیا کو

بتانا چاہتے ہیں۔ کیوں''...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

''مجھ سے غلطی ہو گئی بیٹے۔ بہت بڑی غلطی۔ میں ڈر گیا تھا کہ کہیں اس راز کو چھپانے کے لئے مجھے قتل ہی نہ کر دیا جائے کیونکہ مجھے پتہ چل گیا تھا بلیک کرسٹان کی تلاش میں ساری دنیا بھاگ دوڑ کر رہی ہے اور یہ راز مجھ جیسے ایک عام سیاح کو مل گیا تھا۔ اگر کسی کو پتہ چل جاتا کہ میں اس جگہ کے بارے میں جانتا ہوں جہاں بلیک کرسٹان وافر مقدار میں موجود ہے تو جو آج ہوا ہے وہ نجانے کب کا ہو چکا ہوتا''...... میجر شہاب نے تاسف اور شرمندہ بھرے لہجے میں کہا۔

''بہرحال۔ آپ جس ذمہ دار آدمی سے ملنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس کا نام بتا دیں میں کوشش کروں گا کہ میں جلد سے جلد آپ کو اس سے ملانے کی کوشش کرسکوں''...... عمران نے کہا۔

''اس ملک کا ایک معتبر نام سرداور ہے اور وہ پاکیشیا کے بہت بڑے سائنس دان بھی ہیں۔ کیا تم میری ان سے ملاقات کا بندوبست کر سکتے ہو۔ بلیک کرسٹان کا ان سے بڑھ کر کوئی قدر دان نہیں ہوسکتا ہے''...... میجر شہاب نے کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ تم

بس کسی طرح جلد سے جلد مجھے ان کے پاس لے چلو تاکہ میں نقشہ ان کے حوالے کرسکوں اور میرے پاس بلیک کرسٹان کے چند ٹکڑے بھی ہیں۔ میں وہ بھی انہیں دینا چاہتا ہوں''...... میجر شہاب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انہیں یہیں آپ کے پاس بلا لیتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو میجر شہاب بری طرح سے چونک پڑا۔

''یہیں۔ کیا مطلب۔ کیا تم انہیں یہاں ہسپتال میں بلاؤ گے اور کیا وہ تمہاری بات سن کر یہاں آ جائیں گے''...... میجر شہاب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''میری بات سن کر وہ سر کے بل دوڑے چلے آئیں گے''۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر میجر شہاب کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ عمران ایسے کہہ رہا تھا جیسے سرداور جو ملک کے نامور اور عظیم سائنس دان ہیں ان سے بڑا عمران ہو اور وہ اس کے ماتحت ہوں جو اس کی بات سنتے ہی سر کے بل یہاں دوڑے چلے آئیں گے۔

عمران نے سیل فون سے سرداور کے نمبر ملائے۔ اس نے سیل فون کا لاؤڈر بھی آن کر دیا تھا تاکہ میجر شہاب کو اس بات کا یقین دلا سکے کہ اس نے ملک کے نامور سائنس دان سرداور کو ہی کال کی ہے۔

''لیس داور سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے سرداور

کی آواز سنائی دی اور سرداور کی آواز سن کر میجر شہاب واقعی بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ وہ شاید سرداور کی آواز پہلے بھی سن چکا تھا اس لئے اسے فوراً یقین آ گیا تھا کہ عمران نے واقعی سرداور کو ہی فون کیا تھا۔

''صرف داور۔ کیا آپ کا سر غائب ہوگیا ہے جناب جو آپ نے سرداور کی بجائے صرف داور کہنا شروع کر دیا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران بیٹے تم''...... دوسری طرف سے سرداور نے عمران کی آواز پہچان کر ہنستے ہوئے کہا۔

''صرف میں نہیں۔ میرے ساتھ میری ساری ڈگریاں بھی موجود ہیں اور میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کی ڈگریاں سن کر میجر شہاب کی آنکھیں ایک بار پھر پھیل گئیں۔

''مطلب۔ تم مکمل طور پر عمران بول رہے ہو مع ڈگریوں کے''...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید موڈ میں تھے۔ ان کی بات سن کر عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

''مکمل تو خیر نہیں کہا جا سکتا۔ ادھورا ضرور کہا جا سکتا ہے کیونکہ مکمل عمران تو تب بنے گا جب اس کے ساتھ مسز عمران ہو گی اور مجھے ابھی مکمل ہونے کا کوئی چانس دکھائی نہیں دے رہا ہے''۔ عمران نے کہا تو سرداور کے ہنسنے کی تیز آواز سنائی دی۔

''تمہارا یہ ادھورا پن تمہاری اپنی وجہ سے ہے برخوردار۔ تم ایک بار ہاں تو کرو۔ شہر کی ساری لڑکیاں لا کر تمہارے سامنے کھڑا نہ کر دوں تو کہنا''...... سرداور نے کہا۔

''شہر کی ساری لڑکیاں۔ ارے باپ رے۔ اگر میں نے سب کو پسند کر لیا تو''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''اس دور میں تم کسی ایک کو بھی سنبھال لو گے تو یہ تمہاری بہادری ہو گی برخوردار لیکن اگر تم نے سب کو پسند کر لیا تو میں ان سب کو بھی تمہارے سر منڈھ سکتا ہوں۔ پھر بھگتتے رہنا ساری عمر''۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''سنا ہے کہ جب گیڈر کی شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے لیکن اتنی ساری لڑکیوں سے میری شامت آئی تو میں کہاں کا رخ کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''جنگل کا''...... سرداور نے بے ساختہ کہا تو ان کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''لگتا ہے۔ آپ کو بھی جنگل کی بلیک بیوٹی پسند ہے''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ اچھا بتاؤ۔ کیسے فون کیا''...... سرداور نے کہا۔

''میں نے پہلے جیب سے سیل فون نکالا پھر فون کے انڈیکس سے آپ کا نام تلاش کیا اور پھر سیل فون کا کالنگ بٹن پریس کر

دیا۔ بٹن کے پریس ہوتے ہی آپ کی طرف رنگ گئی اور آپ نے کال وصول کر لی''...... عمران نے کہا تو سرداور ہنسنا شروع ہو گئے۔

''میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے فون کس طریقے سے کیا ہے۔ یہ پوچھا ہے کہ فون کیوں کیا ہے''...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران اور سرداور کو اس طرح ہنسی مذاق کرتے دیکھ کر میجر شہاب جیسے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ کوئی انسان سرداور جیسی معتبر ہستی سے اس طرح ہنسی مذاق کر سکتا ہے۔

''آپ کی مدھ بھری، نشیلی اور سنگیت سے بھرپور آواز سننے کے لئے''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ مجھے اب فون بند کر دینا چاہئے''...... سرداور نے خود کو سنجیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بڑا نیک خیال ہے۔ اور نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ فون کسی تابوت میں بند کر کے زمین میں گاڑ دیں تاکہ کوشش کے باوجود آپ کو اسی کی ٹاں ٹاں نہ سننی پڑے''۔ عمران نے کہا تو سرداور ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

''اب میں واقعی فون بند کر دوں گا۔ بتاؤ کیوں فون کیا ہے''۔ سرداور نے کہا۔

''میجر شہاب الدین پراچہ کو آپ جانتے ہیں''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب چونک کر ایک بار پھر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میجر شہاب الدین پراچہ۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ"۔ سردا
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں اس عظیم پاکیشیائی سیاح کی بات کر رہا ہوں جن کی
ساری عمر سیاحت میں گزر گئی ہے اور اب انہوں نے اپنے مضامین
دیار غیر کے رسائل میں شائع کرا کر اپنی روزی روٹی کا بندوبست کر
رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ تم شاید مشہور سیاح میجر شہاب کی بات کر رہے ہو"
سرداور نے چونک کر کہا۔
"شاید نہیں۔ میں یقیناً ان کی ہی بات کر رہا ہوں"...... عمرا
نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ بہت عرصہ قبل میری ان سے بات ہوئی تھی لیکن تم ا
کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو"...... سرداور نے ا
طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"وہ اس وقت ہسپتال میں تشریف فرما ہیں۔ ان کا کہنا ہے
ان کے پاس آپ کے لئے کوئی تحفہ ہے۔ ایسا تحفہ جس کے استعما
سے آپ کے سپاٹ سر پر گھنا جنگل اگ سکتا ہے"...... عمران نے
کہا۔
"کیا مذاق ہے۔ سچ بتاؤ۔ کیا ہوا ہے انہیں اور وہ کس ہسپتا
میں ہیں"...... سرداور نے اس بار جھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہو
کہا۔

"کیا آپ میری سرداور سے بات کرا سکتے ہیں"...... میجر
شہاب نے عمران کو سرداور سے الٹی سیدھی باتیں کرتے دیکھ کر کہا۔
"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن فون کا جتنا بیلنس آپ کی باتوں
یں ضائع ہو گا وہ آپ کو یا پھر سرداور کو اپنی جیب سے ادا کرنا
ڑے گا"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو میجر شہاب مسکرا دیا۔
"یہ لیں آپ خود میجر شہاب الدین تغلق سے بات کر لیں"۔
مران نے کہا اور سیل فون میجر شہاب کو دے دیا۔
"السلام علیکم جناب۔ میں میجر شہاب بول رہا ہوں"...... میجر
ہاب نے سرداور کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔
"وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں میجر صاحب آپ اور کیا ہوا ہے آپ
و جو آپ کو ہسپتال ایڈمٹ ہونا پڑ گیا"...... دوسری طرف سے
رداور نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔
"چند غیر ملکی ایجنٹوں نے مجھ سے بلیک کرسٹان چھیننے کے لئے
لہ کیا تھا بس ان کی ہی مرہون منت سے ہسپتال میں پڑا ہوا
وں"...... میجر شہاب نے کہا۔
"بلیک کرسٹان۔ کیا مطلب۔ کیا ابھی آپ نے بلیک کرسٹان کا
م لیا ہے"...... سرداور نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔ مجھے بلیک کرسٹان کے سلسلے میں آپ سے ایک اہم
اقات کرنی ہے اگر آپ اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت مجھے
ے دیں تو میں آپ کو بلیک کرسٹان کے ایک بڑے ذخیرے کے

بارے میں بتا سکتا ہوں اور اس کے نمونے کے چند ٹکڑے بھی آ
کو فراہم کر سکتا ہوں''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ میری عمران سے با
کرائیں''...... سرداور نے مدبرانہ لہجے میں کہا تو میجر شہاب
سیل فون عمران کو دے دیا۔

''جی معتبر اعلیٰ سائنس دان سرداور بلکہ بغیر سر کے داور صاحب
بندۂ ناچیز آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہے''...... عمران نے بڑ
عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''تم بلیک کرسٹان کے بارے میں جانتے ہو عمران بیٹا۔ یہ وا
دنیا کی نایاب دھات ہے اگر میجر شہاب کے پاس ایسی دھات
چند ٹکڑے بھی موجود ہیں تو وہ ہمارے لئے کسی بڑے خزانے سے
نہیں ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کہاں آنا ہے۔ میں ابھی آ
ہوں''...... سرداور نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا جیسے واقعی بل
کرسٹان ان کی نظر میں دنیا کا سب سے بڑا اور نایاب خزانہ ہو۔

''ٹھیک ہے۔ آپ سپیشل ہسپتال آ جائیں۔ میں ڈاکٹر صد
سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ کو میجر صاحب کے سپیشل روم میں
آ ئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... سرداور نے کہا اور عمران
او کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''تت تت۔ تم کون ہو''...... میجر شہاب نے اسے فون

کرتے دیکھ کر ہکلاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''ایک انسان۔ جیتا جاگتا لیکن کنوارا انسان''...... عمران نے
کہا۔

''تم سرداور سے ایسے لہجے میں بات کر رہے تھے جیسے وہ
تمہارے ماتحت ہوں اور تم نے ان سے یہ کیوں کہا تھا کہ تم ڈاکٹر
صدیقی سے کہو گے تو وہ انہیں لے کر میرے پاس آ جائیں گے۔
ں کا کیا مطلب ہے۔ کیا سرداور یہاں اپنی مرضی سے مجھ سے
ملنے ڈائریکٹ نہیں آ سکتے''...... میجر شہاب نے آنکھیں پھاڑتے
ئے کہا۔

''میری اجازت کے بغیر اس ملک کا صدر بھی آپ سے نہیں مل
سکتا ہے میجر صاحب۔ بہرحال آپ ان باتوں کو نہیں سمجھیں گے۔
پ آرام کریں ابھی تھوڑی دیر میں سرداور یہاں پہنچ جائیں گے
ر آپ انہیں ساری تفصیل بتا دیجئے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں تم ان کے آنے تک نہیں رکو گے''...... میجر شہاب نے
ہا۔

''نہیں۔ ابھی راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی آزاد ہیں۔ وہ
پ کو تلاش کر کے دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس
ے پہلے کہ وہ ایسا کچھ کریں مجھے ان دونوں کا کوئی بندوبست کرنا
ے گا تاکہ آپ سکون سے رہ سکیں''...... عمران نے کہا۔

''دوبارہ کب ملاقات ہو گی''...... میجر شہاب نے کہا۔

''دیکھتے ہیں۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا روم سے نکلتا چلا گیا اور میجر شہاب اسے یوں جاتے دیکھ رہا تھا جیسے وہ عمران کی شخصیت کے بارے میں اندازے لگانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن وہ بھلا عمران کو کیسے سمجھ سکتے تھے۔ عمران کو سمجھنا خود اس کے باپ سر عبدالرحمٰن کے بس کی بھی بات نہیں تھی۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

راک فیلڈ

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

''تمہارا نام ٹائیگر ہے''...... راک فیلڈ نے ٹائیگر کو گھورتے ہوئے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''نہیں۔ میں سنیک ہوں۔ مگر تم کون ہو اور میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو''...... ٹائیگر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میرا نام راک فیلڈ ہے''...... راک فیلڈ نے بغیر کسی تردد کے اسے اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''یہاں کیوں آئے ہو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے تم سے چند معلومات چاہئیں مسٹر ٹائیگر۔ اوہ۔ سوری مسٹر سنیک''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''کیسی معلومات''...... ٹائیگر نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھا۔

''میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو تمہارے حق میں

بہتر ہوگا ورنہ......‘‘ راک فیلڈ نے بھی سرد لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

’’ویری گڈ۔ میرے ہی کمرے میں مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ ویسے کیا میں اس ورنہ کا مطلب پوچھ سکتا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

’’ورنہ کا مطلب تم جانتے ہو۔ بہرحال تم نے ابھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کی ہے اس کا نمبر کیا ہے‘‘...... راک فیلڈ نے پوچھا اور پیچھے رکھے ہوئے ایک صوفے پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں مسلسل راک فیلڈ پر گڑی ہوئی تھیں۔

’’تو تم یہاں چھپ کر میری باتیں سن رہے تھے‘‘...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

’’ہاں۔ مجھے ایکسٹو کا نمبر بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ میجر شہاب کہاں ہے‘‘...... راک فیلڈ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی درشتگی آ گئی تھی اور وہ ٹائیگر کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اگر ٹائیگر نے اسے جواب نہ دیا تو وہ اسے واقعی گولی مار دے گا۔

’’پہلے تم میرے سوال کا جواب دو‘‘...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے راک فیلڈ کو ریوالور نکالتے دیکھ کر کوئی پریشانی نہ ہوئی ہو۔

’’کس سوال کا جواب دوں تمہیں‘‘...... راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔

’’تم نے میجر شہاب کو اغوا کرنے کی کوشش کیوں کی تھی‘‘۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

’’سوری۔ میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا‘‘۔ راک فیلڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر میری طرف سے ڈبل سوری۔ میں بھی تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا‘‘...... ٹائیگر نے اس سے زیادہ اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’سوچ لو۔ تمہارا انجام بھیانک ہو سکتا ہے‘‘...... راک فیلڈ غرایا۔

’’میں جو بھی بات کرتا ہوں۔ سوچ سمجھ کر کرتا ہوں اور میں انجام سے ڈرنے والا نہیں ہوں‘‘...... ٹائیگر نے جواباً غرا کر کہا۔

’’ہونہہ۔ میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں‘‘...... راک فیلڈ نے کہا۔

’’تو مت کرو۔ میں کون سا تمہیں وقت ضائع کرنے کا کہہ رہا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔ راک فیلڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور وہ ٹائیگر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

’’سیدھی طرح سے بتا دو ورنہ میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ

دوں گا''...... راک فیلڈ نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے چہروں پر مرکوز تھیں۔ راک فیلڈ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ایک طرف اچھالا تو ٹائیگر کی نظریں بے اختیار ریوالور کی طرف اٹھ گئیں۔ اس کی نظروں کا ہٹنا تھا کہ راک فیلڈ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ٹائیگر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر اس کرسی سے ٹکرایا جو اس کے پیچھے تھی اور وہ کرسی سمیت الٹ کر عقب میں جا گرا۔ راک فیلڈ کی ٹانگ پوری قوت سے یک لخت اس کے سینے پر پڑی تھی۔ ٹائیگر اٹھنے ہی لگا تھا کہ راک فیلڈ اچھل کر اس کے قریب آیا اور اس نے جھک کر تیزی سے ٹائیگر کی ٹانگیں پکڑ کر وہ یک لخت گھومنے کے ساتھ ساتھ اچھل کر ٹائیگر کے سر کی دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ ٹائیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد تیز تھی۔ راک فیلڈ نے بلاشبہ اسے ایک خوفناک داؤ میں پھنسا لیا تھا۔ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں مڑ کر اس کے سر کے دوسری طرف زمین سے جا لگی تھیں جب کہ وہ پیٹ کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی جھکی ہوئی دونوں ٹانگوں پر راک فیلڈ نے اپنا پورا دباؤ ڈال رکھا تھا۔ ٹائیگر کا جسم کمان کی طرح مڑ رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے سارے مہرے ایک جھٹکے سے ٹوٹ جائیں گے۔ راک فیلڈ اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز اور پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔

''بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ ابھی ساری ہڈیاں توڑ دوں گا''...... راک فیلڈ نے غرا کر ٹائیگر کی دونوں ٹانگوں پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

''بب بب۔ بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں''...... تکلیف کی شدت سے ٹائیگر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر راک فیلڈ نے اس کے جسم پر قدرے دباؤ کم کر دیا۔ دباؤ ذرا سا کم ہوا تو ٹائیگر کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور دوسرے لمحے راک فیلڈ اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔ اچانک گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں نکل گئی تھیں۔ راک فیلڈ نے ٹائیگر کی طاقت کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا اس نے ٹائیگر کے کھلے بازوؤں پر کوئی توجہ نہ دی تھی اور ٹائیگر نے اسے بتانے کا کہہ کر نفسیاتی طور پر اس سے اپنی ٹانگوں پر دباؤ کم کرا لیا تھا جس کے نتیجے میں وہ راک فیلڈ کے خوفناک داؤ سے نکل گیا تھا۔

اگر وہ ٹائیگر کے دونوں بازوؤں پر اپنے پیر رکھ کر انہیں حرکت دینے سے معذور کر دیتا تو ٹائیگر معمولی سی بھی حرکت کے قابل نہ رہتا لیکن بازو آزاد ہونے کا ٹائیگر نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں آزاد ہوتے ہی ایک جھٹکے سے اپنی اصل پوزیشن پر آئیں اور اس نے جمناسٹک کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے راک فیلڈ تڑپا اور اس

نے اپنی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے ٹائیگر کی گردن کے گرد ڈال دیں اور پھر اس نے تیزی سے کروٹ لی اور ٹائیگر کا جسم بے اختیار اس کے ساتھ ہی مڑتا گیا۔ ٹائیگر کے ہاتھ راک فیلڈ کی پنڈلیوں پر آئے اور جیسے ہی راک فیلڈ نے کروٹ بدلتے ہوئے اسے اپنے ساتھ گھمایا ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے اوپر کیا تو اس کا سر پنڈلیوں کے درمیانی خم سے نکل گیا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر گردن کو جھٹکا دیا اور پھر وہ تیزی سے اچھلا۔ اسی لمحے ایک چھوٹی تپائی اس کے جسم کے قریب سے گزر کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی۔ راک فیلڈ نے جسم سیدھا کرتے ہی وہاں پڑی ہوئی تپائی اٹھا کر پوری قوت سے اسے مار دی تھی۔ ٹائیگر کے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی راک فیلڈ بھی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ اسی لمحے ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اس نے تیزی سے راک فیلڈ کے بائیں پہلو پر حملہ کر دیا اور راک فیلڈ اس کے داؤ میں آ گیا۔ وہ جیسے ہی حملے سے بچنے کے لئے دائیں پہلو پر جھکا ٹائیگر نے درمیان میں ہی اپنا رخ بدلا اور راک فیلڈ اچھل کر کمرے کے درمیان میں پڑی ہوئی میز پر پہلو کے بل گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا، ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس طرف جہاں راک فیلڈ نے اپنا ریوالور پھینکا تھا۔ ٹائیگر نے ریوالور اٹھا

لیکن اس سے پہلے کہ ٹائیگر ریوالور کا رخ راک فیلڈ کی طرف کرتا اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا اور ٹائیگر بے اختیار اپنا ہاتھ پکڑے جھک گیا۔ ایک تیز دھار خنجر پوری قوت سے ٹائیگر کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا اور یہ خنجر راک فیلڈ نے اپنی پنڈلی پر لگی ہوئی چمڑے کی پٹی سے نکال کر اس پر پھینکا تھا۔

ٹائیگر جھکا ہی تھا کہ راک فیلڈ کسی گیند کی طرح اچھلا اور اس نے ٹائیگر کے سینے پر فلائنگ کک مار دی اور ٹائیگر ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ فلائنگ کک مار کر راک فیلڈ نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر اس نے اچھل کر پوری قوت سے اپنا سر مار دیا۔ ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل پھٹ گیا ہو۔ اس کا سانس سینے میں ہی رک گیا اور دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکی کی دبیز چادر میں لپٹتا چلا گیا۔

راک فیلڈ تیز اور لمبے سانس لیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر دیوار کے پاس ٹیڑھے میڑھے انداز میں گرا پڑا تھا۔ اس کا جسم ساکت تھا شاید وہ راک فیلڈ کے سر کی زوردار ٹکر سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

"واقعی خاصا سخت جان ثابت ہوا ہے یہ۔ لیکن راک فیلڈ سے فائٹ کرنا اس کے بس کا روگ نہیں تھا"...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے بے ہوش پڑے ٹائیگر کی طرف بڑھا اور اس نے ٹائیگر کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بیڈ پر ڈال دیا

اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھنا شروع ہو گیا۔ کمرے میں موجود ایک
الماری کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا۔ راک فیلڈ نے الماری کا دروازہ
کھول کر اسے چیک کیا تو اسے ایک خانے میں نائلون کی رسی کا
ایک بنڈل دکھائی دے گیا۔ اس نے رسی کا بنڈل اٹھایا اور بیڈ کی
طرف آ گیا جہاں اس نے ٹائیگر کو ڈالا تھا۔

راک فیلڈ نے رسی کا بنڈل کھول کر اس سے ٹائیگر کو تیزی اور
انتہائی مہارت سے باندھنا شروع کر دیا۔ دونوں ٹانگیں اور اس کے
دونوں ہاتھ اس نے پشت کی طرف باندھے تھے تاکہ ٹائیگر ہوش
میں آنے کے بعد کوشش کے باوجود خود کو رسیوں سے آزاد نہ کرا
سکے۔ ٹائیگر کو باندھنے کے بعد راک فیلڈ اس طرف بڑھا جہاں اس
کا خنجر گرا ہوا تھا۔ اس نے خنجر اٹھایا اور ٹائیگر کے پاس آ گیا۔ خنجر
دوسرے ہاتھ میں لے کر اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کے منہ پر
تھپڑ مار دیا۔ اس نے چونکہ پوری قوت سے ٹائیگر کے گال پر تھپڑ
مارا تھا اس لئے ٹائیگر کے گال پر اس کی انگلیوں کے نشان بن گئے
تھے اور بھرپور تھپڑ کھا کر ٹائیگر کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ اس نے
بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ
وہ رسیوں سے بندھا ہوا ہے اور پھر راک فیلڈ کو خنجر ہاتھ میں لئے
اپنے سر پر موت کی طرح کھڑا دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر
رہ گیا۔

”بتاؤ۔ کہاں ہے میجر شہاب“...... اسے ہوش میں آتے دیکھ کر

راک فیلڈ نے خنجر کی نوک ٹائیگر کی آنکھوں کے سامنے لہراتے
ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کون میجر شہاب۔ میں کسی میجر شہاب کو نہیں جانتا“۔ ٹائیگر
نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے بندھے ہونے اور راک
فیلڈ کو موت بن کر سر پر کھڑا ہونے سے اس پر کوئی فرق نہ پڑا ہو۔
اس کا جواب سن کر راک فیلڈ غرا کر رہ گیا اس نے خنجر کی نوک
ٹائیگر کی گردن کے نرخرے پر رکھ دی اور ہلکا سا دباؤ ڈالا تو خنجر کی
نوک ٹائیگر کی گردن میں چبھ گئی اور گردن سے خون کی ایک لکیر سی
بن کر نیچے آئی۔

”بولو۔ ورنہ......“ راک فیلڈ نے انتہائی خونخوار لہجے میں کہا۔

”تم خوش قسمت ہو راک فیلڈ جو مجھے اس طرح زیر کرنے میں
کامیاب ہو گئے ہو۔ ورنہ سنیک کو زیر کرنا کسی کے بس کی بات نہیں
ہے لیکن کوئی بات نہیں۔ جلد ہی وہ موقع آئے گا جب تمہیں سنیک
کی طاقت کے سامنے بے بس ہونا پڑے گا“...... ٹائیگر نے اس کی
غراہٹ اور خوفناک پن سے مرعوب ہوئے بغیر سرد لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ میں جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو“۔ راک
فیلڈ نے ٹائیگر کے گال پر ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے کہا اور ٹائیگر
نے غصیلے انداز میں جبڑے بھینچ لئے۔

”خود کو قابو میں رکھو راک فیلڈ۔ کہیں یہ تھپڑ تمہیں مہنگے نہ پڑ

جائیں‘‘...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

’’جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ‘‘...... راک فیلڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

’’مجھے تمہارے کسی سوال کا جواب معلوم نہیں ہے۔ البتہ اگر تم مجھے بتا دو کہ تم میجر شہاب کو کیوں اغوا کرنا چاہتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ میں اس معاملے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’شٹ اپ۔ تمہیں صرف میرے سوالوں کے جواب دینے ہیں اور بس‘‘...... راک فیلڈ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کا دباؤ بڑھایا تو ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے خنجر کی نوک اس کا نرخرہ چیرتی ہوئی اندر گھسی جا رہی ہو۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے شدید تاثرات ابھر آئے تھے۔

’’بتاؤ۔ ورنہ......‘‘ راک فیلڈ نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح سے غراتے ہوئے کہا۔

’’رر۔ رر۔ رکو۔ بتاتا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے یک لخت گھگھیاتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے خنجر کی نوک ٹائیگر کی گردن سے نکال لی۔ جیسے ہی اس نے ٹائیگر کی گردن سے خنجر کی نوک نکالی ٹائیگر یکلخت تڑپا اور اس کا سر پوری قوت سے راک فیلڈ کی ناک سے ٹکرایا۔ راک فیلڈ کے حلق

سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر بیڈ سے نیچے فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر کی زور دار ٹکر نے اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی تھی۔ جیسے ہی راک فیلڈ اچھل کر نیچے گرا، ٹائیگر نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور اچھل کر بیڈ سے نیچے آیا۔ نیچے آتے ہوئے اس نے جسم کو اس انداز میں موڑ لیا تھا کہ اس کے مڑے ہوئے گھٹنے ٹھیک فرش پر گرے تڑپتے ہوئے راک فیلڈ کے سینے پر پڑے اور کمرہ یک لخت راک فیلڈ کی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر کی ضرب سے اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی ساری پسلیاں ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی تھی بلکہ اچھل کر گھٹنوں کی ضرب سے اس کے سینے کی کئی ہڈیاں توڑ دی تھیں اور راک فیلڈ تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گیا جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔

جب ٹائیگر کو یقین ہو گیا کہ راک فیلڈ بے ہوش ہو چکا ہے تو اس نے اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے پشت پر بندھے بازوؤں کی رسیاں کاٹنی شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ رسیاں کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے اپنے پیروں کو سیدھا کرتے ہوئے پیروں کی رسیاں بھی کھول لیں۔ اب وہ آزاد تھا اور راک فیلڈ اس کے سامنے مردہ کینچوے کی طرح پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اسے وہیں چھوڑا اور تیزی سے واش روم کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے اپنے دماغ میں ابھی تک دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے سوچا کہ وہ سر پر شاور کا ٹھنڈا پانی ڈالے گا تو شاید اس کے دماغ پر چھائی ہوئی دھند ختم ہو جائے۔ واش روم میں آتے ہی اس نے شاور کھولا اور شاور کا پانی اپنے سر پر ڈالنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ سر پر پانی ڈال ہی رہا تھا کہ اچانک اسے کمرے سے کسی کے تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ قدموں کی آوازیں سن کر ٹائیگر بری طرح سے چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ راک فیلڈ کو اتنی جلدی کیسے ہوش آ گیا“۔ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کوئی پوری قوت سے واش روم کے دروازے سے ٹکرایا۔ ٹائیگر نے چونکہ اندر آ کر دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی تھی اس لئے کمرے میں موجود راک فیلڈ کو نجانے کیسے ہوش آ گیا تھا۔ واش روم کا دروازہ توڑنے کے لئے وہ دروازے پر ٹکریں مار رہا تھا۔

ٹائیگر شاور کے نیچے سے نکل کر تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور دروازے سے ایک گولی نکل کر ٹاول سٹینڈ کے ساتھ لگے ہوئے آئینے پر پڑی اور آئینے کے پرخچے اڑ گئے۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے نہ صرف راک فیلڈ کو کمرے میں کھلا چھوڑ دیا تھا بلکہ اس کا ریوالور اور خنجر بھی وہاں سے نہیں اٹھایا تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جس طرح راک فیلڈ بے ہوش ہوا ہے اسے اتنی جلدی

ہوش نہیں آئے گا اور یہی اس کی غلطی تھی۔

گولی سے آئینے کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اگر راک فیلڈ اس وقت فائر کر دیتا جب ٹائیگر شاور کے نیچے تھا تو یقیناً گولی اس کے پہلو میں اتر گئی ہوتی اور وہ شاور کے نیچے خون میں لت پت تڑپ رہا ہوتا۔ کمرے سے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں چلائی گئیں لیکن ٹائیگر چونکہ دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا اس لئے دروازے میں سوراخ بنا کر اندر آنے والی گولیاں سامنے دیوار کا پلاسٹر اڑانے کے اور کچھ نہ کر سکی تھیں۔

چند لمحوں کے بعد اسے بیرونی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر بری طرح سے چونک پڑا۔ شاید ریوالور کی گولیاں ختم ہو گئی تھیں اور راک فیلڈ موقع کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے نکل رہا تھا۔ یہ سوچ کر ٹائیگر کے جسم میں جیسے پارہ سا بھر گیا۔ اس نے فوراً واش روم کی چٹخنی ہٹائی اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھول کر وہ پھر سے دیوار سے لگ گیا تھا تاکہ اگر راک فیلڈ اسے ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہو اور اس کے واش روم سے باہر آنے کے انتظار میں ابھی روم میں ہی ہو تو ٹائیگر اس کے اچانک حملے سے خود کو بچا سکے۔ لیکن جب کمرے سے کوئی ردعمل نہ ہوا تو ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے سامنے ہوا اور اس نے واش روم سے باہر چھلانگ لگا دی اور زمین پر گر کر تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا تاکہ اگر راک فیلڈ کمرے میں ہو تو اسے اس پر حملہ کرنے کا موقع

نہ مل سکے لیکن یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور راک فیلڈ وہاں نہیں تھا۔ ٹائیگر تیزی سے دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے احتیاط سے دوسرے کمرے میں جھانکا لیکن راک فیلڈ وہاں بھی نہیں تھا۔ دوسرے کمرے میں آتے ہی ٹائیگر نے بیرونی دروازہ کھلا دیکھا تو اس کے دماغ میں جیسے آگ سی بھر گئی۔ راک فیلڈ موقع کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا اور اس نے باہر جھانکا تو راہداری خالی تھی۔ راک فیلڈ نے نہایت تیزی کا ثبوت دیا تھا اور فوری طور پر وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ ٹائیگر چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک لگا دیا۔

کمرے میں آ کر اس نے ایک الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور اسے لے کر کمرے کی دیوار پر لگے ہوئے آئینے کے پاس آ گیا اور پھر اس نے اپنی گردن پر راک فیلڈ کے خنجر سے لگے ہوئے زخم کو صاف کیا اور پھر اس نے زخم پر دوا لگا کر ایک پلاسٹر لگا لیا۔ اس کی گردن سے نکلنے والے خون سے اس کا لباس بھرا ہوا تھا۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور ایک بار پھر کمرے میں آ گیا۔ کمرے کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ ابھی ٹائیگر کمرے کی حالت دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے فوراً آگے بڑھ کر ایک میز کی

دراز کھول کر اس میں سے اپنا ریوالور نکالا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کے پاس آ گیا۔

''کون ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہنٹر ماسٹر۔ جو سرکس سے بھاگے ہوئے اپنے ٹائیگر کو پکڑنے آیا ہے''...... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے لاک کھول کر دروازہ کھول دیا۔

''ہائیں۔ ابھی تو میں نے ہنٹر نکالا ہی نہیں اور ٹائیگر پہلے ہی زخمی ہو گیا ہے''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے ٹائیگر کی گردن پر لگے بینڈیج کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''راک فیلڈ یہاں آیا تھا''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو کیا وہ اپنے ساتھ فوج لایا تھا''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے ندامت بھرے انداز میں سر جھکا لیا۔ وہ عمران کا طنز سمجھ گیا تھا کہ اگر راک فیلڈ اکیلا آیا تھا تو پھر وہ وہاں سے بچ کر کیوں نکل گیا تھا۔ ٹائیگر نے عمران کو مختصر طور پر صورتحال سے آگاہ کیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ تو وہ تمہارے آنے سے پہلے ہی یہاں چھپا بیٹھا تھا۔ کیا تم نے کمروں کی تلاشی لی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں کوئی ڈکٹا فون یا کوئی سائنسی آلہ لگا گیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں چیک کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے

لہجے میں کہا اور اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر عمران جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔ ٹائیگر نے تیزی سے کمروں کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔ دوسرے کمرے میں آتے ہی عمران کو راک فیلڈ کا خنجر دکھائی دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر خنجر اٹھا لیا۔ خنجر کا دستہ لکڑی کا تھا اور اس پر ایک سیاہ ناگ کا نشان بنا ہوا تھا جو پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ ناگ کے ساتھ ایک ستارہ بنا ہوا تھا جس پر ایس سی لکھا ہوا تھا۔

''کیا یہ راک فیلڈ کا ہی خنجر ہے''...... عمران نے خنجر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس پر ایک نشان بنا ہوا ہے۔ دیکھو شاید اس نشان سے راک فیلڈ کا کوئی کلیو مل جائے کہ اس نے یہ خنجر کس سے لیا تھا''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر خنجر کے دستے پر بنے سیاہ ناگ اور ستارے کا نشان دیکھنے لگا دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔

''کیا ہوا نشان والے ناگ نے کاٹ تو نہیں لیا تمہیں''۔ اسے اچھلتے دیکھ کر عمران نے کہا۔

''یہ نشان تو ریڈ کلب کا ہے۔ میں اس نشان کو بخوبی پہچانتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ریڈ کلب۔ کون ہے اس کلب کا مالک''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کلب کے مالک کا نام رام پال ہے اور وہ یہاں کوبرا کے نام سے مشہور ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو پھر چلو۔ آج دونوں مل کر کوبرے کا شوربہ بنا کر پیتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

راک فیلڈ کو ہوش آیا تو وہ یک لخت اچھل کر بیٹھ گیا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی جس سے خون نکل کر اس کے چہرے اور لباس پر پھیل گیا تھا۔ اس نے غصیلی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا لیکن ٹائیگر وہاں نہیں تھا۔

راک فیلڈ کی نظریں قریب پڑے اپنے ریوالور پر پڑیں تو اس نے جھپٹ کر ریوالور اٹھا لیا۔ اسے کمرے سے ملحقہ واش روم سے پانی گرنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے واش روم کی طرف بڑھا۔

اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اسے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایک بندھے ہوئے انسان سے اس طرح شکست کھا گیا تھا۔ یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب اس نے ایک بندھے ہوئے اور بے بس انسان سے اپنی ایسی حالت بنوا لی تھی۔

”تم بہت خطرناک ہو ٹائیگر۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تمہیں کسی صورت زندہ نہیں رہنا چاہئے کسی بھی صورت میں نہیں“...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کسی جنگلی بھینسے کی طرح ڈکراتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا واش روم کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنی ایک ہی ٹکر سے دروازہ توڑ کر اندر گھس جائے گا اور اندر جاتے ہی ٹائیگر پر بے تحاشہ فائرنگ کرتے ہوئے اسے وہیں ہلاک کر دے گا لیکن دروازہ اس کی توقع سے کہیں مضبوط تھا۔ وہ دروازے سے ٹکرا کر گر پڑا۔ اس کے چہرے پر پاگل پن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ پاگلوں کی طرح چند لمحے دروازے کو ٹکریں مار مار کر اسے توڑنے کی کوشش کرتا رہا پھر جب دروازہ نہ ٹوٹا تو وہ غصے سے عین دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے ریوالور سے دروازے پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

گولیاں دروازے میں سوراخ بناتی ہوئی اندر جا رہی تھیں اور راک فیلڈ مسلسل گولیاں برسا رہا تھا جیسے اس نے ٹائیگر کو قطعی طور پر ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ کچھ دیر تک راک فیلڈ دروازے پر گولیاں برساتا رہا پھر وہ غصے سے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں جا کر اس نے بستر سے ایک چادر اٹھائی اور اسے اپنے چہرے اور قمیض کے گرد لپیٹ لیا تا کہ کسی کو اس کی زخمی ناک اور خون سے بھری قمیض دکھائی

نہ دے سکے۔

''میں تمہیں دیکھ لوں گا ٹائیگر''...... راک فیلڈ نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا اور دروازے کا لاک اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں سوار اپنی نئی رہائش گاہ کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔

رہائش گاہ پہنچ کر اس نے کار پورچ میں پارک کی اور تیز تیز چلتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں سینڈرا موجود تھی۔ راک فیلڈ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے گرد لپٹی ہوئی چادر اتار کر ایک طرف پھینک دی۔ اس کی حالت دیکھ کر سینڈرا بری طرح سے چونک پڑی۔

''یہ کیا ہوا ہے''...... سینڈرا نے پریشانی کے عالم میں کہا تو راک فیلڈ نے اسے ساری بات بتا دی۔

''ہونہہ۔ تم نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اسے ہلاک کر کے ہی واپس آتے''...... سینڈرا نے ساری بات سن کر غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اس بار تو وہ بچ گیا ہے۔ اگلی بار میں اسے کوئی موقع نہیں دوں گا''...... راک فیلڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم اگر اسے اغوا کر کے یہاں لے آتے تو میں اس کی ایک ایک بوٹی الگ کر کے اس سے ساری بات اگلوا لیتی''...... سینڈرا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا جیسے اسے راک فیلڈ کے خالی ہاتھ

آنے پر غصہ آ رہا ہو۔

''کہا ہے نا کہ اگلی بار میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا کہ وہ مجھ پر ایک وار بھی کر سکے۔ میں اب جب تک اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہیں کر لیتا اس وقت تک چین نہیں لوں گا۔ میں شدید زخمی تھا اور ناک سے خون رک نہیں رہا تھا اس لئے مجبوراً مجھے اسے زندہ چھوڑنا پڑا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''میں میڈیکل ایڈ باکس لا کر تمہاری بینڈیج کر دیتی ہوں''۔ سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سینڈرا دوسرے کمرے میں گئی اور ایک میڈیکل ایڈ باکس اٹھا کر لے آئی اور پھر اس نے راک فیلڈ کے زخم صاف کر کے اس کے زخموں پر دوا لگا کر اس کی بینڈیج کرنی شروع کر دی۔

''وہ انتہائی سخت جان انسان ہے۔ میں نے اس کی نفسیات چیک کر لی ہیں وہ مر تو سکتا ہے لیکن زبان نہیں کھول سکتا۔ اب مجھے اس کی نگرانی کرنی ہوگی۔ شاید اس کی نگرانی سے کچھ حاصل ہو جائے''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے فون لا کر دو تاکہ میں رام پال سے بات کر سکوں''۔ بینڈیج کرانے کے بعد راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے سامنے رکھا ہوا ٹیلی فون سیٹ لا کر راک فیلڈ کے سامنے رکھ دیا۔ راک فیلڈ نے رسیور اٹھایا اور رام پال کے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ رام پال سپیکنگ“...... رابطہ ملتے ہی رام پال کی کرخت آواز سنائی دی۔

”راک فیلڈ بول رہا ہوں“...... راک فیلڈ نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ حکم سر“...... راک فیلڈ کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے رام پال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں ایک آدمی کی نگرانی کرانا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس اس کام کے لئے کوئی ایسا آدمی ہے جو یہ کام احتیاط اور ذمہ داری سے کر سکے“...... راک فیلڈ نے پوچھا۔

”ہاں جناب۔ کیوں نہیں۔ میرے پاس پورا گروپ ہے جو ہر قسم کا کام کرتا ہے۔ آپ حکم فرمائیں کس کی نگرانی کرانی ہے“۔ رام پال نے کہا۔

”ہوٹل وائٹ فلاور کی تیسری منزل کے روم نمبر ایک سو دس میں سنیک نامی ایک آدمی رہتا ہے۔ وہ مقامی غنڈہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی نگرانی کی جائے۔ وہ کب اور کہاں جاتا ہے اور اس کا کن افراد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے اس کے بارے میں مجھے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہئے“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”سنیک۔ اوہ یس۔ میں اسے ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں جناب۔ خاصا معروف غنڈہ ہے وہ“...... رام پال نے کہا۔

”ویری گڈ۔ پھر تو تم اسے اغوا کر کے میرے پاس بھی لا سکتے

ہو“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”اغوا۔ لیکن جناب ابھی تو آپ اس کی نگرانی کی بات کر رہے تھے“...... رام پال نے حیرت سے کہا۔

”میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تم اسے ذاتی طور پر جانتے ہو تو میں نے اس بات کا فائدہ اٹھانے کا سوچ لیا ہے۔ اگر تم اسے کسی طرح سے اغوا کر کے میرے پاس لے آؤ تو زیادہ بہتر ہو گا“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”یس سر۔ جیسا آپ کا حکم۔ لیکن سر میں اسے اغوا کرا کر کسی اور اڈے پر پہنچاؤں گا تا کہ یہ رہائش گاہ ہر حال میں محفوظ رہے۔ اغوا کر کے جیسے ہی میں اسے کسی اور اڈے پر پہنچاؤں گا۔ میں فون کر کے اس اڈے کے بارے میں آپ کو بتا دوں گا پھر آپ وہاں پہنچ کر اس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہیں کر سکتے ہیں اور جو اگلوانا چاہیں اگلوا سکتے ہیں“...... رام پال نے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اب مجھے تمہاری کال کا ہی انتظار رہے گا“...... راک فیلڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ایک خطرناک ادارہ ہے“...... راک فیلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ سنیک کے تذکرے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کہاں سے آ گیا“...... سینڈرا نے چونک کر کہا۔

”سنیک صرف نام کا ہی سنیک نہیں ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے علی عمران کا شاگرد ہے۔ اس کا نام کچھ اور ہے لیکن سب اسے ٹائیگر کے نام سے ہی جانتے ہیں۔ ٹائیگر بھی عمران کے کہنے پر ہمارے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ عمران چونکہ اس معاملے میں بذات خود ملوث ہے اور اس نے ہی جہاز سے تابوت اتروا کر ہمیں گرفتار کرانے کی کوشش کی تھی اس لئے ظاہر ہے اب ہمارے پیچھے سیکرٹ سروس ہاتھ دھو کر لگ جائے گی۔ اب ہمیں اور زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہو گی''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ میجر شہاب اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ طے ہے۔ اب میجر شہاب پاکیشیا سیکرت سروس کی حفاظت میں ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''تو کیا اب ہمیں میجر شہاب کو حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا ہو گا''...... سینڈرا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''کیا تمہارے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی کلیو ہے''۔ سینڈرا نے کہا۔

''فی الحال تو نہیں ہے لیکن اب ٹائیگر کے سامنے آنے کے بعد اس بات کی امید ہو گئی ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ

سکیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''میرے خیال میں تم بہت بڑی حماقت کر رہے ہو''۔ سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''حماقت۔ کیا مطلب۔ کیسی حماقت''...... راک فیلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یا تو تم حماقت کر رہے ہو یا پھر ٹائیگر سے لڑ کر تمہارا دماغ گھوم گیا ہے اور تمہیں سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو''۔ سینڈرا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو راک فیلڈ اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''صاف صاف کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو''...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

''تم نے رام پال کو ٹائیگر کو اغوا کرنے کا کہا ہے۔ یہ تمہاری حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے''...... سینڈرا نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ تم مجھ سے کس انداز میں بول رہی ہو۔ تم ہوش میں تو ہو''۔ راک فیلڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تو ہوش میں ہوں لیکن تمہارے ہوش کہاں گم ہیں۔ تم نے بتایا ہے کہ ٹائیگر کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ آسانی سے قابو آنے والا انسان نہیں ہے۔ اگر وہ تمہاری ایسی حالت کر سکتا ہے تو کیا رام پال اسے آسانی سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا''...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نہ سمجھنے والے انداز میں

اسے دیکھنے لگا۔

''میں سمجھ نہیں رہا۔ آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو''...... راک فیلڈ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اگر رام پال کو ٹائیگر نے قابو میں کر لیا تو وہ رام پال کے ذریعے یہاں ہم تک پہنچ جائے گا''...... سینڈرا نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اوہ۔ واقعی یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے''...... راک فیلڈ نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''تو کیا میں سمجھوں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈر گئے ہو یا پھر واقعی یہاں کی آب و ہوا تمہیں راس نہیں آئی ہے اور تمہاری صلاحیتوں کو زنگ لگ گیا ہے''...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''ہونہہ۔ تم مجھے چیلنج کر رہی ہو سینڈرا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی میری صلاحیتوں کو زنگ لگا ہے۔ ٹھیک ہے تم نے مجھے چیلنج کیا ہے اب دیکھنا میں کس طرح سے پاکیشیا سیکرٹ سروس پر قہر بن کر ٹوٹتا ہوں''...... راک فیلڈ نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''پہلے ٹھیک تو ہو جاؤ۔ اس حالت میں تم کیا کرو گے''۔ اسے غصے میں اٹھتے دیکھ کر سینڈرا نے پریشانی سے کہا۔

''نہیں۔ اب یہ میری انا کا مسئلہ ہے جب تک میں اپنا کام

را نہیں کر لیتا۔ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ آؤ۔
ہیں یہ ٹھکانہ فوری طور پر چھوڑنا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا اور
ں سے پہلے کہ سینڈرا اس سے کچھ کہتی وہ تقریباً دوڑتا ہوا دوسرے
کرے میں چلا گیا۔ اس کمرے سے اس نے اسلحہ، کرنسی اور
ورت کا دوسرا سامان اٹھا کر ایک تھیلے میں ڈالا اور تھیلا ایک
ف رکھ کر وہ تیزی سے واش روم میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ
ہر آیا تو اس نے نہ صرف لباس بدلا ہوا تھا بلکہ اس کا میک اپ
ا بدل چکا تھا۔ سینڈرا بھی اس دوران کمرے میں پہنچ گئی تھی۔

''چلو''...... راک فیلڈ نے تھیلا اٹھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن جانا کہاں ہے''...... سینڈرا نے حیرت سے پوچھا۔

''تم چلو اور اب تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں''...... راک فیلڈ نے
یلے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا
ا۔

''پھر بھی تم نے کچھ تو سوچا ہو گا۔ آخر تمہارا کیا کرنے کا ارادہ
''...... سینڈرا نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

''میں اب رام پال کا سہارا نہیں لینا چاہتا۔ میرے پاس کافی
ی ہے۔ اس کرنسی کی مدد سے ہم اپنے لئے نئی رہائش گاہ اور کار
سکتے ہیں۔ ہم رام پال کو بھی نہیں بتائیں گے کہ ہم کہاں ہیں۔
کے بعد میں عمران کو ڈھونڈوں گا۔ اس کے ایک ٹھکانے کا تو
پتہ ہے۔ اگر وہ وہاں مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے ہر جگہ

تلاش کروں گا اور پھر دیکھوں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے''...... راک
نے کہا تو سینڈرا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

راک فیلڈ پورچ سے کار لئے بغیر سینڈرا کے ساتھ رہائش
سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے تھیلا اپنے کاندھے سے لٹکا لیا
مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک مصروف سڑک پر آ
نہیں وہاں سے آسانی سے ایک ٹیکسی مل گئی۔ کچھ ہی دیر
ٹیکسی میں سوار مین شہر کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ راک
ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھ کر رینٹ پر کار مہیا کرنے والے ڈیلر
پاس پہنچا۔ وہاں سے اس نے بھاری ایڈوانس دے کر رینٹ
حاصل کی اور پھر وہ اس کار میں پراپرٹی ڈیلر کی تلاش میں نکل
ایک پراپرٹی ڈیلر سے مل کر اس نے جدید کالونی میں ایک م
سائز کی کوٹھی بھی کرائے پر حاصل کر لی۔ کوٹھی میں فون
سہولت موجود تھی۔

کچھ دیر نئی رہائش گاہ میں آرام کرنے کے بعد راک فیل
فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی د

''مجھے کنگ روڈ، فلیٹ نمبر دو سو کے علی عمران کا فو
چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ایک منٹ ہولڈ کریں جناب''...... آپریٹر
راک فیلڈ نے چونکہ عمران کے نام کے ساتھ اس کے فلیٹ

بتایا تھا اس لئے آپریٹر کو فلیٹ کا نمبر ڈھونڈنے میں زیادہ دیر
لگی تھی اور اس نے فوراً ہی راک فیلڈ کو عمران کے فلیٹ کا فون
بتا دیا۔ راک فیلڈ نے شکریہ کہہ کر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون
کی اور پھر اس نے آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے
ع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز
دی۔

''میرا نام کلارنس ہے۔ میں عمران صاحب کا دوست ہوں۔
ان سے بات کرنی ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''سوری۔ وہ یہاں موجود نہیں ہیں''...... دوسری طرف سے
ن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ
ے کہاں مل سکتے ہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ سوری''...... سلیمان نے ایک بار پھر سپاٹ
میں کہا اور اس بار دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ رسیور
کی آواز سن کر راک فیلڈ نے بے اختیار غصے سے ہونٹ بھینچ
اس کا چہرہ سلیمان کے سپاٹ پن سے بری طرح سے بگڑ گیا

''کیا ہوا''...... سینڈرا نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ آؤ۔ ہم عمران کے فلیٹ میں چلتے ہیں۔ ہمیں خود

ہی چیک کرنا پڑے گا کہ وہ واقعی وہاں ہے یا نہیں''...... راک فیلڈ نے غصے سے رسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سینڈرا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ ہی دیر میں دونوں کار میں سوار تیزی سے کنگ روڈ کی جانب اُڑے جا رہے تھے۔ کنگ روڈ کی طرف جاتے ہوئے انہیں رام پال کے ریڈ کلب کے سامنے سے گزرنا تھا۔ جیسے ہی راک فیلڈ نے کار ریڈ کلب کے سامنے سے گزاری اسی لمحے اس کی نظریں کلب کے احاطے میں داخل ہوتی ہوئی ایک کار پر پڑیں۔ کار میں دو افراد سوار تھے۔ انہیں دیکھ کر راک فیلڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور اس نے کچھ فاصلے پر کار لے جا کر روک دی۔

''کیا ہوا۔ تم نے یہاں کار کیوں روکی ہے''...... سینڈرا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہم جن کی تلاش میں ہیں وہ ریڈ کلب میں جا رہے ہیں''۔ راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا چونک پڑی۔

''ریڈ کلب۔ کیا مطلب۔ کیا وہ رام پال کے پاس گئے ہیں''۔ سینڈرا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ یہاں آنے کا اور ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو میرا اندازہ درست تھا کہ وہ رام پال تک پہنچ جائیں گے''...... سینڈرا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم نے واقعی درست اندازہ لگایا تھا۔ ہم رام پال کے چکر میں رہتے تو اب تک یہ واقعی ہمارے سروں پر پہنچ چکے ہوتے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''یہیں رک کر انتظار کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ یہاں سے نکل کر کدھر جاتے ہیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔ اس کی نظریں ریڈ کلب کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک راک فیلڈ کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا۔ اس نے فوراً اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

''کیا ہوا۔ کہاں جا رہے ہو''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ابھی آتا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کلب کے احاطے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ احاطے میں داخل ہو کر وہ ٹہلنے کے انداز میں اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں عمران کی کار کھڑی تھی۔ عمران کی کار کی چھت نہیں تھی۔ راک فیلڈ نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور پھر وہ کار کے قریب آ کر یوں لڑکھڑایا جیسے اس نے زمین پر پڑی کسی چیز سے ٹھوکر کھائی ہو۔ لڑکھڑانے سے پہلے اس نے بٹن نما آلہ اپنے انگوٹھے کی ساتھ والی انگلی پر رکھ لیا تھا اور پھر وہ جیسے ہی لڑکھڑایا اس نے انگوٹھے کی مدد سے آلہ کار میں اچھال دیا۔ آلہ سیاہ رنگ کا

تھا۔ کار میں وہ پائیدان پر گرا اور یوں چپک گیا جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے۔ آلے کو صحیح جگہ پہنچتے دیکھ کر راک فیلڈ کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ وہ پلٹا اور پھر ٹہلنے والے انداز میں احاطے سے باہر آ گیا اور واپس اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔

''کہاں گئے تھے''...... سینڈرا نے حیرت سے پوچھا۔

''ایک چھوٹا سا کام کرنے گیا تھا''...... راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ہیڈ فون نکالا اور اسے آن کر کے اپنے کان میں لگا لیا۔

''سمجھ گئی۔ تم ان کی کار میں ڈکٹا فون لگا کر آئے ہو جس کا رسیور اب تم اپنے کان میں لگا رہے ہو''...... سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں راک فیلڈ بھی مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد راک فیلڈ کو عمران اور ٹائیگر دروازے سے نکلتے دکھائی دیئے۔ راک فیلڈ نے عمران کو کار میں بیٹھے دیکھا جبکہ ٹائیگر وہیں رک گیا تھا۔ پھر اس کی کار کلب کے احاطے سے نکلتی دکھائی دی۔ راک فیلڈ نے کار کا انجن بند کر رکھا تھا جیسے ہی اس نے عمران کو ریڈ کلب کے احاطے سے کار باہر لاتے دیکھا اس نے فوراً کار کا انجن اسٹارٹ کر لیا۔

''ٹائیگر یہیں رک گیا ہے۔ تم اس کی نگرانی کرو۔ میں عمران کے پیچھے جاتا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے کچھ کرنسی دے دو جو یہاں میرے کام آ سکتی ہے''۔ سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے جیب سے ایک بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ نوٹوں کی گڈی لے کر سینڈرا فوراً کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ چند ہی لمحوں کے بعد عمران کی کار راک فیلڈ کی کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ اسے آگے بڑھتے دیکھ کر راک فیلڈ کار سڑک پر لایا اور پھر اس نے اپنی کار عمران کی کار کے پیچھے لگا دی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس کے کان میں لگے ہوئے آلے میں اسے عمران کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے شاید سیل فون پر کسی سے رابطہ کیا تھا۔

''یس ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... حساس ڈکٹا فون کی وجہ سے راک فیلڈ کو سیل فون کے اسپیکر سے نکلتی ہوئی ایک مردانہ آواز بھی سنائی دی۔ آواز گو ہلکی تھی لیکن حساس ڈکٹا فون کی وجہ سے یہ آواز راک فیلڈ بخوبی سن سکتا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران بیٹا تم۔ کہو کیسے ہو''...... ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''میرا تو جو حال کل تھا وہی آج ہے۔ میں کل بھی کنوارا تھا اور آج بھی ایسا ہی ہے۔ آپ بتائیں۔ میرے مریض کی اب طبیعت کیسی ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور مریض کا سن کر راک فیلڈ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"میجر شہاب کی طبیعت اب مکمل طور پر بحال ہو گئی ہے۔ انہیں سرداور اپنے ساتھ لے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی تو راک فیلڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"سرداور۔ کیا مطلب۔ کیا وہ انہیں اپنی لیبارٹری میں لے گئے ہیں"...... عمران کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس کے بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تم خود ہی انہیں فون کر کے معلوم کرلو کہ وہ میجر شہاب کو کہاں لے گئے ہیں۔ تم نے چونکہ مجھے ہدایات دی تھیں کہ اگر سرداور انہیں کہیں لے جانا چاہیں تو میں انہیں لے جانے دوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود بات کر لیتا ہوں ان سے۔ آپ کا شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ میجر شہاب کے حوالے سے عمران کو بات کرتے دیکھ کر راک فیلڈ کے جسم میں جیسے سرشاری کی لہریں سی دوڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس نے احتیاطاً عمران کی کار میں ڈکٹا فون پھینکا تھا اور اب وہی ڈکٹا فون اسے اہم معلومات پہنچانے کا بہترین ذریعہ بن گیا تھا۔

"یس۔ داور بول رہا ہوں"...... اسی لمحے اسے ایک اور آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ آپ نے اپنے نام کے ساتھ سر کا استعمال کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ کو اپنے نام کے ساتھ لگا ہوا سر اتنا ہی برا لگتا ہے تو یہ سر آپ مجھے کیوں نہیں دے دیتے"۔

عمران کی شرارت بھری آواز سنائی دی تو دوسری طرف سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے۔ آج سے یہ سر تمہارا ہوا سر عمران"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر عمران۔ ارے باپ رے۔ پھر تو مجھے ایک ساتھ دو دو سر رکھنے پڑیں گے۔ ایک میرا اپنا سر اور دوسرا آپ کا دیا ہو سر۔ پھر تو آپ کو مجھے سر عمران نہیں بلکہ سر سر عمران کہنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"سر سر عمران کہنے کی بجائے میں تمہیں ڈبل سر عمران کہہ لیا کروں گا"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"سنا ہے کہ آپ میرے محترم مریض دوست کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں کہیں غیر ملکی مجرم کی طرح آپ نے بھی تو اسے اغوا کرنے کا پروگرام نہیں بنا لیا"...... عمران نے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو۔ جس کے پاس اس قدر نایاب اور قیمتی خزانہ ہو اسے اغوا ہی کیا جا سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"بہت خوب۔ اگر ملک کا مایہ ناز سائنس دان ہی اغوا کرنے لگ گیا ہے تو پھر اس ملک کے مجرموں سے کیا امید کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو سرداور ہنسنے لگے۔

"اچھا بتاؤ کس لئے فون کیا ہے۔ میں اپنی رہائش گاہ میں میجر شہاب سے ضروری ڈسکس کر رہا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"بس یہی پوچھنا تھا کہ آپ ان صاحب کو اپنے ساتھ کہاں لے گئے ہیں۔ اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو میں بھی آپ کے پاس آ جاؤں۔ صبح سے ناشتہ تک نہیں کیا ہے اور اب لنچ کا وقت بھی گزرا جا رہا ہے۔ آپ ازراہ کرم ہی سہی لنچ تو کرا ہی دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ پھر تینوں ایک ساتھ ہی لنچ کر لیں گے"۔ سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران نے سرداور سے چند مزید باتیں کی اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران سرداور کی رہائش گاہ میں میجر شہاب سے ملنے جا رہا تھا۔ میجر شہاب تک پہنچنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا تھا۔ راک فیلڈ کا دل میجر شہاب تک پہنچنے کے لئے بلیوں اچھلنا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے اور زیادہ محتاط انداز میں عمران کی کار کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔

ریڈ کلب میں پہنچ کر عمران کو معلوم ہوا کہ رام پال وہاں موجود نہیں ہے تو اس نے ٹائیگر کو وہیں رک کر رام پال کا انتظار کرنے کا کہا اور پھر وہ اپنی کار میں دانش منزل جانے کے لئے روانہ ہو گیا۔

ابھی تک اسے راک فیلڈ کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں ملی تھیں اور نہ اسے یہ پتہ تھا کہ راک فیلڈ کا تعلق کس ملک اور کس ایجنسی سے ہے۔ راک فیلڈ نے میجر شہاب کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی اور عمران نے اس کی کوشش ناکام بنا دی تھی اس لئے عمران نے ابھی تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو متحرک نہیں کیا تھا لیکن وہ چونکہ بھاگ نکلا تھا اور دوبارہ میجر شہاب کو اغوا کرنے کی کوشش کر سکتا تھا اس لئے عمران نے اب ممبران کو شہر میں پھیلا کر راک فیلڈ کو تلاش کرانے کا پروگرام بنا لیا تھا اور یہ کام وہ دانش منزل جا کر کرنا چاہتا تھا۔

دانش منزل جاتے ہوئے عمران نے سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر

صدیقی کو کال کر کے میجر شہاب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بتایا کہ سرداور انہیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ عمران نے سرداور سے بات کی تو انہوں نے اسے بتایا کہ وہ میجر شہاب کو اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ میں لے گئے ہیں۔ عمران نے سوچا کہ ایک بار اسے سرداور کی رہائش گاہ میں جا کر میجر شہاب سے مل لینا چاہئے۔ چنانچہ وہ فوراً سرداور کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سرداور کی رہائش گاہ میں ان کے اور میجر شہاب کے ساتھ سٹنگ روم میں تھا۔

''ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے''...... سرداور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ دلہن تیار ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دلہن۔ کیا مطلب''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''دلہن والے ہمیشہ دولہے کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ اب یہاں میرا انتظار ہو رہا تھا تو میں سمجھا......'' عمران نے مسکرا کر کہا۔

''بکواس مت کرو۔ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ میں حفاظت کے خیال سے انہیں اپنے ساتھ یہاں لے آیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ سیاحت کرتے ہوئے یہ ناگا لینڈ کے گھنے جنگل میں چلے گئے تھے جہاں انہیں اتفاق سے بلیک کرسٹان مل گیا تھا۔ چونکہ یہ اس دھات کے بارے میں ایک مضمون پڑھ چکے تھے اس

لئے انہوں نے دھات کو فوری طور پر پہچان لیا تھا انہوں نے ناگا جنگل سے بلیک کرسٹان کے سارے ٹکڑے اور ذرات سمیٹ لئے تھے اور لے کر پاکیشیا پہنچ گئے تھے''...... سرداور نے کہا۔

''اوہ۔ اسی لئے دنیا بھر کے سائنس دانوں اور ایجنٹوں کو ناگا جنگل سے کچھ نہیں ملا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ملتا بھی کیسے۔ اس دھات کو پہچانتے ہی میں نے وہاں جگہ جگہ اپنے خون سے اس دھات کو تلاش کیا تھا اور وہاں سے چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی اٹھا لایا تھا''...... میجر شہاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تو آپ کے جسم میں کئی لیٹر خون کی کمی ہو گئی ہو گی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ بالکل۔ اس قدر قیمتی اور نایاب دھات کے لئے مجھے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہانا پڑتا تو میں اس سے بھی گریز نہ کرتا۔ مجھے وہاں واقعی خاصا خون بہانا پڑا تھا لیکن اتفاق سے اس جنگل میں ریڈ کراٹ نامی ایک پھل وافر مقدار میں موجود تھا۔ جو وٹامنز اور پروٹین سے بھرا ہوا تھا۔ ان پھلوں کا رس پی کر انسان اپنے خون کی کمی کو پورا کر سکتا تھا۔ میں نے اپنے خون کی کمی پوری کرنے کے لئے انہی پھل کا وہاں زیادہ سے زیادہ استعمال کیا تھا اور جلد ہی میری صحت بحال ہو گئی تھی لیکن مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ میں نے وہاں سے بلیک کرسٹان کا ایک ایک ذرہ اٹھا لیا تھا

کیونکہ یہ دھات پاکیشیا کی تقدیر بدل سکتی ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''تو آپ نے بلیک کرسٹان پاکیشیا لاکر چھپا دیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ چونکہ میری جان کو خطرہ ہوسکتا تھا اس لئے میں خاموش تھا۔ میں نے ایک وصیت بنا کر بنک کے ایک لاکر میں رکھ دی تھی۔ اس وصیت میں، میں نے اپنی ساری جائیداد ایک ٹرسٹ کے نام کر دی تھی۔ جب اس وصیت کو کھولا جاتا تو اس کے ساتھ میرا لکھا ہوا ایک نوٹ بھی مل جاتا جس میں اس جگہ کا ذکر ہے جہاں میں نے بلیک کرسٹان چھپا رکھا ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''تو آپ اپنی موت کے بعد بلیک کرسٹان پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتے تھے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... میجر شہاب نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن شاید مجرموں کو اس بات کا پتہ چل گیا تھا کہ بلیک کرسٹان کی بہت بڑی مقدار آپ کے پاس ہے اس لئے انہوں نے آپ کو تلاش اور اغوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں تمہاری وجہ سے اغوا ہونے سے بچ گیا ہوں۔ نجانے راک فیلڈ کس ملک کا ایجنٹ ہے اور وہ مجھے کہاں لے جانے والا تھا۔ بلیک کرسٹان کے لئے میرے ساتھ غیر انسانی سلوک بھی

کیا جا سکتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ میری بوڑھی ہڈیاں تشدد برداشت نہ کر پاتیں اور مجھے اپنی جان بچانے کے لئے انہیں بلیک کرسٹان کے بارے میں سچائی بتانی پڑتی۔ ایسی صورت میں بلیک کرسٹان پاکیشیا کی بجائے کہیں اور پہنچ جاتا۔ تو میری ساری محنت اکارت ہو جاتی۔ اس لئے اب میں نے اپنی زندگی میں ہی بلیک کرسٹان پاکیشیائی حکومت کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے''۔ میجر شہاب نے کہا۔

''چلیں۔ دیر آئید درست آئید''...... عمران نے کہا۔

''میں نے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے فوری طور بلیک کرسٹان کو حکومتی تحویل میں لینے کی خواہش ظاہر کی۔ اب میں اس انتظار میں تھا کہ میں تمہارے اور میجر شہاب کے ساتھ وہاں جاؤں جہاں انہوں نے بلیک کرسٹان چھپایا ہوا ہے۔ وہاں سے ہم بلیک کرسٹان حاصل کر کے حکومت کی تحویل میں دے دیں گے اور ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور پاکیشیا دنیا کی نایاب اور قیمتی دھات سے مالا مال ہوجائے گا اور اس دھات کی مدد سے میں پاکیشیا کو حقیقی طور پر ناقابل تسخیر بنا دوں گا۔ دنیا کی کوئی بھی ایٹمی طاقت پاکیشیا کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گی اور پاکیشیا ایٹمی حملوں سے قطعی طور پر محفوظ ہو جائے گا''۔ سرداور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سارا کریڈٹ میجر شہاب کا ہے جو یہ ناگا جنگل سے سارا

بلیک کرسٹان سمیت لائے ہیں۔ اس نیکی کے بدلے میں انہیں کیا ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب سے درخواست کی ہے کہ میری بیوی کے نام ایک شاندار ٹرسٹ قائم کر دیا جائے یہ درخواست انہوں نے قبول کر لی ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی بیوی کے لئے یہ بھی کر سکوں تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہو سکتا ہے"...... میجر شہاب نے مسکرا کر کہا۔

"پاکیشیائی حکومت کو نایاب دھات مل گئی۔ جو ظاہر ہے سرداور کے پاس ہی آئے گی اور یہ اس دھات کو قیمتی دولت کا درجہ دے رہے ہیں۔ حکومت نے آپ کی بیوی کے نام شاندار ٹرسٹ بنانے کا بھی اقرار کر لیا ہے۔ مطلب یہ کہ سب کو کچھ نہ کچھ مل رہا ہے لیکن میرے ہاتھ تو خالی کے خالی رہ گئے"...... عمران نے کہا تو میجر شہاب اور سرداور ہنس پڑے۔

"تم بولو کیا چاہتے ہو۔ میں ابھی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ سے بات کرتا ہوں۔ تم جو چاہو گے تمہیں مل جائے گا"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زیادہ نہیں۔ آپ حکومت سے کہیں کہ وہ دس بیس سال کے لئے میرے باورچی خانے کا خرچہ اٹھا لیں جس کا انچارج سلیمان پاشا ہے۔ جس کا خرچہ مجھ جیسا حقیر فقیر بندۂ پرتقصیر اٹھانے سے قاصر ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس بس۔ مذاق ختم۔ اب میری پوری بات سنو"...... سرداور نے کہا۔

"اب بھی کچھ سننے کو باقی ہے"...... عمران نے کراہ کر کہا۔

"ہاں۔ میجر شہاب نے ایک خصوصی تھیلے میں بلیک کرسٹان پیک کیا تھا اور انہوں نے یہ تھیلا اپنی لے پالک سیاہ فام بیٹی مونا لیزا کو دیا تھا تاکہ وہ اسے کہیں لے جا کر چھپا دے اور مونا لیزا نے تھیلا پاکیشیا کی شمالی پہاڑیوں میں لے جا کر کہیں چھپا دیا ہے۔ یہ اقدام میجر شہاب نے اس لئے کیا تھا تاکہ اگر کوئی انہیں اغوا کر کے لے جائے اور ان سے زبردستی بلیک کرسٹان کا پوچھے تو کوئی فوری طور پر اس جگہ نہ پہنچ سکے جہاں بلیک کرسٹان چھپایا گیا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر صاحب نہیں جانتے کہ مونا لیزا نے بلیک کرسٹان پہاڑیوں میں کہاں چھپایا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں میں نہیں جانتا کہ مونا لیزا نے شمالی پہاڑیوں میں تھیلا کہاں چھپایا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس نے جہاں بھی تھیلا چھپایا ہوگا وہاں وہ محفوظ ہوگا"...... میجر شہاب نے کہا۔

"خدانخواستہ راک فیلڈ کے حملے میں آپ کے دو محافظوں کی طرح مونا لیزا کو بھی کچھ ہو جاتا تو"...... عمران نے کہا۔

"فکر والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے اس کا بھی انتظام کر دیا

تھا''...... میجر شہاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''کیسا انتظام''...... عمران نے پوچھا۔
''بلیک کرسٹان کے ساتھ میں نے تھیلے میں ہیکو ڈیوائس بھی ر
دی تھی۔ ڈیوائس سالوں تک چارج رہتی ہے اور اگر ہیکو ڈیٹا
استعمال کیا جائے تو اس کی مدد سے آسانی سے اس جگہ کا پتہ چ
جا سکتا ہے جہاں بلیک کرسٹان چھپا ہوا ہے۔ ہیکو ڈیوائس
بارے میں، میں نے وصیت کے ساتھ رکھے ہوئے لیٹر میں لکھ
تھا''...... میجر شہاب نے کہا۔
''گڈ شو۔ پھر پریشانی والی کون سی بات ہے۔ ابھی آپ
حیات ہیں اور آپ کی لاڈلی اور حسینۂ عالم مونا لیزا بھی۔ ا
ساتھ لے چلتے ہیں اور بغیر ہیکو ڈیٹکٹر کو استعمال کئے اس کی چھ
ہوئی جگہ سے بلیک کرسٹان کا تھیلا نکال لاتے ہیں''...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔
''پریشانی تو کوئی بھی نہیں ہے''...... سرداور نے مسکرا کر کہا۔
''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس قیمتی دھات کا ہم کریں
کیا۔ اگر اسے آپ دفاعی طور پر استعمال کرنے کے لئے قابلِ
بنا بھی لیں گے تو اس کے لئے ہمیں بڑے پراجیکٹ کی ضرور
ہو گی۔ اس وقت ملک صنعتی اور معاشی طور پر انتہائی بحرانوں کا ش
ہے۔ پاکیشیا کے پاس اتنی دولت نہیں ہے جو اس پراجیکٹ
استعمال کر سکے اور اگر ایسا سوچا گیا تو پاکیشیا کے دس بجٹ بھی ا

اجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہوں گے۔ میرے
یال کے مطابق تو یہ بلیک کرسٹان کا منصوبہ عمل میں لانا انتہائی
شکل ہے بلکہ ناقابلِ عمل ہے''...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
''تمہاری بات درست ہے عمران بیٹے۔ اتفاق سے مجھے بھی
ں دھات پر کچھ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ مجھے اس دھات میں
جود ایک عنصر کا پتہ چلا تو میں نے اس سلسلے میں اپنے طور پر کچھ
قیقات کی تھیں اور اسے ایک نئے زاویئے سے قابل عمل بنانے کا
چا تھا۔ میری یہ تحقیق تعمیری عمل کے حوالے سے تھی اور جب میں
ے اس دھات کے عناصر کا پتہ لگایا تو میرے سامنے ایک بالکل نئی
ت آئی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ اگر ہمیں بلیک کرسٹان کے چند گرام
ٹکڑے بھی مل جائیں تو ہم اسے قابل عمل بنا کر اسے سولر سسٹم
طور پر استعمال کر سکتے ہیں اور اس سسٹم سے اس قدر توانائی
ل کی جا سکتی ہے جس سے ہم پچاس ہزار میگا واٹ تک کی بجلی
ل کر سکتے ہیں۔ ہمارا ملک اس وقت توانائی کے بحران کا شکار
جس سے ملک کی ترقی کا پہیہ رکا ہوا ہے۔ لوگ بجلی کے لئے
ا رہے ہیں اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کارخانے، مشینری اور
ب ویل تک بند ہیں جس سے پاکیشیا کو معاشی اور صنعتی طور پر
ید خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر بلیک کرسٹان سے ہم
ا پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیں تو اس سے نہ صرف
ے ملک کی توانائی بحال ہو جائے گی بلکہ ہم اگلے کئی سو سالوں

تک اس بجلی سے کارخانے، صنعتیں، ٹیوب ویل اور مشینری چلا سکتے ہیں اور ملک تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر سکتا ہے اور بلیک کرسٹان سے بنائی جانے والی بجلی پر نہ تو زیادہ لاگت آئے گی اور نہ اس کے لئے کسی بڑے پراجیکٹ کی ضرورت پڑے گی۔ بلیک کرسٹان کے ذریعے ہم سالوں کی بجائے چند مہینوں میں توانائی کا بحران ختم کر سکتے ہیں اور میجر شہاب کے پاس بلیک کرسٹان کی جو مقدار ہے اس کے استعمال سے ہم پانچ سو سالوں تک توانائی حاصل کر سکتے ہیں بغیر کسی تعطل کے''...... سرداور نے کہا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی یہ دھات پاکیشیا کے لئے انتہائی قیمتی ثابت ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری بات سے لگ رہا ہے جیسے تم پہلے بلیک کرسٹان کے ملنے سے زیادہ خوش نہیں تھے''...... سرداور نے کہا۔

''جی ہاں۔ پاکیشیا کے حالات کی وجہ سے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ملک کو محفوظ رکھنے کے لئے اتنا بڑا پراجیکٹ کیسے بنایا جا سکتا ہے لیکن آپ نے تو نئی دریافت کے بارے میں بتا کر میرا نظریہ ہی بدل دیا ہے۔ اب مجھے بھی لگ رہا ہے کہ واقعی میجر شہاب نے بلیک کرسٹان کو حاصل کر کے حکومت کو ہی نہیں پاکیشیا کی کروڑوں عوام کو بھی ایک بڑا تحفہ دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر چلیں اس جگہ جہاں بلیک کرسٹان موجود ہے''...... سرداور

نے کہا۔

''ہاں ضرور۔ لیکن موجد کہاں ہے وہ نظر نہیں آ رہی''...... عمران نے کہا۔

''موجد۔ کیا مطلب''...... سرداور نے چونک کر کہا میجر شہاب بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''میں مونا لیزا کی بات کر رہا ہوں۔ بلیک کرسٹان چھپانے کے لئے اس نے ہی خفیہ جگہ دریافت کی تھی اور دریافت کرنے والے کو موجد ہی تو کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب اور سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''وہ ساتھ والے کمرے میں آرام کر رہی ہے''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک باہر سے کسی کی تیز چیخ کی آواز سنائی دی ساتھ ہی ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی وزنی چیز گری ہو۔ یہ آوازیں پچھلے ملحقہ کمرے کی طرف سے آئی تھیں۔ ان آوازوں کو سن کر سرداور، میجر شہاب اور عمران بری طرح سے چونک پڑے۔ عمران کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر وہ بے تحاشہ انداز میں پچھلے کمرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

عمران کو ایک جدید کالونی کی بڑی اور خوبصورت عمارت میں کار لے جاتے دیکھ کر راک فیلڈ نے اپنی کار رہائش گاہ سے کافی فاصلے پر روک لی تھی۔

عمران کو عمارت میں داخل ہوتے دیکھ کر اس نے اس عمارت کا راؤنڈ لگایا اور پھر اس عمارت کی عقبی جانب اسے ایک جگہ دکھائی دے گئی جہاں سے وہ عمارت میں داخل ہو سکتا تھا۔ سائنس دان کی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے تھے لیکن چونکہ راک فیلڈ ایک ٹاپ ایجنٹ تھا اس لئے وہ انتظامات اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ ملحقہ عمارتوں اور سائنس دان کی رہائش گاہ کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ راک فیلڈ نے دوسری عمارت کا جائزہ لیا جہاں اسے چھت کی طرف جاتا ہوا ایک پائپ دکھائی دیا تھا۔ چونکہ یہ پوش علاقہ تھا اس لئے وہاں موجود عمارتوں کے عقب کی طرف کوئی نہیں ہوتا تھا۔ راک فیلڈ کے لئے

موقع اچھا تھا وہ پائپ پر بندروں کی سی پھرتی سے چڑھتا چلا گیا اور پھر سائنس دان کی رہائش گاہ کی ساتھ والی عمارت کی چھت پر آ گیا۔ چھت پر آ کر اس نے چند لمحے توقف کیا پھر وہ جھکے جھکے انداز میں پنجوں کے بل چھت پر دوڑتا ہوا سائنس دان کی رہائش گاہ کی چھت پر آ گیا۔

سامنے ایک زینہ موجود تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ راک فیلڈ نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر دوسری جیب سے اس نے سائیلنسر نکال کر ریوالور پر فٹ کرنا شروع کر دیا۔ ریوالور پر سائیلنسر لگا کر وہ تیزی سے زینوں کی طرف بڑھا۔ اس نے احتیاط سے زینوں میں جھانکا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ راک فیلڈ اچھل کر زینوں پر آیا اور زینوں کی دیوار کے ساتھ لگ کر دونوں ہاتھوں میں سائیلنسر لگا ریوالور تھامے نیچے اترتا چلا گیا۔ وہ اب دوسری منزل پر تھا۔ ایک راہداری میں نچلے کمروں کے روشن دان تھے۔ راک فیلڈ ایک روشن دان کے پاس آیا تو اسے وہاں سے چند آوازیں سنائی دیں۔ راک فیلڈ سائیڈ سے لگ گیا اور اس نے احتیاط سے روشن دان سے نیچے جھانکنا شروع کر دیا۔ لیکن سب شاید سائیڈ میں بیٹھے تھے اس لئے اسے نیچے موجود افراد دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ اسی لمحے راک فیلڈ کے کان میں میجر شہاب کی آواز پڑی تو وہ بری طرح سے چونک پڑا اور اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ خوش تھا کہ عمران کا تعاقب کر کے وہ ٹھیک اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں میجر

شہاب موجود تھا۔ اس نے عمران کی آواز بھی پہچان لی تھی۔ تیسری
آواز کسی بوڑھے آدمی کی تھی جو ظاہر ہے سرداور ہی ہو سکتے تھے۔
وہ تینوں آپس میں بلیک کرسٹان کی ہی باتیں کر رہے تھے۔ راک
فیلڈ خاموشی سے ان کی باتیں سننے لگا۔ یہ سن کر راک فیلڈ کا چہرہ
بگڑ گیا کہ میجر شہاب نے ناگا کے جنگلوں سے سارا بلیک کرسٹان
حاصل کر لیا تھا جس کی وجہ سے ناگا جنگل میں جانے والے ماہرین
کوشش کے باوجود وہاں سے بلیک کرسٹان کا ایک ذرہ بھی تلاش
نہیں کر سکے تھے۔ ان کی باتیں سن کر راک فیلڈ کو پتہ چل گیا کہ
میجر شہاب نے بلیک کرسٹان اپنی سیاہ فام محافظ لڑکی کی مدد سے شمالی
پہاڑیوں میں کہیں چھپا رکھا ہے اور اب وہ اسے ساتھ لے کر وہاں
سے بلیک کرسٹان نکالنے جا رہے تھے۔ ابھی راک فیلڈ ان کی باتیں
سن ہی رہا تھا کہ اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس
ہوا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے
کہ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا اسے تیز نظروں سے
گھور رہا تھا۔ وہ نجانے کب راہداری سے گزر کر اس طرف آ گیا
تھا۔ اس کے دونوں پہلوؤں میں ہولسٹر لٹکے ہوئے تھے جن میں
سے بھاری ریوالوروں کے دستے جھانکتے ہوئے صاف دکھائی دے
رہے تھے۔

نوجوان شاید اس عمارت کا محافظ تھا۔ اس نے راک فیلڈ کو اپنی
طرف مڑتے دیکھا تو اس کے ہاتھ تیزی سے ہولسٹروں میں موجود

ریوالوروں کے دستوں پر پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ ریوالور نکال
کر راک فیلڈ پر تانتا راک فیلڈ نے فوراً اپنے ریوالور کی گولی اس
پر داغ دی۔ سائیلنسر لگے ریوالور سے ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی
نکل کر ٹھیک نوجوان کے سینے پر پڑی۔ نوجوان کے حلق سے تیز چیخ
نکلی اور وہ اچھل کر دھم سے نیچے گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا
راک فیلڈ کے ریوالور سے ایک اور گولی نکل کر اس کی پیشانی پر
پڑی اور نوجوان کی کھوپڑی میں سوراخ ہوتا چلا گیا۔ نوجوان کو ایک
جھٹکا لگا اور وہ وہیں ساکت ہو گیا۔ اس کے سر سے نکلنے والے خون
سے اس کے ارد گرد خون کا تالاب بننا شروع ہو گیا۔

راک فیلڈ، نوجوان کو گولیاں مارتے ہی چھلاوے کی طرح پلٹا
اور بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ سیڑھیاں
پر چڑھتا ہوا وہ تیزی سے چھت پر واپس آیا اور پھر وہ تیزی سے
اسی چھت کی طرف بھاگتا چلا گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔ دوسری
چھت پر آتے ہی اس نے جمپ لگایا اور چھت سے نیچے کودتا چلا
گیا۔ نیچے کودتے ہوئے اس نے انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنا جسم
سانپ کی طرح پلٹایا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ اسی برساتی پائپ
پر تھے جس سے چڑھ کر وہ چھت پر آیا تھا۔ پائپ پکڑتے ہی وہ
تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گیا۔ نیچے آتے ہی اس کی نظریں
چھت پر پڑیں تو اسے وہاں ایک آدمی بھاگ کر اس طرف آتا ہوا
دکھائی دیا۔ اس آدمی کو دیکھ کر راک فیلڈ کے جسم میں جیسے بجلی سی

بھر گئی وہ مڑا اور انتہائی برق رفتاری سے سامنے موجود ایک اور عمارت کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ چھت پر موجود آدمی کنارے پر آتا راک فیلڈ بے تحاشہ بھاگتا ہوا عمارت کی سائیڈ میں موجود گلی میں گھس گیا اور پھر رکے بغیر وہ دوڑتا چلا گیا۔ گلی سے نکل کر وہ دوسری اور پھر تیسری گلی میں گھس گیا۔ وہ جیسے کسی پرندے کی طرح اُڑا چلا جا رہا تھا۔ مختلف گلیوں سے بھاگتا ہوا وہ ایک سڑک پر آ گیا۔ اس کی کار دوسری سمت میں تھی جبکہ وہ الٹی سمت میں بھاگا تھا لیکن اب چونکہ اس کی کار نظروں میں آ سکتی تھی اس لئے اس نے کار کی کوئی پرواہ نہ کی اور تیزی سے سڑک پر آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر سڑک کے کنارے پر کھڑی ایک خالی ٹیکسی دیکھ کر وہ تیزی سے اس میں داخل ہو گیا۔

”جناب۔ یہ ٹیکسی انگیج ہے“...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور نے اسے ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں تین گنا کرایہ دوں گا۔ مجھے یہاں سے جلدی جانا ہے“...... راک فیلڈ نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا اور بڑا نوٹ دیکھ کر ڈرائیور کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”کہاں جانا ہے صاحب“...... ڈرائیور نے اس سے نوٹ جھپٹ کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا جیسے اسے خدشہ ہو کہ راک فیلڈ نوٹ واپس اپنی جیب میں نہ رکھ لے۔

”گرے ہاؤس“...... راک فیلڈ نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو دور کے علاقے میں موجود گرے ہاؤس کا پتہ بتایا تھا اور اسے دور لے جانے کا سوچ کر ڈرائیور کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے سر ہلا کر فوراً ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ٹیکسی دو تین ذیلی سڑکیں کراس کر کے مین سڑک پر آ گئی۔

”روکو۔ ٹیکسی روکو ایک طرف“...... اچانک راک فیلڈ نے تیز لہجے میں کہا تو ڈرائیور نے چونک کر ٹیکسی سائیڈ پر کی اور روک لی۔

”کیا ہوا صاحب“...... ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے“...... راک فیلڈ نے کہا اور اس نے جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر اس کی طرف اچھالا اور دروازہ کھول کر ٹیکسی سے باہر آ گیا۔ دو بڑے نوٹ لے کر ٹیکسی ڈرائیور کی باچھیں پھیل گئی تھیں۔ اس نے طویل سفر بھی نہیں کیا تھا اور اسے تین گنا کرایہ بھی مل گیا تھا۔

”شکریہ جناب“...... ٹیکسی ڈرائیور نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی کہ کہیں راک فیلڈ اس سے باقی پیسے نہ مانگ لے۔ راک فیلڈ اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک ٹیکسی ڈرائیور آگے جا کر دوسری سڑک پر نہ مڑ گیا۔ اس کے بعد اس نے سڑک کراس کی اور سڑک کے دوسرے کنارے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک دوسری ٹیکسی

روکی اور پھر وہ اس میں سوار ہو گیا۔

"کراس کالونی"...... اس نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ کراس کالونی پہنچ گیا۔ اس نے کراس کالونی کی ایک گلی میں ٹیکسی رکوائی اور ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے آگے بڑھ گیا۔ جب ٹیکسی آگے روانہ ہوئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار تک پہنچ گیا۔ اس نے کار چونکہ سرداور کی رہائش گاہ سے کافی فاصلے پر چھوڑی تھی اس لئے شاید کسی نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ گلی خالی تھی اس لئے راک فیلڈ فوراً کار میں بیٹھ گیا اور پھر اس نے کار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ایک قیمتی راز حاصل کر لیا تھا۔ اس نے میجر شہاب، عمران اور سرداور کی ساری باتیں سن لی تھیں اور اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ میجر شہاب نے بلیک کرستان کا خزانہ کہاں چھپا رکھا ہے اور اسے وہاں سے کیسے ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ اسے اب میجر شہاب کو اغوا کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی تھی اس لئے اب وہ شمالی پہاڑیوں میں جا کر خود بلیک کرستان حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ اپنی رہائش گاہ پہنچ گیا۔ سینڈرا رہائش گاہ میں ہی موجود تھی جسے وہ ریڈ کلب میں ٹائیگر کی نگرانی کے لئے چھوڑ کر آیا تھا۔

"تم یہاں۔ میں نے تو تمہیں ٹائیگر کی نگرانی کے لئے کہا تھا

پھر تم یہاں کیا کر رہی ہو"...... راک فیلڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کلب کے سامنے ایک ریسٹورنٹ میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہاں اس نے کافی پی اور پھر وہ کچھ دیر رک کر ایک ٹیکسی ہائر کر کے وہاں سے چلا گیا۔ میں نے بھی ایک ٹیکسی میں اس کا تعاقب کیا تھا۔ وہ سیدھا اس ہوٹل میں گیا تھا جہاں وہ رہتا ہے۔ چونکہ تم نے مجھے پہلے ہی اس کے ہوٹل والے ٹھکانے کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے میں وہاں سے چلی آئی"...... سینڈرا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اچھا کیا جو تم واپس چلی آئی۔ اب ہمیں ان سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں"...... سینڈرا نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور راک فیلڈ نے اسے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر سینڈرا کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا۔ چونکہ باس نے اسے سینڈرا کو بلیک کرستان کے بارے میں کچھ بتانے سے منع کر رکھا تھا اس لئے اس نے اسے بلیک کرستان کی بجائے اس کے سامنے ایک خفیہ راز کے الفاظ استعمال کئے تھے۔

"گڈ شو۔ پھر تو واقعی ہمارا سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ اگر ہمیں وہ راز مل گیا تو پھر میجر شہاب کو اغوا کر کے لے جانے سے راز لے جانا زیادہ آسان ہو گا"...... سینڈرا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس لئے اب ہم سیدھے شمالی پہاڑیوں میں جائیں گے اور وہاں سے راز حاصل کر کے فوراً یہاں سے نکل جائیں گے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''لیکن تم وہاں سے راز کیسے تلاش کرو گے۔ تم نے تو کہا ہے کہ وہ راز میجر شہاب کی محافظ سیاہ لڑکی نے چھپایا ہے''...... سینڈرا نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ ہمیں بازار سے بس ایک آلہ لینا ہے۔ اس آلے کی مدد سے ہم ٹھیک اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں وہ راز چھپایا گیا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اور تم یہ بھی کہہ رہے ہو کہ عمران اور پاکیشیائی سرداور بھی وہ راز لینے وہاں جا رہے ہیں۔ ادھر ہم بھی وہاں گئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان کی نظروں میں آ جائیں''...... سینڈرا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے دماغ میں ایک آئیڈیا ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''کیسا آئیڈیا''...... سینڈرا نے چونک کر کہا۔

''ہم شمالی پہاڑیوں میں جا کر چھپ جاتے ہیں۔ جیسے ہی عمران اور سرداور میجر شہاب اور مونا لیزا کے ساتھ وہاں آئیں گے ہم ان پر نظر رکھیں گے اور میں عمران کی کار میں موجود ڈکٹا فون کے رسیور کے ذریعے یہ معلوم کر لوں گا کہ راز کہاں چھپایا گیا ہے پھر ہم وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر جب مونا لیزا مخصوص جگہ سے راز نکال

کر لائے گی تو ہم ان سے راز حاصل کرنے کے لئے ان پر بھوکے شیروں کی طرح جھپٹ پڑیں گے۔ اس طرح ہمیں راز بھی مل جائے گا اور ہم میجر شہاب کے ساتھ ساتھ عمران کا بھی خاتمہ کر دیں گے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''اور سرداور''...... سینڈرا نے کہا۔

''اسے گولی مارنے میں ہمیں بھلا کون سی مشکل ہو گی''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''مطلب یہ کہ تم ایک تیر سے چار شکار کرنا چاہتے ہو''۔ سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان چاروں کا خاتمہ ضروری ہے تاکہ ہم راز لے کر یہاں سے آسانی سے نکل سکیں ورنہ عمران جیسے انسان کو کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ پھر ہم تک پہنچ جائے''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو پھر جلدی چلو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے پہنچ جائیں اور راز نکال کر لے جائیں اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں''...... سینڈرا نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ اس بار ہمیں ہاتھ نہیں ملنے پڑیں گے۔ وہ راز ہم ہر قیمت پر حاصل کر کے رہیں گے''...... راک فیلڈ نے کرخت لہجے میں کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھا تو اسے تیسری منزل کے ایک کمرے کے روشن دان کے پاس سرداور کی رہائش گاہ کے ایک محافظ کی لاش پڑی دکھائی دی۔ عمران کو چھت کی سیڑھیوں سے تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا اور چھت پر پہنچ گیا۔ اسے لمحے اس نے ایک سائے کو ملحقہ عمارت سے کود کر پچھلی طرف موجود ایک بڑی عمارت کے ساتھ والی گلی کی طرف غائب ہوتے دیکھا۔ عمران چھت کے کنارے پر آ کر کچھ دیر کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی دکھائی دے رہی تھی۔ گلی میں غائب ہونے والے آدمی کی وہ شکل تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اس کے قد کاٹھ سے عمران کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ راک فیلڈ ہی تھا۔ راک فیلڈ نے جو لباس پہن رکھا تھا اسے دیکھ کر عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔ اس نے اس لباس میں ملبوس ایک آدمی کو اپنی کار کے پیچھے دوسری کار میں آتے

دیکھا تھا۔ عمران کے ذہن میں چونکہ ایسا کوئی تصور موجود نہیں تھا کہ راک فیلڈ جدید سائنسی دور میں اس طرح اس کی کار کا تعاقب کرسکتا ہے اس لئے اس نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ عمران کچھ دیر وہاں رکا رہا پھر وہ واپس پلٹ آیا۔

''کون تھا''...... راہداری میں کھڑے سرداور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ظاہر ہے ان کی رہائش گاہ کا ایک محافظ گولیوں کا شکار ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ بے حد پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

''راک فیلڈ''...... عمران نے کہا تو سرداور کے ساتھ کھڑے میجر شہاب بھی چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو وہ یہاں تک پہنچ گیا''...... میجر شہاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ وہ میری حماقت کی وجہ سے یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہے''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''تمہاری حماقت۔ کیا مطلب''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''وہ میری کار کا تعاقب کر رہا تھا اور میں نے اپنی حماقت کی وجہ سے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ اگر مجھے ذرا سا بھی شک ہو جاتا کہ وہ میرا تعاقب کر رہا ہے تو میں اسے کسی بھی طرح یہاں نہ آنے دیتا''...... عمران نے کہا۔

''اب کیا ہوگا۔ وہ شاید روشن دان میں کھڑا ہماری باتیں سن رہا تھا۔ اب تو اسے بھی پتہ چل گیا ہوگا کہ بلیک کرسٹان میرے پاس

ہے اور میں نے مونا لیزا کی مدد سے اسے کہاں چھپا رکھا ہے“۔ میجر شہاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ وہ بلیک کرسٹان تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں پہلے اس میں زیادہ دلچسپی نہیں لے رہا تھا لیکن اس نے یہاں آ کر اور ایک محافظ کو قتل کر کے اپنے موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اب وہ زندہ نہیں رہے گا“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی دکھائی دے رہی تھی۔

”کیا تم نے واقعی پہچان لیا تھا کہ وہ راک فیلڈ ہی ہے“۔ سر داور نے کہا۔

”جی ہاں۔ اس کے علاوہ یہاں اور کسی کو آنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”پھر ہمیں اب بلیک کرسٹان کو اس جگہ سے نکالنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں سے سیدھا شمالی پہاڑیوں میں پہنچ جائے اور بلیک کرسٹان ڈھونڈ کر نکال لے جائے۔ ایسا ہوا تو پاکیشیا کو ناقابلِ تلافی کی حد تک نقصان ہو گا“...... سر داور نے اسی طرح سے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چلیں ہم شمالی پہاڑیوں سے بلیک کرسٹان نکال لاتے ہیں“...... عمران نے کہا۔ عمران نے اپنی اور سر داور نے اپنی کار نکالی، اس کی سائیڈ سیٹ پر میجر شہاب بیٹھ گئے جبکہ مونا لیزا کو عمران نے اپنے ساتھ بٹھا لیا تا کہ وہ اسے راستہ بتا سکے۔ عمران

نے کار رہائش گاہ سے نکالی اور سر داور بھی اپنی کار باہر لے آئے ور پھر دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے انتہائی تیز رفتاری سے ثالی پہاڑیوں کی طرف دوڑتی چلی گئیں۔

دو گھنٹے کے سفر کے بعد وہ شمالی پہاڑیوں میں تھے۔ مونا لیزا مران کو راستہ بتاتی جا رہی تھی۔ پہاڑی راستوں سے گزرتے وئے مونا لیزا انہیں وہاں موجود ایک چھوٹے سے جنگل میں لے ئی۔ چونکہ جنگل میں وہ کاریں آگے نہیں لے جا سکتے تھے اس لئے ہوں نے آگے کا سفر پیدل طے کیا اور پھر مونا لیزا انہیں لے کر ب چھوٹی سی جھیل کے پاس آ کر رک گئی۔

جھیل کے پاس آ کر مونا لیزا اشارے سے میجر شہاب کو کچھ نا شروع ہو گئی۔

”کیا کہہ رہی ہے یہ“...... سر داور نے حیرت بھرے لہجے میں ہا۔

”یہ میجر شہاب کو بتا رہی ہے کہ اس نے بلیک کرسٹان جو ایک ے اور واٹر پروف تھیلے میں ہے اس جھیل کی تہہ میں موجود انوں میں چھپایا ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”تو اس سے کہو کہ یہ جھیل سے تھیلا نکال لائے“...... سر داور ے کہا تو میجر شہاب، مونا لیزا کو جھیل سے تھیلا لانے کے لئے اس ے بات کرنے لگے۔ مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس ے اچانک جھیل میں چھلانگ لگا دی۔

جھیل کا پانی زیادہ صاف نہیں تھا۔ مونا لیزا اوپر اوپر تو مچھلی کی طرح تیرتی دکھائی دی پھر اس نے ڈبکی لگائی اور پانی کے نیچے چلی گئی۔

''عجیب ہے یہ لڑکی بھی''...... سرداور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''صرف عجیب نہیں بلکہ غریب بھی ہے بے چاری اگر ان دونوں لفظوں کو ملا لیا جائے تو عجیب و غریب بنتا ہے''...... عمران نے کہا تو سرداور کے ساتھ میجر شہاب بھی ہنس پڑے۔

''اب بس۔ یہ جلد سے جلد جھیل سے بلیک کرسٹان نکال لے۔ میں تو بلیک کرسٹان دیکھنے کے لئے بے تاب ہوا جا رہا ہوں''۔ سرداور نے کہا۔

''اس عمر میں اتنی بے تابی اچھی نہیں ہوتی۔ بے تابی سے سٹریس ہوتا ہے اور سٹریس ہیجان خون کی پہلی نشانی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو ہیجان خون ہوا تو مجھے خواہ مخواہ آپ کو اٹھا کر جھیل کے ٹھنڈے پانی میں ڈبکیاں کھلانی پڑیں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے حصے کی ڈبکیاں تم کھا لینا۔ تمہیں ڈبکیاں کھاتے دیکھ کر میری طبیعت خود بخود سنبھل جائے گی''...... سرداور نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

''مطلب کہ بیمار ہوں آپ اور علاج میں اپنا کراؤں''۔ عمران

نے کہا۔

''خیر ایسا بھی نہیں ہے کہ بیماری مجھے ہو اور علاج تم کراتے ہرو۔ البتہ تمہیں اگر میرا طبیب بننا پڑا تو میرے لئے جو بھی دوا جویز کرو اسے پہلے خود چکھ لینا اگر افاقہ ہوا تو میں بھی لے لوں گا رنہ ظاہر ہے مجھے تمہارے نسخوں سے دور ہی رہنا پڑے گا''۔ رداور نے کہا۔ بلیک کرسٹان ملنے کی وجہ سے وہ بے حد موڈ میں تھے اس لئے وہ عمران پر بڑی خوبصورتی سے جوابی حملے کر رہے تھے۔ ان کی بات سن کر عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ لیا۔

''لگتا ہے بلیک کرسٹان کے قریب آتے ہی آپ کا مائنڈ چارج ونا شروع ہو گیا ہے جو آپ یہاں آ کر میرے بھی کان کترنا روع ہو گئے ہیں''...... عمران نے کھسیانے انداز میں کہا۔

''خیر تم سے بڑا تو کن کترا میں نہیں بن سکتا''...... سرداور نے ہا اور اس کے خوبصورت جواب پر عمران واقعی دیدے گھما کر رہ لیا۔ اس نے سرداور کو چوہا بنانے کی کوشش کی تھی لیکن سرداور نے ی خوبصورتی سے الٹا اسے چوہا قرار دے دیا تھا اور وہ بھی خود ے بڑا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں مونا لیزا کی فکر کرنی چاہئے۔ اسے اب ل جھیل سے تھیلا لے کر آ جانا چاہئے تھا۔ پتہ نہیں وہ اتنی دیر پانی ں سانس روک بھی سکتی ہے یا نہیں''...... سرداور نے باتوں کا رخ

پلٹتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ مونا لیزا کو آپ نہیں جانتے۔ وہ بہترین تیراک ہے اور پانچ منٹ تک سانس روک کر آسانی سے پانی کے اندر رہ سکتی ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن جھیل میں اگر اسے کسی مینڈک نے پسند کر لیا تو کہیں وہ اس جھیل کی ہی نہ ہو کر رہ جائے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو میجر شہاب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اس نے آج تک کسی کو پسند نہیں کیا۔ البتہ میں نے اس کی آنکھوں میں تم جیسے مینڈک کے لئے پسندیدگی کے آثار ضرور دیکھ لئے تھے''...... سرشہاب نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ وہ مجھے پسند کرتی ہے''...... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... میجر شہاب نے ہنستے ہوئے کہا تو سرداور بھی بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنسنا شروع ہو گئے۔

''چلو۔ تمہاری خود بخود سنی گئی ہے۔ اب اگر میں میجر صاحب سے بات کروں تو مجھے یقین ہے کہ یہ انکار نہیں کریں گے لیکن تم سوچ لو اور اپنے ڈیڈی اور اماں بی سے پوچھ لو''...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے آپ مجھے یہاں سے بھگانے کی سوچ رہے ہیں''۔

عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ میں تو تمہیں پکڑنے کی سوچ رہا ہوں۔ مجھے اس سے اچھا موقع اور کہاں ملے گا جب میں تمہیں کسی کے ساتھ اٹیچ ہوتے دیکھ سکوں''...... سرداور نے کہا تو عمران جز بز سا ہو کر رہ گیا۔ سرداور کو جیسے اسے رگیدنے کا موقع مل گیا تھا۔

''ڈیڈی نے تو خیر انکار نہیں کرنا لیکن اماں بی۔ اماں بی نے جب سنا کہ میں اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور وہ بھی غیر ملکی سیاہ فام لڑکی سے تو بس پھر اماں بی کی جوتیاں ہوں گی اور میرا سر۔ اب آپ میجر صاحب سے پوچھ لیں کہ انہیں گنجے سر والا داماد قبول بھی ہو گا یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے سب قبول ہے''...... سرداور کو عمران پر یکے بعد دیگرے حملے کرتے دیکھ کر میجر شہاب نے بھی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا تو عمران کا رنگ اُڑ گیا۔

''لگتا ہے آپ دونوں حضرات مل کر مجھے شہید کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اچھی بات ہے نا۔ شہید کبھی مرا نہیں کرتے''...... سرداور نے سی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مجھے فوراً شہید ہو جانا چاہئے اور کچھ نہیں تو ہمیشہ زندہ تو رہوں گا''...... عمران نے کہا تو سرداور بھی ہنس پڑے۔

”کیا بات ہے۔ اب تو مجھے بھی فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے۔ مونا لیزا ابھی تک پانی سے باہر کیوں نہیں آئی“...... میجر شہاب نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”وہی بات ہو گئی ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”کونسی بات“...... میجر شہاب نے چونک کر کہا۔

”مینڈک پسند آنے والی“...... عمران نے کہا تو میجر شہاب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”چار منٹ ہو گئے ہیں لیکن وہ ابھی تک باہر نہیں آئی ہے۔ جھیل اتنی بھی بڑی نہیں ہے کہ وہ کہیں دور نکل گئی ہو“...... میجر شہاب نے کہا۔

”آپ نے تو کہا تھا کہ وہ پانچ منٹ تک سانس روک سکتی ہے تو پھر آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں۔ ابھی تو ایک منٹ باقی ہے۔ پانچ منٹ گزرنے کے بعد آپ کو اس کے لئے پریشان ہونا چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ اگر اس نے جھیل میں تھیلا چھپایا تھا تو اسے اب تک تھیلا لے کر باہر آ جانا چاہئے تھا“...... میجر شہاب نے کہا۔ اسی لمحے پانی میں ہلچل ہوئی اور دوسرے لمحے انہوں نے مونا لیزا کو تیر کر اوپر آتے دیکھا۔

”لیں آ گئی واپس۔ اب تو آپ کی پریشانی دور ہو جانی چاہئے“...... عمران نے کہا تو میجر شہاب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مونا لیزا تیزی سے تیرتی ہوئی کنارے کی طرف آ گئی۔ وہ خالی ہاتھ تھی۔

”کیا مطلب۔ یہ خالی ہاتھ کیوں آئی ہے“...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے خالی ہاتھ واپس آتے دیکھ کر میجر شہاب اور عمران بھی چونک پڑے۔ میجر شہاب تیزی سے آگے بڑھے اور جھیل کے کنارے پر آ گئے۔ مونا لیزا بھی تیرتی ہوئی کنارے کی طرف آ گئی۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی تھی۔ اس نے میجر شہاب سے مخصوص انداز میں بات کرنی شروع کر دی۔

”کیا کہہ رہی ہے یہ“...... سرداور نے عمران سے پوچھا۔

”کہہ رہی ہے کہ اس نے جھیل میں جہاں تھیلا چھپایا تھا۔ وہاں اب تھیلا موجود نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر تھیلا اس نے یہاں چھپایا تھا تو پھر وہ کہاں گیا“...... سرداور نے چونک کر کہا۔ عمران غور سے میجر شہاب اور مونا لیزا کی باتیں سن رہا تھا۔ میجر شہاب بھی یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ تھیلا مونا لیزا کی چھپائی ہوئی جگہ سے غائب تھا۔ انہوں نے مونا لیزا سے بات کی کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے تھیلا جھیل کے کسی اور حصے میں چھپایا ہو وہ دوبارہ جا کر تلاش کرے۔ ان کی بات سن کر مونا لیزا پلٹی اور ایک بار پھر پانی میں ڈبکی لگا گئی۔

”لگتا ہے مونا لیزا وہ جگہ بھول گئی ہے جہاں اس نے تھیلا

چھپایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں کیا اس کی یادداشت اتنی کمزور ہے''...... سرداور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''شاید''...... عمران نے کہا۔ میجر شہاب بھی جھیل سے ان کی طرف آ گئے۔

''کیا بات ہے اسے بلیک کرسٹان کیوں نہیں ملا''...... سرداور نے میجر شہاب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سمجھ نہیں آ رہا۔ اس نے کہا ہے کہ اس نے جہاں تھیلا چھپایا تھا اب وہاں موجود نہیں ہے''...... میجر شہاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہو سکتا کہ اس نے تھیلا کہیں اور چھپایا ہو اور وہ بھول گئی ہو''...... سرداور نے کہا۔

''اسے میں نے بھی یہی کہا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی ذہین ہے اور وہ کوئی بھی بات نہیں بھولتی پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ تھیلا چھپا کر بھول گئی ہو''...... میجر شہاب نے کہا۔

''تو پھر تھیلا کہاں گیا''...... سرداور نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اسے میں نے دوبارہ چیکنگ کے لئے بھیجا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار اسے مل جائے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اگر نہ ملا تو''...... سرداور نے اسی طرح انتہائی پریشانی کے

عالم میں کہا۔

''پھر کھیل ختم اور پیسہ ہضم''...... عمران نے کہا۔

''ایسا نہ کہو عمران بیٹا۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر صاحب کے سامنے بے حد سبکی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں ان سے کہہ چکا ہوں کہ میں چند گھنٹوں تک بلیک کرسٹان حاصل کر لوں گا''...... سرداور نے کہا۔

''لیکن جب تھیلا ہی نہیں ملے گا تو آپ کیا کریں گے اور تھیلا گم ہونے میں آپ کا کیا قصور''...... عمران نے کہا۔

''قصور تو نہیں ہے لیکن اتنی قیمتی دھات اگر ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی تو بہت برا ہو گا۔ میں نے تو اس دھات سے پاکیشیا کی فلاح کے لئے نجانے کیا کیا امیدیں لگا رکھی ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''آپ مایوس نہ ہوں۔ اس بار مونا لیزا یقینی طور پر تھیلا ڈھونڈ لائے گی''...... میجر شہاب نے کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہو''...... سرداور نے دعائیہ لہجے میں کہا۔ کچھ دیر بعد مونا لیزا ایک بار پھر واپس آ گئی۔ اس بار بھی وہ خالی ہاتھ تھی۔ اسے خالی ہاتھ واپس آتے دیکھ کر سرداور اور میجر شہاب پریشان ہو گئے۔ مونا لیزا نے جھیل سے باہر نکل کر مخصوص انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

''یہ کہہ رہی ہے کہ اس نے ہر جگہ دیکھ لی ہے لیکن اسے اپنا

چھپایا ہوا تھیلا کہیں نہیں مل رہا ہے''...... میجر شہاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اوہ۔ میرے اللہ۔ اب کیا ہو گا''...... سرداور نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں بخوبی یاد ہے کہ تم نے تھیلا اسی جھیل میں چھپایا تھا''...... عمران نے مونا لیزا سے مخاطب ہو کر کہا تو مونا لیزا نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر وہ جھیل کے کناروں کا جائزہ لینا شروع ہو گیا۔

''کچھ بھی کرو عمران بیٹا۔ تھیلا ہر حال میں تلاش کرو۔ ہر حال میں''...... سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ آپ میجر صاحب اور مونا لیزا کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ اس بار آپ انہیں اپنی رہائش گاہ میں لے جانے کی بجائے رانا ہاؤس پہنچا دیں۔ میں جوزف کو کال کر دیتا ہوں وہ انہیں سنبھال لے گا اور رانا ہاؤس میں انہیں راک فیلڈ سے بھی کوئی خطرہ نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ میجر شہاب اور مونا لیزا کو لے کر اپنی کار کی طرف گئے اور پھر وہ انہیں کار میں بٹھا کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران چند لمحے جھیل کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور بلیک زیرو سے رابطہ کرنے لگا۔

''ایکسٹو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے قدرے دھیمی آواز میں کہا۔ وہ ویران پہاڑیوں کے پاس کھڑا تھا اور دیواروں کی طرح چٹانوں کے بھی کان ہو سکتے تھے اس لئے عمران بلیک زیرو سے بات کرنے میں بے حد احتیاط برتتا تھا۔

''اوہ۔ آپ۔ فرمائیں۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ممبران کو فوری طور پر شمالی پہاڑیوں میں موجود لائیکا جھیل کی طرف بھیج دو۔ انہیں مسلح ہونا چاہئے۔ انہیں ہیکو ڈیٹکٹر بھی ساتھ لانے کا کہنا اور ان میں سے دو افراد اپنے ساتھ غوطہ خوری کے لباس اور ہیوی ٹارچیں لے کر آئیں۔ اوور''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور اسے ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں تاکہ وہ اسی مناسبت سے ممبران کو ڈیل کر سکے۔

''او کے۔ میں ان سب کو ابھی بھیج دیتا ہوں۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جلدی۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ راک فیلڈ اور اس کی ساتھی لڑکی بھی یہاں پہنچنے والے ہوں گے کیونکہ انہوں نے ہماری گفتگو

سن لی تھی۔ انہیں یقیناً ہیکو ڈیٹکٹر کا بھی علم ہو گیا ہو گا۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ممبران یہاں پوری تیاری کے ساتھ آئیں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ممبران پہنچ جائیں گے۔ اوور“...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے مطمئن انداز میں اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ وہ جھیل کے اردگرد چاروں طرف تیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ وہاں اکیلا نہیں ہے لیکن ابھی تک وہ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ اگر کوئی وہاں موجود ہے تو وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔

راک فیلڈ نے جنگل کی طرف کار دوڑاتے ہوئے سڑک کے کنارے پر روک دی۔ اسے پہلے ہی ڈکٹا فون کے رسیور کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک کرسٹان کا تھیلا لائیکا جھیل کے اندر چھپایا گیا تھا لیکن وہ تھیلا اب مونا لیزا کو نہیں مل رہا تھا اس لئے عمران نے اپنے ساتھیوں کو کال کر کے وہاں بلا لیا تھا۔ اسے کار روکتے دیکھ کر سینڈرا چونک پڑی۔

”اب کیا ہوا۔ اب تم نے یہاں کار کیوں روکی ہے۔ کیا پھر تمہیں کوئی نظر آ گیا ہے“...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں لائیکا جھیل کی طرف جانے کے لئے نکلے تھے۔

”نہیں۔ میں جھیل پر اکیلا نہیں جانا چاہتا“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”تو تم اکیلے کہاں ہو۔ میں بھی تو تمہارے ساتھ ہی ہوں“۔ سینڈرا نے مسکرا کر کہا۔

"تم بھی کافی نہیں ہو۔ ہمیں اپنے ساتھ کچھ اور افراد کو بھی لینا ہو گا"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"کیوں۔ اور افراد کا کیا کرنا ہے"...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ عمران راز حاصل کرنے کے لئے وہاں اکیلا نہیں آئے گا۔ وہ اپنے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی لائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑے"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ عمران، سیکرٹ سروس کے بغیر نہیں آئے گا"...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب میں سرداور کی رہائش گاہ سے ان کی باتیں سن کر بھاگا تھا تو عمران میرے پیچھے چھت پر آیا تھا۔ اس نے میرا چہرہ تو نہیں دیکھا تھا لیکن شاید اس نے مجھے گلی مڑتے دیکھ لیا تھا۔ میرا قد کاٹھ دیکھ کر اسے یقینی طور پر میرا پتہ چل گیا ہو گا اور اسے یہ بھی علم ہو گیا ہو گا کہ میں نے روشن دان کے پاس کھڑے ہو کر ان کی باتیں سن لی ہیں"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اب تم مدد کے لئے کس کو بلاؤ گے۔ رام پال سے تو تم شاید اب مدد نہ لو"...... سینڈرا نے کہا۔

"باس نے مجھے کئی ٹپس دی ہیں۔ اب ہمیں ایسے گروپ سے رابطہ کرنا ہے جو لڑنے مرنے والے افراد ہوں اور ایسا ایک نام

میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ اس کا نام جارج ہے۔ اس کا بھی تعلق اسرائیل سے ہے اور اس کے پاس مسلح افراد کا بڑا گروپ ہے جو ہمارے کام آ سکتا ہے"...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو اب میں فون کروں جا کر جارج کو"...... راک فیلڈ نے مسکرا کر کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راک فیلڈ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور سائیڈ پر موجود فٹ پاتھ پر تیز تیز چلتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جدھر ایک پبلک فون بوتھ تھا۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر راک فیلڈ نے جیب سے کالنگ کارڈ نکالا اور اسے فون کی مشین میں ڈالتے ہوئے رسیور اٹھا لیا اور پھر وہ نمبر پریس کرنے لگا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ملتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"مجھے سٹار کلب کا نمبر چاہئے"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

"نمبر نوٹ کریں جناب"...... چند لمحوں کے بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی اور اس نے راک فیلڈ کو ایک نمبر نوٹ کرا دیا۔ راک فیلڈ نے نمبر ذہن نشین کرتے ہوئے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور پھر وہ آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس سٹار کلب''...... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''راک فیلڈ بول رہا ہوں۔ میری جارج سے بات کراؤ''۔ راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی بات کراتا ہوں۔ باس نے آپ کے بارے میں مجھے خصوصی ہدایات دی تھیں''...... دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر ایک بار پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

یس جارج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد ایک بھاری اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

''راک فیلڈ سپیکنگ''...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں آپ کی ہی کال کا منتظر تھا۔ بلیک ماسٹر کی مجھے متعدد کالیں آ چکی ہیں۔ وہ آپ کے لئے اور مس کے لئے بے حد فکر مند ہیں۔ آپ جب سے آئے ہیں آپ نے مجھ سے ایک بار بھی رابطہ نہیں کیا''...... دوسری طرف سے جارج نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میرے پاس لانگ رینج ٹرانسمیٹر نہیں ہے ورنہ میں باس سے رابطہ کر لیتا۔ بہرحال اب فون آئے تو تم باس کو ہماری خیریت کی اطلاع دے دینا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن آپ ہیں کہاں اور کیا کر رہے ہیں''۔ جارج

نے پوچھا۔

''میں جو بھی کر رہا ہوں تم اسے چھوڑو اور میری بات سنو۔ مجھے ہاری مدد کی ضرورت ہے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ آپ حکم کریں''...... جارج نے کہا۔

''مجھے تمہارے گروپ کے چند افراد چاہئیں جو مسلح بھی ہوں رلڑنا بھڑنا بھی جانتے ہیں۔ یہ بھی سن لو کہ ان کی فائٹ عام دمیوں سے نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے ہو گی۔ ا لئے مجھے ایسے آدمی مہیا کرنا جو نڈر اور طاقتور ہوں اور مرنا نا جانتے ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ آپ مجھے ایسے افراد کی تلاش کے لئے کتنا وقت ے سکتے ہیں''...... جارج نے کہا۔

''وقت نہیں ہے میرے پاس نانسنس۔ میں آج ہی سارا کام کر ا چاہتا ہوں''...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

''یس سر۔ میں دو گھنٹوں تک آپ کو چوٹی کے فائٹرز مہیا کرتا ں''...... جارج نے کہا۔

''دو گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں دوں گا میں تمہیں''...... راک ڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ پ کا کتنے افراد سے کام چل جائے گا''...... جارج نے کہا۔

''کم از کم بیس افراد ہونے چاہئیں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوکے۔ کہاں بھجواؤں میں انہیں''...... جارج نے کہا تو راک فیلڈ نے اسے شمالی جنگل میں موجود لائیکا جھیل کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''یس سر۔ اب سے ٹھیک دو گھنٹوں کے بعد بیس لڑاکا وہاں پہنچ جائیں گے''...... جارج نے کہا اور راک فیلڈ نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے مشین سے کالنگ کارڈ نکالا اور پھر وہ بوتھ سے نکل کر کار کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سینڈرا بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''کیا ہوا''...... اسے کار میں بیٹھتے دیکھ کر سینڈرا نے بے چینی سے پوچھا۔

''آدمی مل گئے ہیں اور وہ دو گھنٹوں تک جھیل کے پاس پہنچ جائیں گے''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''تو کیا ہمیں ان افراد کے وہاں پہنچنے کا انتظار کرنا چاہئے یا ان سے پہلے جھیل پر پہنچ جانا چاہئے''...... سینڈرا نے پوچھا۔

''وہ آتے رہیں گے ہمارا جلد سے جلد وہاں پہنچنا بے حد ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچ جائے اور وہ بلیک کرسٹان لے کر نکل جائے''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راک فیلڈ نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے لے کر لائیکا جھیل کی طرف روانہ ہو گیا۔ پہاڑی علاقے

میں پہنچ کر راک فیلڈ نے کار ایک جگہ روکی اور پھر اس نے ڈیش بورڈ سے ایک نقشہ نکالا اور اسے پھیلا کر غور سے دیکھنا شروع ہو گیا۔ اس نے نقشے میں لائیکا جھیل کو تلاش کیا اور پھر ایک مارکر سے اس کے گرد دائرہ لگا دیا۔ جھیل سے جنوب کی طرف کچھ فاصلے پر ایک اونچی پہاڑی تھی۔ جھیل کے پاس درختوں کی کثرت نہیں تھی اس لئے وہ اس پہاڑی پر چڑھ کر دور سے بھی اس جھیل کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پہاڑی پر چڑھ کر جھیل کی نگرانی کرنی چاہئے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جس راستے سے بھی جھیل کی طرف آئیں تو ہم انہیں آسانی سے چیک کر سکیں''۔ راک فیلڈ نے سینڈرا کو نقشہ دکھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا تم مناسب سمجھو''...... سینڈرا نے کہا۔

''پہاڑی اور جھیل کے ارد گرد گھنی اور اونچی جھاڑیاں ہیں۔ اگر عمران اور سیکرٹ سروس کے افراد کے پہنچنے سے پہلے ہمارے آدمی یہاں پہنچ گئے تو میں انہیں جھاڑیوں میں چھپا دوں گا۔ وہ راز ایک دھات کی شکل میں ہے اور پھر جیسے ہی عمران جھیل سے دھات کا تھیلا حاصل کرے گا ہم اپنے آدمیوں کے ساتھ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی ہمارے آنے سے پہلے یہاں پہنچ گئے تو پھر ہم پہاڑی پر ہی رک کر ان کی نگرانی کریں گے''...... راک فیلڈ نے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ اگر ان سے مقابلے کی نوبت آئی تو ہم کیا کریں گے"...... سینڈرا نے کہا۔

"اسلحہ نہیں ہے تو کیا ہوا۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... راک فیلڈ نے کہا اور پھر اس نے کار پہاڑی راستے پر اتار دی اور جھیل کے جنوب کی طرف موجود اونچی پہاڑی کی طرف لیتا چلا گیا۔ پہاڑی کے نزدیک پہنچ کر اس نے کار روکی اور کار کے ڈیش بورڈ سے ایک دوربین نکالی اور اس نے کار گھنی اور اونچی جھاڑیوں میں چھپائی اور پھر وہ سینڈرا کو لے کر پہاڑی کی طرف بڑھا۔ دونوں اس پہاڑی پر چڑھنا شروع ہو گئے۔ پہاڑی واقعی کافی اونچی تھی لیکن دونوں رکے بغیر اوپر چڑھتے جا رہے تھے تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ پہاڑی کی چوٹی پر تھے۔ پہاڑی پر درخت بھی تھے جو زیادہ گھنے تو نہیں تھے لیکن ضرورت کے وقت ان کے چھپنے کے لئے کام آ سکتے تھے۔

"ارے یہ کیا"...... سینڈرا نے چوٹی پر پہنچتے ہی بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ بھی چونک کر اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سینڈرا دیکھ رہی تھی۔ راک فیلڈ نے دوربین گلے میں لٹکا رکھی تھی اس نے دوربین پکڑ کر آنکھوں سے لگائی اور جھیل کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا اور پھر وہاں موجود چند افراد کو دیکھ کر اس کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانا شروع ہو گئے۔

"ہونہہ۔ یہ تو فوراً ہی یہاں پہنچ گئے ہیں"...... راک فیلڈ نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہاں چار بڑی جیپیں اور ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار کھڑی تھی۔ جھیل میں دو افراد غوطہ خوری کا لباس پہن کر اتر رہے تھے جبکہ چھ سات افراد جو مسلح تھے بڑے چوکنا انداز میں جھیل کے پاس کھڑے تھے۔ راک فیلڈ نے دوربین سے ایک طرف کھڑے عمران کو دیکھا تو اس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچنا شروع کر دیئے۔ اسے توقع نہیں تھی کہ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر فوری طور پر جھیل کے کنارے پر پہنچ جائے گا۔

"ان کی تعداد تو کافی زیادہ ہے۔ ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے"...... سینڈرا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تم یہیں رکو۔ میں نیچے جاتا ہوں۔ اگر میں نے وہ دھات کا تھیلا حاصل کر لیا تو میں تمہیں مخصوص انداز میں اشارہ کر دوں گا پھر تم جھاڑیوں سے کار نکال کر تیار رہنا۔ میں سیدھا کار کی طرف آؤں گا اور ہم فوری طور پر یہاں سے نکل جائیں گے"...... راک فیلڈ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہ دوربین مجھے دے دو تاکہ میں تم پر نظر رکھ سکوں"...... سینڈرا نے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا کر دوربین گلے سے نکال کر اسے دے دی۔ اس نے سینڈرا کو مزید چند ہدایات دیں اور پھر وہ پہاڑی پر موجود درختوں کی آڑ لیتا ہوا پہاڑی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

لائیکا جھیل کے پاس سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ عمران نے کچھ سوچ کر رانا ہاؤس فون کر کے میجر شہاب اور مونا لیزا کو بھی بلا لیا تھا۔ انہیں یہاں لانے کے لئے اس نے جوزف کی ڈیوٹی لگائی تھی جو ان دونوں کو لے کر فوری طور پر وہاں پہنچ گیا تھا۔

ممبران ایکسٹو کی ہدایات کے مطابق تیراکی کے دو لباس بھی لائے تھے۔ عمران نے صفدر اور تنویر کو غوطہ خوری کا لباس پہن کر جھیل میں اترنے کا کہا تھا جبکہ اس نے جولیا اور باقی سب کو جھیل کے اطراف میں چاروں طرف نگاہ رکھنے کے لئے پھیلا دیا تھا۔ جوزف بھی ایک طرف کھڑا سائیڈ پر نظر رکھ رہا تھا۔

ان سب کو مخصوص مقامات پر متعین کر کے عمران، میجر شہاب اور مونا لیزا کو لے کر جھیل کے کنارے پر موجود ایک اونچی چٹان پر بیٹھ گیا تھا۔ جوزف اور سیکرٹ سروس کے ممبران الرٹ تھے اور وہ ہر قسم کی سچوئیشن سے نپٹنے کے لئے تیار تھے۔

صفدر اور تنویر کافی دیر تک جھیل میں بلیک کرسٹان کا تھیلا تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے پھر وہ دونوں جھیل سے نکل کر باہر آ گئے۔

’’نہیں عمران صاحب۔ ہم نے ہر جگہ چھان ماری ہے لیکن جھیل میں کوئی تھیلا نہیں ہے‘‘...... صفدر نے منہ سے آکسیجن پائپ نکال کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’اچھی طرح سے چیک کیا ہے تم دونوں نے‘‘...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ ہم نے جھیل کی تہہ کے ساتھ ساتھ دیواروں کی بھی چیکنگ کی ہے‘‘...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

’’لگتا ہے ایک کوشش مجھے بھی کر ہی لینی چاہئے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مونا لیزا بھی کھڑی ہو گئی اور اس نے بھی مخصوص انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

’’یہ کہہ رہی ہے کہ اس کوشش میں یہ تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہے‘‘...... میجر شہاب نے مسکرا کر کہا۔

’’ارے۔ میں جھیل میں مینڈک پکڑنے نہیں جا رہا۔ تم یہیں رکو۔ میں خود دیکھتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا لیکن مونا لیزا نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیخنا شروع کر دیا۔

’’یہ نہیں مان رہی۔ یہ تمہارے ساتھ جھیل میں جانے کے لئے

بند ہے''...... میجر شہاب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر اس کی یہی مرضی ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آؤ''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر جھیل سے نکل کر باہر آ گئے تو عمران کے کہنے پر صفدر نے غوطہ خوری کا لباس اور آکسیجن سلنڈر اتار کر عمران کو دے دیئے۔

عمران نے لباس پہنا اور کاندھوں پر آکسیجن سلنڈر لگا کر اور منہ پر ماسک چڑھاتا ہوا جھیل میں کود گیا۔ اس کے کودتے ہی مونا لیزا نے بھی جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ اس نے نہ غوطہ خوری کا لباس پہنا تھا اور نہ منہ میں آکسیجن پائپ لگایا تھا۔ دونوں نے ڈبکی لگائی اور جھیل کی تہہ میں اترتے چلے گئے۔ جھیل زیادہ گہری نہیں تھی۔ وہ جلد ہی تہہ میں موجود چٹانوں تک پہنچ گئے اور مونا لیزا اشارے سے عمران کو جھیل کے ایک حصے کی طرف لے گئی اور اس نے ایک بڑی چٹان کی طرف اشارہ کرنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران کو بتا رہی ہو کہ اس نے تھیلا اس چٹان میں چھپایا تھا۔

یہ ایک کٹی ہوئی چٹان تھی جس میں بڑے بڑے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ چٹان کافی بڑی تھی اور اس میں بنے ہوئے سوراخ اتنے بڑے تھے کہ ایک انسان آسانی سے ان سوراخوں سے داخل ہو کر چٹان کے اندر جا سکتا تھا۔ مونا لیزا ایک سوراخ میں داخل ہوئی تو عمران بھی تیرتا ہوا چٹان کے سوراخ سے ہوتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نے غوطہ خوری کے لباس کے ساتھ لگی سر پر موجود طاقتور

ٹارچ روشن کر لی تھی کیونکہ چٹان کے اندر خاصا اندھیرا تھا۔ ٹارچ آن ہوتے ہی وہاں تیز روشنی پھیل گئی اور یہ دیکھ کر عمران چونک پڑا کہ چٹان کا سوراخ اسے ایک سرنگ کی طرف لے جا رہا تھا جو جھیل کے اندر کافی آگے تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

عمران تیزی سے سرنگ میں داخل ہوا اور مونا لیزا کے ساتھ تیرتا چلا گیا۔ آگے جا کر سرنگ بند تھی۔ عمران نے سرنگ کا ایک ایک حصہ چیک کر لیا لیکن واقعی اسے وہاں کسی تھیلے کے کوئی آثار دکھائی نہ دیئے۔ چند لمحے چیکنگ کے بعد عمران جیسے ہی واپس جانے کے لئے مڑا اس کے پیر چٹان کی ایک دیوار کے ساتھ ٹکرائے اور پھر ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان کو وہ حصہ یوں گرتا چلا گیا جیسے کسی نے یہ چٹان وہاں عارضی طور پر بنائی ہوئی ہو۔

گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر عمران چونک کر پلٹا تو اسے چٹان میں ایک اور بڑا سوراخ دکھائی دیا جو چٹان کا ایک حصہ گرنے کی وجہ سے بن گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دیوار کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ چونکہ یہ سوراخ زیادہ چوڑا نہیں تھا اس لئے عمران نے اپنے پیچھے آتی ہوئی مونا لیزا کو باہر ہی رکنے کا اشارہ کر دیا اور مونا لیزا اس کی بات مان کر وہیں رک گئی۔

دوسرے سوراخ میں داخل ہوتے ہی اسے سائیڈ میں پڑا ہوا ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا تھیلا دکھائی دیا۔ عمران تیزی سے تھیلے کی طرف لپکا اور اس نے تھیلے پر بندھی ہوئی ڈوری کھول کر دیکھا تو یہ

دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اس تھیلے میں سیاہ رنگ کے کوئلے جیسے ٹکڑے بھرے ہوئے تھے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے ساری بات سمجھ میں آ گئی۔ مونا لیزا نے تھیلا چٹان کی سرنگ میں چھپایا تھا لیکن پھر طبیعاتی عمل اور زلزلے کے باعث جھیل کے پانی نے تھیلا دیوار کے سوراخ میں دھکیل دیا تھا اور پھر دوبارہ آنے والے زلزلے سے دیوار کی چٹان ٹوٹی تھی جس سے سوراخ بند ہو گیا تھا۔

عمران نے تھیلا بند کیا اور اسے کھینچتا ہوا سوراخ سے باہر لے آیا۔ اسے تھیلا لاتے دیکھ کر مونا لیزا کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ تیزی سے عمران کی مدد کو آگے بڑھی اور پھر ان دونوں نے جھیل کی تہہ میں تھیلا گھسیٹ کر کنارے کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ پانی کی وجہ سے انہیں تھیلے کا وزن زیادہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ عمران اور مونا لیزا جھیل کے کنارے پر پہنچ کر پانی سے ابھرے تو عمران نے منہ سے آکسیجن پائپ نکال کر جوزف کو آواز دی۔ جوزف فوراً کنارے پر پہنچ گیا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے مونا لیزا کے ساتھ مل کر تھیلا اٹھایا تو جوزف تیزی سے جھکا اور اس نے عمران کے ہاتھ سے تھیلا پکڑ لیا اس نے اپنی پوری طاقت لگا کر جھیل سے تھیلا باہر نکال لیا۔ تھیلا دیکھ کر چٹان پر بیٹھے ہوئے میجر شہاب کی آنکھوں میں بھی چمک آ گئی تھی۔

"گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو عمران صاحب۔ آپ نے تو واقعی کمال کر دیا ہے۔ کہاں ملا یہ تھیلا آپ کو"...... میجر شہاب نے مسرت بھرے انداز میں کہا۔

"حیرت ہے۔ ہم نے تو جھیل کے ایک ایک حصے کو چیک کیا تھا لیکن ہمیں تو یہ تھیلا کہیں نہیں ملا تھا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گہرائی میں جانے والوں کو موتی ملتے ہیں پیارے اور میری تو ساری عمر ہی گہرائی میں موتی تلاش کرتے گزری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔ ممبران نے بھی عمران کو جھیل سے تھیلا نکالتے دیکھ لیا تھا وہ بھی تیزی سے عمران کے پاس آ گئے اور غور سے تھیلے کو دیکھنے لگے۔

"اس تھیلے میں آخر ہے کیا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سہاگ کا جوڑا"...... عمران نے جھیل سے نکل کر کاندھوں سے آکسیجن سلنڈر اتارتے ہوئے کہا۔

"سہاگ کا جوڑا۔ کیا مطلب"...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

"تنویر سے پوچھو۔ جس نے اپنی ہونے والی دلہن کو یہ گفٹ کرنا ہے۔ کیوں تنویر"...... عمران نے کہا۔

"تم پھر مذاق کرنے لگے"...... تنویر نے حسب عادت اس کی بات پر غصہ کرنے کی بجائے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں مذاق لگتا ہے تو میں اسے اپنی ہونے والی دلہن کو گفٹ کر دوں گا۔ ٹھیک ہے نا جولیا"...... عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتارتے ہوئے مسکرا کر کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جبکہ باقی سب ممبران اور میجر شہاب بے اختیار ہنس پڑے۔

اسی لمحے اچانک ایک حیرت انگیز بات ہوئی جسے دیکھ کر نہ صرف ممبران بلکہ عمران کے ساتھ ساتھ میجر شہاب بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

مونا لیزا جو جھیل سے نکل آئی تھی اس نے اچانک جھک کر بھاری تھیلا اٹھایا اور اسے اپنے کاندھوں پر رکھ کر تیزی سے ایک طرف دوڑ پڑی۔

"ارے ارے۔ مونا لیزا تم کہاں جا رہی ہو۔ رکو"...... عمران نے اسے تھیلا لے جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا لیکن مونا لیزا تھیلا اٹھائے جیپوں کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی اور اس سے پہلے کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی مونا لیزا کے پیچھے جاتا اچانک جیپوں کے پاس موجود ایک بڑے سے درخت کے پیچھے سے ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا اور بھاری لکڑی کا ڈنڈا تھا۔ اس سے پہلے کہ مونا لیزا اسے دیکھتی وہ آدمی بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈنڈا پوری قوت سے مونا لیزا کے سر پر مار دیا۔ مونا لیزا کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر گر پڑی۔ اس کے کاندھے

پر موجود تھیلا بھی گر گیا تھا۔ اس آدمی نے ڈنڈا ایک طرف پھینکا اور بجلی کی سی تیزی سے تھیلے کی طرف لپکا اور پھر اس نے مونا لیزا کی طرح تھیلا اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھا اور بجلی کی سی رفتار سے جھاڑیوں اور درختوں کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"ارے ارے۔ یہ راک فیلڈ ہے۔ پکڑو اسے۔ وہ تھیلا لے جا رہا ہے۔ پکڑو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب بے تحاشہ ان درختوں کی طرف دوڑ پڑے جس طرف راک فیلڈ گیا تھا۔ سب سے آگے عمران تھا۔ عمران چھلانگیں مارتا ہوا درختوں کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ ابھی عمران اور اس کے ساتھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں جھیل کے پاس موجود اپنی ایک جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ عمران وہیں رک گیا۔ اسے رکتے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی رک گئے۔

"اوہ۔ راک فیلڈ نے ہمیں ڈاج دیا ہے۔ وہ اس طرف آنے کی بجائے جھاڑیوں میں چھپ گیا تھا اور ہم جیسے ہی اس طرف آئے وہ ہماری ہی جیپ لے اُڑا ہے"...... عمران نے چیختے کہا اور واپس جھیل کی طرف دوڑا۔ اس کے ساتھی بھی پلٹ کر جھیل کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے۔ جب وہ جھیل کے پاس پہنچے تو انہیں ایک جیپ تیزی سے سائیڈ کے درختوں کے پیچھے بھاگتی ہوئی دکھائی دی۔ جیپ کو جاتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیپوں کی طرف بڑھے اور پھر انہوں نے بجلی کی سی تیزی

سے جیپیں اس طرف دوڑانی شروع کر دیں جس طرف راک فیلڈ کی جیپ گئی تھی۔

عمران اگلی جیپ میں تھا۔ اس نے جبڑے بھینچ رکھے تھے اور اس کے دماغ میں طوفان اٹھ رہا تھا۔ راک فیلڈ واقعی انہیں ڈاج دے گیا تھا جو نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کے لئے انتہائی ناخوشگوار تھا۔

وہ انتہائی برق رفتاری سے جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے دو جیپوں میں سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اسی تیزی سے آ رہے تھے۔ مین سڑک پر آتے ہی عمران نے جیپ تیزی سے گھمائی اور وہ سڑک کے دونوں اطراف دیکھنا شروع ہو گیا لیکن یہ دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اُڑ گیا کہ وہاں جیپ اور راک فیلڈ کا کوئی نشان نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جیپ، راک فیلڈ سمیت غائب ہو گئی ہو۔ عمران کے دل میں ہول اٹھنا شروع ہو گئے۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے راک فیلڈ کو جیپ اسی طرف لاتے دیکھا تھا پھر وہ اتنی جلدی کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ عمران نے کچھ سوچ کر دائیں طرف جیپ گھما دی اور برق رفتاری سے سڑک پر جیپ دوڑاتا لے گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

تقریباً دو کلو میٹر کے بعد عمران کو درختوں کے جھنڈ میں جیپ دکھائی دی تو اس نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے اور اس نے جیب کو

یکھتے ہی اپنی جیپ کو بریک لگا دیئے۔ جیپ سڑک پر سیاہ لکیریں ناتی اور اس کے ٹائر بری طرح سے چیختے ہوئے جم گئے اور جیپ کچھ دور گھسٹتے رہنے کے بعد ایک جھٹکے سے رک گئی۔ عمران نے یپ کا انجن بھی بند نہیں کیا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اترا۔ اس نے جیب سے اپنا ریوالور نکالا اور خرگوشوں کی طرح دوڑتا ہوا رختوں کے جھنڈ میں موجود اس جیپ کی طرف بڑھ گیا جسے راک یلڈ لے کر بھاگا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ہی جیپیں روکیں اور پھر وہ سب اپنا اسلحہ لے کر جھنڈ میں موجود یپ کے پاس آ گئے اور انہوں نے جیپ کو گھیرے میں لے لیا۔ مران کے خیال کے عین مطابق جیپ میں کوئی نہیں تھا۔ راک فیلڈ یپ وہاں چھوڑ کر بلیک کرسٹان کا تھیلا لے کر وہاں سے نکل گیا ھا۔

”وہ یہیں کہیں ہو گا۔ چاروں طرف پھیل جاؤ جلدی“۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی بھی تیزی سے جنگل میں پھیل لئے۔

”دھیان رکھنا۔ وہ ہمیں پھر سے ڈاج دینے کی کوشش کرے گا۔ ھاڑیوں اور درختوں کو خصوصی طور پر چیک کرنا“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا سڑک پر آیا اور اپنی جیپ میں بیٹھ لر اسے سڑک سے اتار کر نیچے لے آیا اور پھر اس نے جیپ جنگل

کے اونچے نیچے راستے پر تیزی سے دوڑانی شروع کر دیا۔

غصے سے عمران کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ راک فیلڈ اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز اور چالاک نکلا تھا۔ اس اکیلے نے نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کو احمق بنا دیا تھا اور ان کے ہاتھوں سے بلیک کرسٹان چھین کر فرار ہونے میں کامیاب گیا تھا اور اب عمران اور اس کے ساتھی پاگلوں کی طرح اسے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

راک فیلڈ پہاڑی سے اتر کر انتہائی محتاط انداز میں جنگل سے
تا ہوا جھیل کے قریب پہنچ گیا اور جھیل سے ذرا ہٹ کر وہ چٹانوں
ر درختوں کی آڑ لیتا ہوا ایک درخت کے پیچھے آ کر چھپ گیا۔
ں درخت کے پیچھے سے وہ آسانی سے جھیل کے کنارے پر
ھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ سکتا تھا۔

وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس نے
ران کو مونا لیزا کے ساتھ جھیل سے سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا تھیلا
التے دیکھ لیا تھا اس تھیلے کو دیکھتے ہی راک فیلڈ کی آنکھیں یوں
لنا شروع ہو گئیں جیسے یکلخت اس کی آنکھوں میں ہزار واٹ کا
ڈ روشن ہو گیا ہو۔

"تو اس تھیلے میں ہے بلیک کرسٹان"...... راک فیلڈ نے غراتے
ئے کہا۔ اس نے دیکھا۔ عمران اور اس کے ساتھی آپس میں ہنسی
اق کر رہے تھے اور عمران اپنا غوطہ خوری کا لباس اتار رہا تھا۔

راک فیلڈ ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ دوڑ کر جائے اور ان کے درمیان سے بلیک کرسٹان سے بھرا تھیلا اٹھا کر وہاں سے بھاگ جائے۔ مسئلہ یہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی مسلح تھے اور ان کی تعداد بھی زیادہ تھی جبکہ راک فیلڈ اکیلا تھا اور اس کے پاس ایک ریوالور تک موجود نہیں تھا۔ اس وقت وہ خود کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے بے بس سا محسوس کر رہا تھا۔ راک فیلڈ نے احتیاطاً وہاں سے ایک درخت کی ٹوٹی ہوئی موٹی سی شاخ اٹھا لی تھی۔

اچانک اس نے میجر شہاب کی محافظ لڑکی مونا لیزا کو تھیلا اٹھاتے اور پھر اسے تھیلا لے کر جیپوں کی طرف بھاگتے دیکھا۔ اس کی حرکت پر نہ صرف راک فیلڈ بلکہ عمران اور اس کے ساتھی بھی حیران رہ گئے تھے۔ اتفاق سے راک فیلڈ بھی ایسی جگہ ہی چھپا ہوا تھا جہاں جیپیں نزدیک تھیں۔ مونا لیزا کو بلیک کرسٹان کا تھیلا لے کر اس طرف آتے دیکھ کر راک فیلڈ کے اعصاب تن گئے۔ اسے ایک نادر موقع مل گیا تھا اور اب اس نے بلیک کرسٹان حاصل کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کر لیا۔

مونا لیزا بھاگتی ہوئی جیسے ہی اس درخت کے قریب آئی جس کے پیچھے راک فیلڈ چھپا ہوا تھا۔ راک فیلڈ بجلی کی سی تیزی سے درخت کے پیچھے سے نکلا اور اس نے انتہائی برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مونا لیزا کے پیچھے جا کر اس کے سر پر لکڑی مار دی۔

مونا لیزا کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر زمین پر گر گئی۔ اس کے کاندھے پر موجود تھیلا بھی زمین پر گر گیا۔

راک فیلڈ تھیلا دیکھ کر لکڑی ایک طرف پھینک کر اس پر جھپٹا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا راک فیلڈ نے تھیلا اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھا اور پھر وہ رکے بغیر مڑ کر گھنے جنگل کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھیلا وزنی تھا لیکن اس وقت راک فیلڈ چھلاوہ بنا ہوا تھا وہ وزن کی پرواہ کئے بغیر بگٹٹ بھاگ رہا تھا۔ گھنے جنگل میں داخل ہوتے ہی راک فیلڈ تھیلا لئے تیزی سے ایک گھنے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اسی طرح بھاگتا رہا تو عمران اور سیکرٹ سروس کے افراد بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آئیں گے اور اسے آسانی سے گھیر لیں گے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے درخت پر چڑھتے ہی خود کو اچھی طرح سے پتوں میں چھپا لیا۔

اسی لمحے اسے سائیڈ سے عمران اور اس کے ساتھی بے تحاشہ انداز میں دوڑ کر جنگل کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ اس کی تلاش میں انتہائی برق رفتاری سے دوڑتے جا رہے تھے۔ راک فیلڈ انہیں دیکھتا رہا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی گھنے جنگل میں چلے گئے تو راک فیلڈ فوراً درخت سے اترا اور مخالف سمت سے ہوتا ہوا دوبارہ جھیل کی طرف بڑھا۔ وہ دوڑتا ہوا جھیل کے اس حصے کی طرف آیا جہاں جیپیں کھڑی تھی۔ مونا لیزا اور میجر شہاب وہیں

موجود تھے۔ مونا لیزا گری ہوئی تھی اور میجر شہاب اسے ہلاتے ہوئے بری طرح سے چیخ رہے تھے راک فیلڈ نے خود کو میجر شہاب کی نظروں سے بچاتے ہوئے جھکے جھکے انداز میں سب سے آگے کھڑی جیپ کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔

اگلی جیپ کے پاس پہنچ کر اس نے اگنیشن کی طرف دیکھا تو اس کا دل یہ دیکھ کر بلیوں اچھلنے لگا کہ اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ شاید سیکرٹ سروس کے ممبران نے جیپوں کے نزدیک ہونے کی وجہ سے جیپوں سے چابیاں نہیں نکالی تھیں۔ راک فیلڈ نے تھیلا سائیڈ سیٹ پر رکھا اور پھر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ اس نے جیپ اسٹارٹ کی اور پھر اس نے گیئر لگاتے ہی جیپ کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ وہ جنگل کے کچے سے راستے پر جیپ بری طرح سے اچھالتا ہوا لے جا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جیپ کے انجن کی آواز سن کر عمران اور اس کے ساتھی سمجھ جائیں گے کہ اس نے انہیں ڈاج دیا ہے۔ وہ جلد ہی جیپوں کی طرف واپس آئیں گے اور پھر وہ یقینی طور پر اس کے پیچھے آنے کی کوشش کریں گے لیکن ان کے آنے سے پہلے راک فیلڈ جیپ لے کر وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔

کچھ ہی دیر کے بعد راک فیلڈ کو اپنے پیچھے آنے والی جیپوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ پیچھے آنے والی جیپوں کا شور تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا جیسے وہ پوری رفتار سے اس کے پیچھے آ

رہے ہوں۔ راک فیلڈ کو فوراً ایک ترکیب سوجی۔ اس نے جیپ کو سڑک پر لا کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑاتے ہوئے سائیڈ میں اتارا اور درختوں کے جھنڈ میں لے گیا۔ درختوں کے درمیان جیپ روک کر وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اترا اور پھر وہ سائیڈ سیٹ سے تھیلا اٹھا کر تیزی سے جنگل کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے پیروں میں جیسے پر لگ گئے تھے وہ سامنے آنے والی ہر رکاوٹ کو توڑتا ہوا اچھل اچھل کر بھاگتا چلا گیا۔ وہ نیم دائرے کی شکل میں دوڑ رہا تھا۔ دوڑتے دوڑتے وہ دوبارہ جھیل کے پاس پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی جاتے ہوئے میجر شہاب اور زخمی مونا لیزا کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔

راک فیلڈ نے سوچا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے بلیک کرسٹان بچانے کا یہی طریقہ ہے کہ وہ اس تھیلے کو دوبارہ لے جا کر جھیل میں چھپا دے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کا خیال بھی نہیں آئے گا کہ راک فیلڈ نے تھیلا واپس لا کر اسی جھیل میں چھپا دیا ہے جہاں سے اسے نکالا گیا تھا۔

جھیل کے کنارے کسی کو نہ پا کر وہ تھیلا لے کر جھیل کے پاس آیا اور پھر وہ فوراً جھیل میں کود گیا۔ اس نے گہرائی میں جا کر تھیلا ایک بڑی چٹان کے ساتھ رکھا اور پھر اس نے سائیڈوں میں پڑے پتھروں کو اٹھا اٹھا کر تھیلے کو چھپانا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں اس نے تھیلا مکمل طور پر پتھروں میں چھپا دیا۔ اب اگر کوئی دوبارہ جھیل

میں آتا تو تھیلا اس وقت تک اسے دکھائی نہ دے سکتا تھا جب تک کہ وہ ان پتھروں کو وہاں سے نہ ہٹا لیتا۔

اچھی طرح سے اطمینان کرنے کے بعد راک فیلڈ جھیل سے باہر آ گیا اور پھر اس نے اس پہاڑی کی طرف دوڑنا شروع کر دیا جہاں اس نے سینڈرا کو چھوڑا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سینڈرا ابھی تک پہاڑی پر ہی ہو گی۔ سینڈرا نے یقینی طور پر دوربین سے یہ ساری کارروائی دیکھی ہو گی لیکن چونکہ راک فیلڈ نے اسے ایکشن میں آنے کا کوئی اشارہ نہیں کیا تھا اس لئے سینڈرا کا وہاں ہونا یقینی تھا۔ ابھی وہ پہاڑی کی طرف دوڑ ہی رہا تھا کہ اسے پہاڑی سے سینڈرا اتر کر اس کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ راک فیلڈ کے پاس پہنچ گئی۔

''تھینک گاڈ کہ تم ابھی یہاں ہو''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''میں نے تمہاری ساری کارروائی دیکھ لی تھی لیکن تم نے مجھے اس وقت تک پہاڑی پر رکنے کا کہا تھا جب تک کہ تم مجھے کاشن نہ دے دیتے۔ تم نے تھیلا لے کر بھاگنے اور پھر جیپ میں نکلنے کے باوجود مجھے کوئی اشارہ نہیں کیا تھا اس لئے میں مجبوراً یہیں رکی رہی پھر تھوڑی دیر بعد جب تم دوبارہ اس طرف آئے اور تھیلا لے کر جھیل میں کودے تو میں نے بھی نیچے آنے کا فیصلہ کر لیا''۔ سینڈرا نے کہا۔

''تم نے اچھا کیا۔ اگر تم چلی جاتی تو ہو سکتا ہے کہ میں کسی

صیبت میں پھنس جاتا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''لیکن تم نے وہ تھیلا جھیل میں واپس کیوں چھپا دیا ہے۔ کیا وہ ہات اسی تھیلے میں ہے جسے ہم حاصل کرنے آئے تھے''۔ سینڈرا نے کہا۔

''ہاں اور میں نے تھیلا وقتی طور پر یہاں چھپایا ہے کیونکہ یہاں مران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ وہ کسی بھی وقت ہم تک پہنچ سکتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ انہیں مجھ سے وہ تھیلا دستیاب ہو۔ و جلدی کرو ورنہ وہ ابھی پورے جنگل میں پھیل جائیں گے''۔ اک فیلڈ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پہاڑی کے عقبی حصے کی لرف دوڑنا شروع ہو گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔ تھوڑی ہی یر میں وہ اپنی کار میں تھے اور ان کی کار مخالف راستے کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ راک فیلڈ نے اپنا گیلا کوٹ اتار کر پچھلی سیٹ پر پھینک دیا تھا۔ وہ کار دوڑاتا ہوا سڑک پر لایا۔ اس سڑک پر خاصی ٹریفک تھی۔ ٹریفک دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا اور اس نے اطمینان بھرے انداز میں کار شہر کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ وہ جنگل سے آنے والی دوسری سڑک سے گزرا اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس طرف کوئی جیپ نہیں تھی۔ راک فیلڈ سمجھ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے درختوں کے جھنڈ میں اس کی چھپائی ہوئی جیپ چیک کر لی ہو گی اور وہ اسے گھیر کر وہیں رک گئے ہوں گے۔ اسے

یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے جنگل میں ہی ڈھونڈتے رہ جائیں گے اور وہ اطمینان سے کار میں سفر کرتا ہوا شہر پہنچ جائے گا۔

''ہونہہ۔ اب وہ ساری عمر سر پٹختے رہیں گے لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا''...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو سینڈرا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ راک فیلڈ کے چہرے پر گہرا اطمینان دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ کچھ ہی دیر میں راک فیلڈ کار دوڑاتا ہوا اپنی مخصوص رہائش گاہ پہنچ گیا۔ وہ بے حد خوش ہو رہا تھا۔ ایک تو وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا تھا اور دوسرا بلیک کرستان کا نایاب خزانہ بھی اب اس کے پاس تھا جسے وہ جھیل سے جا کر کبھی بھی نکال سکتا تھا۔ یہ راک فیلڈ کی زندگی کا ایک بڑا مشن تھا جس میں وہ کامیاب ہو گیا تھا اس لئے وہ خوش تھا۔ بے حد خوش۔

''مونا لیزا۔ مونا لیزا۔ ہوش میں آؤ میری بچی''...... میجر شہاب سینڈرا پر جھکا بری طرح سے چیخ رہا تھا۔ اسے ارد گرد کا جیسے کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔ مونا لیزا کا زخمی سر اور اسے بے ہوش دیکھ کر اس کے اپنے ہوش بھی اُڑے ہوئے تھے۔

وہ مونا لیزا کے پاس آ کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑ رہا تھا۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مونا لیزا ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

''ہوش میں آؤ میری بچی۔ بلیک پرنس اور لی پہلے ہی مجھے چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ اب تم میری زندگی کا آخری سہارا ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔ میں تمہیں مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ ہوش میں آؤ میری بچی۔ ہوش میں آؤ''...... میجر شہاب ہیجانی انداز میں چیخ رہے تھے۔ وہ کافی دیر تک مونا لیزا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے لیکن مونا لیزا کو ہوش نہیں آ رہا تھا۔ اس کا سر

بری طرح زخمی تھا جہاں سے خون رس رہا تھا۔ اچانک میجر شہاب کو ایک خیال آیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر وہ اٹھا اور اس نے جھک کر مونا لیزا کو اٹھایا اور اسے لے کر جنگل کی طرف دوڑ گیا۔ میجر شہاب، مونا لیزا کو لے کر جھیل سے زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ ایک صاف ستھری جگہ پر اس نے مونا لیزا کو لٹایا اور پھر وہ تیزی سے جنگل میں چلا گیا۔ اس کی نظریں وہاں موجود جنگلی بوٹیوں کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔ پھر اس کی نظریں سامنے موجود گہرے بنفشی رنگ کے گول پتوں والے پھولوں پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ تیزی سے ان پھولوں کی طرف بڑھا اور اس نے جلدی جلدی پھولوں کی گول پتیاں توڑنی شروع کر دیں۔

یہ عنابوں کے پھول تھے جنہیں پیس کر اگر کسی رستے ہوئے خون والے زخم پر لگایا جاتا تو اس سے نہ صرف خون کا اخراج رک جاتا تھا بلکہ تکلیف بھی رفع ہو جاتی تھی اور زخم بھی جلدی ٹھیک ہو جاتا تھا۔ میجر شہاب کی زندگی چونکہ سیاحت میں گزری تھی اور اس نے کئی جنگلوں کی بھی خاک چھانی تھی اس لئے اسے ان پھولوں کی پتیوں کی خاصیت کا علم تھا۔ اس نے بے شمار پھولوں کی پتیاں جمع کیں اور انہیں لے کر مونا لیزا کے پاس آ گیا۔ اور پھر اس نے دو پتھروں سے پتیوں کو پیسنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں پتیوں کا لیپ سا بن گیا تو میجر شہاب نے آگے بڑھ کر مونا لیزا کا سر اٹھا

کر اپنی گود میں رکھا اور اس کے زخم پر لیپ لگانا شروع کر دیا۔ اس نے مونا لیزا کے سر پر زخم لیپ سے بھر دیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر واقعی لیپ لگتے ہی زخم سے خون رسنا بند ہو گیا تھا۔

اب میجر شہاب کو اطمینان ہو گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ ہی دیر میں پھولوں کی مخصوص پتیوں کی وجہ سے مونا لیزا کو ہوش آ جائے گا اور پھر یہی ہوا تقریباً دس منٹ بعد ہی مونا لیزا کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر میجر شہاب کا چہرہ کھل اٹھا۔ مونا لیزا فوراً میجر شہاب کے گلے لگی اور اس نے مخصوص انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

”تم ٹھیک ہو جاؤ گی میری بچی۔ بالکل ٹھیک۔ میں نے تمہارے سر کے زخم پر عناب پھول کی پتیاں پیس کر ان کا لیپ لگایا ہے۔ اس سے تمہیں تکلیف کا بھی احساس نہیں ہو گا“...... میجر شہاب نے محبت سے اس کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ مونا لیزا چند لمحے میجر شہاب کے ساتھ چمٹی رہی پھر وہ سیدھی ہوئی اور اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ یہ دیکھ رہی ہو کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ پھر اس نے اپنی زبان میں میجر شہاب سے ان کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

”وہ سب اس آدمی کے پیچھے گئے ہیں جس نے تم پر حملہ کیا تھا“...... میجر شہاب نے کہا تو مونا لیزا نے تھیلے کے بارے میں پوچھا۔

''وہ آدمی تھیلا لے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور وہ وہی راک فیلڈ تھا جس نے مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میری بچی میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ جب عمران اور تم نے جھیل سے تھیلا نکالا تھا تو تم اچانک تھیلا اٹھا کر بھاگ کیوں نکلی تھی''...... میجر شہاب نے کہا تو مونا لیزا اشاروں میں اسے بتانے لگی کہ وہ جوش میں آ گئی تھی اور چاہتی تھی کہ وہ خود ہی تھیلا اٹھا کر عمران کی جیب میں رکھ دے۔

''ہونہہ۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تمہاری اس غلطی کا ہی راک فیلڈ نے فائدہ اٹھایا ہے اگر تم تھیلا لے کر جیپوں کی طرف نہ بھاگتی تو اسے تم پر حملہ کرنے اور تم سے تھیلا چھیننے کا موقع نہ ملتا۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جلد ہی راک فیلڈ تک پہنچ جائیں گے اور اس پکڑ کر اس سے تھیلا حاصل کر لیں گے''...... میجر شہاب نے کہا تو مونا لیزا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

مونا لیزا کو راک فیلڈ پر بے حد غصہ آ رہا تھا جس نے اسے نہ صرف زخمی کیا تھا بلکہ بلیک کرسٹان کا تھیلا بھی لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اچانک مونا لیزا کے کان کھڑے ہو گئے اس نے پلٹ کر جھیل کی طرف دیکھا تو درختوں کے بیچ سے اسے دور پہاڑی کی طرف ایک آدمی دوڑتا ہوا دکھائی دیا۔ مونا لیزا نے ایک نظر میں پہچان لیا کہ وہ راک فیلڈ تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر

کھڑی ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ میجر شہاب اس سے کچھ پوچھتا مونا لیزا بجلی کی سی تیزی سے اس طرف دوڑ پڑی جس طرف راک فیلڈ بھاگا جا رہا تھا۔

راک فیلڈ، مونا لیزا سے کافی دور جا چکا تھا۔ جب تک مونا لیزا پہاڑی کے قریب پہنچتی وہ کار لے کر وہاں سے نکلا جا رہا تھا۔ اسے کار میں جاتے دیکھ کر مونا لیزا کا چہرہ غصے کی شدت سے مزید سیاہ پڑ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر ایک درخت کی طرف دیکھا اور پھر وہ تیزی سے اس درخت پر چڑھتی چلی گئی۔ درخت کی چوٹی پر آتے ہی اس نے اگلے درخت پر چھلانگ لگائی اور اُڑتی ہوئی دوسرے درخت پر آ گئی۔ دوسرے درخت پر آتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اس نے اگلے درخت پر چھلانگ لگا دی۔ وہ بندروں کی سی پھرتی سے درختوں پر چھلانگیں لگاتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اسے راک فیلڈ کی کار دکھائی دی جو درختوں کے بیچ سے ہوتا ہوا جھیل کی مخالف سڑک کی طرف جا رہا تھا۔ مونا لیزا نے درختوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے اس کی کار کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ وہ چونکہ درختوں کی چوٹیوں پر چھلانگیں لگا رہی تھی اس لئے راک فیلڈ اسے چیک نہیں کر سکتا تھا۔

اس سے پہلے کہ راک فیلڈ کار لے کر سڑک پر جاتا، مونا لیزا نے درختوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے اس کی کار کے نزدیک جانا شروع کر دیا۔ جنگل سے نکلنے کے لئے راک فیلڈ نے ایک اونچی

جگہ کار لے جانے کے لئے کار کی رفتار قدرے کم کی تو مونا لیزا تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ایک درخت سے ہوتی ہوئی وہ کار کی چھت پر آ گئی۔ کار کی چھت پر سامان رکھنے والا جنگلا لگا ہوا تھا۔ مونا لیزا انتہائی احتیاط سے جنگلے پر کودی تھی جس کی آواز راک فیلڈ کے کانوں تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ راک فیلڈ اطمینان سے چڑھائی چڑھا کر کار ایک سڑک پر لے گیا اور پھر کار شہر کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ مونا لیزا نے جنگلے پر آتے ہی خود کو نیچے کر لیا تھا تاکہ سڑک پر ارد گرد سے گزرنے والی کاروں میں موجود افراد اسے نہ دیکھ سکیں۔ ورنہ انہیں چونکتے دیکھ کر راک فیلڈ بھی چونک سکتا تھا اور پھر وہ کار کسی جگہ روک کر چھت چیک کرنے کار سے باہر آ سکتا تھا لیکن خیریت گزری۔ بہت سے لوگوں نے اسے جنگلے سے چمٹا دیکھا تھا لیکن انہیں شاید اس سے کوئی مطلب نہ تھا اس لئے کسی نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔

راک فیلڈ کار دوڑاتا ہوا ایک رہائش گاہ کے گیٹ کے پاس آ گیا۔ اس سے پہلے کہ راک فیلڈ رہائش گاہ کا گیٹ کھولنے کے لئے کار سے باہر نکلتا۔ مونا لیزا اٹھی اور اس نے پوری قوت سے کار کے عقبی جانب چھلانگ لگا دی اور قلابازی کھا کر پیروں کے بل سڑک پر آ گئی اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں تیزی سے دوسری طرف موجود ایک رہائش گاہ کے کنارے پر لگے ہوئے ایک درخت کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ وہ درخت کے پیچھے جا چھپی تھی۔ اس

دوران راک فیلڈ نے کار سے اتر کر رہائش گاہ کا گیٹ کھولنا شروع کر دیا۔ مونا لیزا کو پہلی بار راک فیلڈ کی کار میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایک عورت دکھائی دی۔

جب راک فیلڈ گیٹ کھول کر کار اندر لے گیا تو مونا لیزا کو اطمینان ہو گیا کہ یہی ان کی رہائش گاہ ہے۔ وہ اندر جانے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی اس لئے وہ درخت کے پیچھے سے نکلی اور تیزی سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ مختلف گلیوں اور سڑکوں پر دوڑتی ہوئی وہ میجر شہاب یا پھر عمران تک پہنچنا چاہتی تھی تاکہ وہ انہیں بتا سکے کہ اس نے راک فیلڈ کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا ہے۔ گلیوں اور سڑکوں پر اسے دوڑتے دیکھ کر لوگ حیران ہو رہے تھے لیکن بھلا مونا لیزا کو لوگوں کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی وہ ان کی طرف دیکھے بغیر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ جیپ دوڑاتا ہوا سڑک پر کافی آگے لے گیا تھا لیکن اسے راک فیلڈ کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ راک فیلڈ نے اسے واقعی ایسا چکمہ دیا تھا کہ عمران کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ آخر اتنا بھاری تھیلا اٹھا کر کہاں گیا ہے۔

عمران کچھ دور جا کر واپس مڑا اور اس جگہ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس کے ساتھیوں نے بھی جنگل کا ایک ایک حصہ چھان مارا تھا لیکن راک فیلڈ تو یوں غائب ہو گیا تھا جیسے اسے زمین نے نگل لیا ہو یا پھر آسمان نے اٹھا لیا ہو۔

سیکرٹ سروس کے تمام افراد کے چہروں پر ناکامی کے تاثرات صاف دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں عمران ان کے پاس پہنچ گیا اور وہ ان کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ بھی جنگل میں راک فیلڈ کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

''ہم نے پورا جنگل چھان مارا ہے عمران لیکن راک فیلڈ کا کچھ

پتہ نہیں چلا ہے''...... جولیا نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''وہ جنگل میں ہی کہیں چھپا ہے۔ تم سب ایسا کرو کہ جیپیں لے کر سڑک کے کنارے کنارے جنگل کی مخالف سائیڈ میں چھپ جاؤ۔ ہم کچھ دیر ایسا کریں گے تو وہی یہی سمجھے گا کہ ہم یہاں سے چلے گئے ہیں وہ یہاں سے نکلنے کے لئے ضرور باہر آئے گا۔ اس بات کا بھی دھیان رکھنا کہ کسی طرف سے کسی گاڑی کے انجن کی آواز آئے تو فوراً اس طرف روانہ ہو جانا۔ وہ یہاں ضرور کسی گاڑی میں آیا ہو گا ورنہ اس جنگل سے نکل کر جانا اس کے لئے آسان نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور جیپیں لے کر جنگل کی مخالف سمت میں بڑھ گئے۔ عمران بھی سڑک پر کنارے کنارے جنگل کی طرف غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا لیکن دو گھنٹے گزرنے کے باوجود انہیں راک فیلڈ کہیں سے باہر آتا دکھائی نہ دیا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے راک فیلڈ بلیک کرسٹان لے کر جنگل کی مخالف سمت سے کہیں نکل گیا ہے اور ہم خواہ مخواہ اس طرف اس کا انتظار کر رہے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شکست خوردگی اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔ راک فیلڈ اسے اس طرح دھوکہ دے کر نکل جائے گا عمران کو اس کا گمان بھی نہیں تھا۔ کچھ دیر تک وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ راک فیلڈ کی تلاش میں جٹا رہا لیکن جب مزید ایک گھنٹہ گزر

گیا اور اسے راک فیلڈ کا کوئی نشان نہ ملا تو اسے اپنا خیال درست
معلوم ہوا کہ ضرور راک فیلڈ عقبی راستے سے نکل چکا ہے۔ اس نے
اپنے ساتھیوں کو سیل فون سے کال کر کے واپس بلا لیا۔

''کیا ہوا۔ آپ نے ہمیں واپس کیوں بلا لیا''...... صفدر نے
جیپ واپس لا کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''ہم اسے یہاں فضول میں ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ کب کا یہاں
سے نکل چکا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نکل چکا ہے۔ لیکن کیسے۔ یہاں ہر طرف تو ہم پھیلے ہوئے
ہیں پھر وہ ہماری نظروں سے بچ کر کیسے نکل سکتا ہے''...... جولیا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا جو صفدر کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

''وہ یقینی طور پر جنگل کے عقبی حصے سے نکلا ہے۔ عقب میں شہر
جانے والی ایک اور سڑک ہے۔ ہم خواہ مخواہ اس کی تلاش میں
یہاں اپنا وقت برباد کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر اب ہم اسے کہاں تلاش کریں''...... جولیا نے ہونٹ
بھینچ کر کہا۔

''تم سب فوری طور پر جارڈیا کے سفارت خانے کو گھیر لو۔
راک فیلڈ یقینی طور پر اس ملک سے فرار ہونے کے لئے جارڈیا کے
سفارت خانے کا استعمال کرے گا۔ ہمیں ہر حال میں اسے بلیک
کرستان سمیت اس ملک سے فرار ہونے سے روکنا ہے''...... عمران
نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جوزف

ی ان کے ساتھ بھیج دیا تھا تاکہ وہ اسے رانا ہاؤس ڈارپ کر
کیونکہ اب اس کا وہاں رکنے کا کوئی کام نہیں تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد عمران نے جیب سے سیل فون نکالا
پھر وہ ٹائیگر کو کال کرنے کے لئے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے مجھے رام پال کی رپورٹ نہیں دی''...... عمران نے سرد
میں کہا۔

''میں اس کے کلب کی نگرانی کر رہا ہوں باس۔ ابھی تک وہ
ہ واپس نہیں آیا ہے۔ میں نے اس کی رہائش گاہ کا بھی پتہ لگا
ہے لیکن وہ اپنی رہائش گاہ میں بھی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے
ب دیا۔

''او کے۔ تم کہاں ہو اس وقت''...... عمران نے کہا۔

''میں کلب کے سامنے ایک ریسٹورنٹ میں ہوں باس اور کلب
لرانی کر رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔
کے دماغ میں بدستور طوفان اٹھ رہے تھے۔ وہ جنگل سے تیزی
جیپ دوڑاتا لے گیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد اس نے جیپ ریڈ

کلب کے سامنے روکی اور پھر وہ اچھل کر جیب سے باہر آ گیا۔ ٹائیگر ریسٹورنٹ سے باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا اسے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

''آیا یا نہیں''...... عمران نے اس سے رام پال کے بارے میں پوچھا۔

''ابھی تک تو میں نے اسے آتے نہیں دیکھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلا کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی دیکھ کر اس نے زیادہ بات نہیں کی تھی۔ عمران کے ساتھ وہ کلب میں داخل ہوا۔ ہال میں کافی افراد موجود تھے۔ عمران اور ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیدھے کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

''یس سر''...... کاؤنٹر کے پیچھے موجود ایک بدمعاش ٹائپ آدمی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''رام پال کہاں ہے''...... عمران نے سخت اور کرخت لہجے میں پوچھا۔

''باس اپنے دفتر میں موجود ہیں''...... نوجوان نے کہا وہ شاید عمران کا کرخت اور سرد لہجہ سن کر ڈر گیا تھا اس لئے اس نے سچ بول دیا۔ رام پال کے دفتر میں ہونے کا سن کر ٹائیگر بری طرح

سے چونک پڑا اور عمران اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔ پھر عمران نے سر جھٹکا اور تیز تیز چلتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں رام پال کا دفتر تھا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

رام پال کے دفتر کے باہر ایک لمبا تڑنگا اور قوی ہیکل بدمعاش کھڑا تھا جس کے پہلو میں ہولسٹر تھا اور ہولسٹر سے بھاری دستے والا ریوالور صاف دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا بات ہے۔ یہاں کیوں آئے ہو''...... بدمعاش نے ان دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا سائیڈ میں جا گرا۔ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے دائیں گال پر پڑا تھا۔

عمران نے رام پال کے دروازے پر زور دار لات ماری۔ دروازہ لاک نہیں تھا اس لئے جیسے ہی عمران نے لات ماری دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا ٹائیگر بھی تیزی سے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے پھرتی سے دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک لگا دیا۔

آفس خالی تھا۔ سامنے رام پال کی میز موجود تھی لیکن کرسی خالی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اسی لمحے ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا لیکن ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ شاید دروازے کا دھماکہ سن کر باہر آیا تھا۔ پھر اس کی نظریں جیسے ہی عمران اور ٹائیگر پر پڑیں تو وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ ٹائیگر نے

مخصوص سنیک والا میک اپ کر رکھا تھا۔ اسی لمحے باہر سے دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑایا جانے لگا۔ عمران کا تھپڑ کھانے والا شاید اٹھ کر دروازے پر آ گیا تھا اور اس نے دروازہ بند دیکھ کر اس پر زور زور سے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے تھے۔

''اسے تم چپ کراؤ گے یا ہم اسے اپنے طریقے سے چپ کرائیں''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''کک کک۔ کون۔ اوہ باہر شاید راجو ہے۔ ایک منٹ میں اسے روکتا ہوں''...... رام پال جس نے عمران اور ٹائیگر کو پہچان لیا تھا تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا تو تھپڑ کھانے والے بدمعاش نے تیزی سے اندر آنے کی کوشش کی۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے راجو۔ یہ اپنے آدمی ہیں''...... رام پال نے چیختے ہوئے کہا۔

''بب بب۔ باس اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے''...... راجو نے انگلی اٹھا کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''دفع ہو جاؤ نانسنس۔ شکر کرو اس نے تمہیں صرف تھپڑ مارا ہے ورنہ یہ تمہیں گولی بھی مار سکتا ہے۔ جاؤ یہاں سے''...... رام پال نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا اور اسے باہر دھکیل دیا اور راجو سر ہلا کر کندھے جھٹکتا ہوا باہر چلا گیا۔ رام پال نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا کر واپس پلٹا۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی اور

یشانی کے تاثرات صاف دکھائی دے رہے تھے۔

''بیٹھیں عمران صاحب۔ اگر آپ اطلاع کر دیتے تو میں آپ ، دروازے پر بہ نفس نفیس ریسیو کرنے پہنچ جاتا''...... رام پال نے ہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ وہ عمران سے بخوبی واقف تھا اس ئے اس نے بے حد نرم لہجے میں بات کی تھی۔

''میں یہاں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا ہوں رام پال۔ میں نے ہیں آج تک اس لئے چھوٹ دے رکھی تھی کہ تم ملکی سلامتی کے ی چکر میں ملوث نہیں ہوئے تھے لیکن اب تم جس کھیل میں ے ہو اس کا تعلق ملک کی سلامتی سے ہے اور تم جانتے ہو کہ میں یسے افراد کی گردنیں توڑ دیتا ہوں''...... عمران نے کاٹ کھانے لے لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جس کی وجہ سے ملکی سلامتی کو خطرہ درپیش ہو گیا ہے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے میں تو چھوٹے موٹے دھندے کر کے اپنی ندگی گزار رہا ہوں اور بس''...... رام پال نے بوکھلائے ہوئے لہجے ل کہا۔

''ہونہہ۔ تو بتاؤ کہ راک فیلڈ کہاں ہے''...... عمران نے غرا کر ہا اور راک فیلڈ کا نام سن کر رام پال کا رنگ زرد ہو گیا۔ اس نے چھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اس سے پہلے عمران بول پڑا۔

''اگر تم نے جھوٹ بولنے یا اس بات سے انکار کرنے کی کوشش

کی تو یاد رکھنا تمہارا انجام بے حد بھیانک ہو گا۔ میرے پاس ثبوت ہیں کہ تمہارا راک فیلڈ سے تعلق ہے“...... عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ رام پال تھرتھرا کر رہ گیا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں واقعی راک فیلڈ کو جانتا ہوں لیکن آپ یقین کریں کہ اس نے مجھ سے ملاقات نہیں کی ہے البتہ اس کا فون ضرور آیا تھا اور اس نے مجھ سے رہائش گاہ اور ضرورت کا سامان مانگا تھا جو میں نے اسے مہیا کر دیا تھا۔ میں ایک مرتبہ ایکریمیا گیا تھا تو وہاں ایک سلسلے میں میری اس نے بے حد مدد کی تھی اس لئے میں تب سے اسے جانتا ہوں اور اس نے یہاں آ کر مجھ سے مدد مانگی تو میں انکار نہیں کر سکا تھا“...... رام پال نے کہا۔

”کس ملک سے ہے اس کا تعلق“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے عمران صاحب“...... رام پال نے کہا اور اسرائیلی ایجنٹ کا سن کر نہ صرف عمران بلکہ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

”اوہ۔ کہیں یہ اسرائیلی ایجنسی ریڈ کارک کے ٹاپ ایٹ سیکشن کا ایجنٹ تو نہیں ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ اس کا تعلق اسی ایجنسی اور سیکشن سے ہے“...... رام پال نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ راک فیلڈ کا نام اس کے ذہن میں تو تھا لیکن اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس کا تعلق کس ملک اور کس ایجنسی سے ہے۔

”کیا اب بھی وہ رہائش گاہ اسی کے پاس ہے جو تم نے اسے مہیا کی تھی“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں اسے متعدد بار کال کر چکا ہوں لیکن وہ میری کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ کالز اٹنڈ نہ ہونے پر میں نے اس رہائش گاہ میں جا کر خود چیک کیا۔ رہائش گاہ خالی تھی البتہ اسے میں نے جو کار دی تھی وہ رہائش گاہ میں موجود نہیں تھی پھر مجھے وہ کار بھی ایک سڑک پر خالی مل گئی۔ نجانے کیوں راک فیلڈ نے مجھ سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ شاید اسے پتہ چل گیا تھا کہ ٹائیگر آپ کا ساتھی ہے اس لئے اس نے خود کو مجھ سے الگ کرنا ہی مناسب سمجھا ہو گا“...... رام پال نے سچ بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو اب تم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں آپ کو اس کے بارے میں ضرور بتا دیتا۔ مجھے آپ سے اپنی گردن تڑوانے کا کوئی شوق نہیں ہے“...... رام پال نے کہا۔

”ہونہہ“...... عمران ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔

”آپ بے شک مجھے چیک کر لیں۔ میں قومی سلامتی کے معاملے میں ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جس دن میں نے ایسی غلطی کی وہ غلطی میری زندگی کی آخری غلطی ہو گی“۔ رام پال نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

’’سمجھ دار ہو۔ اسی وجہ سے ابھی تک تمہارے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں ورنہ اب تک تمہاری لاش کسی گٹر میں پڑی سڑ رہی ہوتی‘‘...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’جی ہاں۔ میں جانتا ہوں‘‘...... رام پال نے ایک بار پھر لرز کر کہا۔

’’سنو۔ اگر راک فیلڈ یا اس کی ساتھی لڑکی تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کرے تو تم مجھے فوری طور پر اس کی خبر دو گے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اپنا انجام یاد رکھنا‘‘...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو رام پال کانپ کر رہ گیا۔

’’آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں اس کی تلاش میں اپنے آدمی بھی دوڑا دیتا ہوں جیسے ہی مجھے اس کا پتہ چلے گا میں سنیک کو اطلاع دے دوں گا اور اس کے ذریعے اطلاع آپ تک پہنچ جائے گی‘‘...... رام پال نے کہا۔

’’گڈ شو‘‘...... عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے باہر آ گیا۔ راجو باہر ہی موجود تھا انہیں باہر آتے دیکھ کر اس نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے لیکن چونکہ باس نے کہا تھا کہ وہ اپنے آدمی ہیں اس لئے وہ انہیں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا کلب سے باہر آ گیا۔ اس نے ٹائیگر کو جیپ میں بیٹھنے کا اشارہ کیا

تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

’’راک فیلڈ انتہائی خطرناک اور چالاک آدمی ہے۔ وہ اسرائیلی ایجنسی کے ٹاپ ایٹ سیکشن کا ایجنٹ ہے جو واقعی اسرائیل کی ریڈ کارک ایجنسی کا طاقتور اور خطرناک سیکشن سمجھا جاتا ہے۔ اگر مجھے اس بات کا پہلے سے علم ہو جاتا کہ راک فیلڈ کا تعلق ٹاپ ایٹ سیکشن سے ہے تو میں اس کے بارے میں کچھ اور سوچتا‘‘۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

’’جی ہاں۔ اسی لئے وہ کسی پر اعتبار نہیں کر رہا اور اس نے رام پال کو بھی چھوڑ دیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

’’خیر وہ نکل کر جائے گا کہاں۔ میں اس کا پاکیشیا سے نکلنا مشکل کر دوں گا‘‘...... عمران نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون پر رانا ہاؤس کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔

’’یس‘‘...... عمران نے کال رسیور کرتے ہوئے کہا۔

’’جوزف بول رہا ہوں باس‘‘...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’یس جوزف۔ کیوں کال کی ہے‘‘...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

’’باس۔ آپ رانا ہاؤس پہنچ جائیں‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’کیوں۔ کیا بات ہو گئی‘‘...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میجر شہاب کی سیاہ فام لڑکی مونا لیزا یہاں آئی ہے باس اور وہ بری طرح سے چیخ رہی ہے۔ میں نے اس سے اشاروں سے بات کی تو اس نے کہا کہ میں جلد سے جلد آپ کو یہاں بلاؤں''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مونا لیزا۔ اوہ تو وہ زندہ بچ گئی ہے۔ کیا میجر شہاب بھی اس کے ساتھ ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نہیں باس۔ وہ اکیلی آئی ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''وہ بہت چیخ رہی ہے باس۔ آپ جلدی سے آ جائیں''۔ جوزف نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''لگتا ہے مونا لیزا نے کوئی کام کر دکھایا ہے اسی لئے وہ رانا ہاؤس پہنچ کر چیخ رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران جیپ اسٹارٹ کرنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا۔

''کیا ہوا باس''...... عمران کو رکتے دیکھ کر ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہمیں رانا ہاؤس میں جا کر وقت برباد نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے بہتر ہے کہ میں مونا لیزا کو یہیں بلوا لوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''لیس جوزف سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیس باس۔ حکم''...... جوزف نے عمران کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ مونا لیزا کس حال میں ہے۔ وہ زیادہ زخمی تو نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ وہ نارمل حالت میں ہے۔ میجر شہاب نے جنگل سے عناب کے پھول کی پتیاں پیس کر اس کے زخم پر لگا لی تھیں جس سے اس کا زخم بہت بہتر ہو گیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''گڈ شو۔ میں تمہیں ایک پتہ بتاتا ہوں۔ تم اسے لے کر فوراً میرے پاس پہنچ جاؤ''...... عمران نے کہا اور اس نے جوزف کو ریڈ کلب کا ایڈریس بتا دیا۔

''لیس باس۔ میں تھوڑی دیر تک مونا لیزا کو لے کر پہنچ جاؤں گا''...... جوزف نے کہا۔

''اوکے اور جوانا سے کہنا کہ وہ الرٹ رہے۔ اگر مونا لیزا کی طرح میجر شہاب بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس کی حفاظت کرے''۔ عمران نے کہا۔

''لیس باس''...... جوزف نے کہا اور پھر عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"کیا چکر ہو سکتا ہے۔ مونا لیزا آخر مجھ سے ملنے کے لئے اتنی بے تاب کیوں ہے"...... عمران نے سیل فون جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس نے راک فیلڈ کو کہیں دیکھ لیا ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ ہم جلدی میں مونا لیزا کو زخمی حالت میں وہیں چھوڑ آئے تھے۔ میجر شہاب بھی اس کے ساتھ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ راک فیلڈ ہمیں ڈاج دینے کے لئے واپس جھیل کی طرف گیا ہو اور پھر شمالی اونچی پہاڑی کی طرف چلا گیا ہو جس کے دوسری طرف شہر جانے والی سڑک ہے اور شاید مونا لیزا نے اسے دیکھ لیا ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اگر راک فیلڈ جنگل سے نکل آیا ہے تو پھر مونا لیزا نے اس کا تعاقب کیسے کیا ہو گا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب تو مونا لیزا ہی دے سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں جوزف مونا لیزا کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ عمران کو دیکھ کر مونا لیزا فوراً اس کی جیب میں آ گئی اور اسے چیخ چیخ کر راک فیلڈ کے بارے میں بتانے لگی۔ اس نے عمران کو بتا دیا کہ اس نے راک فیلڈ کو کہاں دیکھا تھا اور وہ کس طرح اس کا تعاقب کرتی ہوئی اس کے پیچھے گئی تھی اور اب وہ کس رہائش گاہ میں موجود ہے۔ اس کی باتیں سن کر عمران کا چہرہ دمک اٹھا۔

"گڈ شو۔ تم تو واقعی بہترین جاسوس ثابت ہو رہی ہو مونا لیزا۔ میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ میں چیف سے بات کر کے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں بھرتی کرا دوں۔ تم پاکیشیا کے لئے واقعی کارآمد ثابت ہو سکتی ہو"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو مونا لیزا نے بھی دانت نکال دیئے۔

"کیا کہہ رہی ہے یہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس نے راک فیلڈ کو واپس جھیل کی طرف ہی آتے دیکھا تھا۔ میجر شہاب نے ایک مخصوص بوٹی لگا کر اس کے زخم کا علاج کر دیا تھا۔ اس نے جھیل کی دوسری طرف راک فیلڈ کو بھاگتے دیکھا تو یہ میجر شہاب سے پوچھے بغیر راک فیلڈ کے پیچھے بھاگ اٹھی۔ راک فیلڈ ایک لڑکی کے ساتھ کار میں وہاں سے نکلنے لگا تو مونا لیزا نے درختوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے اس کی کار کا تعاقب کیا اور پھر وہ کار کی رفتار آہستہ ہونے پر کود کر راک فیلڈ کی کار کی چھت پر چلی گئی اور اسی طرح وہ ان کی رہائش گاہ پہنچ گئی۔ وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ اس کی ساتھی لڑکی بھی تھی جس کے ساتھ مل کر وہ ہمیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ بہرحال مونا لیزا نے واقعی کام کر دکھایا ہے یہ واقعی ذہین ہے۔ بے حد ذہین"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

راک فیلڈ بے حد خوش تھا۔ سینڈرا بھی اس کی خوشی میں شامل تھی۔ وہ ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے اور شراب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہرا اطمینان اور خوشی جھلک رہی تھی۔

"کیا اب بھی ہمیں میجر شہاب کی ضرورت ہے"...... سینڈرا نے راک فیلڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ اب ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ جس چیز کی اسرائیل کو ضرورت تھی وہ چیز ہمیں اس سے یہیں مل گئی ہے"۔ راک فیلڈ نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ آخر اس تھیلے میں ایسی کون سی دھات ہے جس کے لئے ہم نے اتنی بھاگ دوڑ کی تھی"...... سینڈرا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں تمہیں اس کے بارے میں نہیں بتا سکتا۔

سوری"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"کیا باس نے مجھے بتانے سے منع کیا ہے"...... سینڈرا نے پوچھا۔

"ہاں"...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا منہ بناتی ہوئی خاموش ہوگئی۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہاں کون آ سکتا ہے"...... راک فیلڈ نے گلاس میز پر رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم رکو۔ میں دیکھتی ہوں جا کر"...... سینڈرا نے اٹھتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہیں رک گیا۔ سینڈرا کمرے سے نکلتی چلی گئی اور راک فیلڈ نے جیب سے ریوالور نکال لیا جو اسے اس رہائش گاہ سے ملا تھا۔ ریوالور نکالتے ہی راک فیلڈ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور برآمدے میں آ گیا۔ باہر چار چوڑے ستون تھے۔ راک فیلڈ ایک ایسے ستون کے پیچھے آ کر کھڑا ہوگیا جہاں سے وہ بیرونی دروازہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

"کون ہے"...... سینڈرا نے دروازے کے پاس جا کر اونچی آواز میں پوچھا۔

"محترمہ۔ ہمارا تعلق الیکٹرک سٹی ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ آپ کی رہائش گاہ کی چھت سے بجلی کی چند تاریں گزر رہی ہیں جن میں فالٹ آ گیا ہے اور اس فالٹ کی وجہ سے سائیڈ کے گھروں کی

سپلائی بند ہو گئی ہے۔ ہم ان تاروں کو چیک کرنا چاہتے ہیں“۔ باہر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر نہ صرف سینڈرا بلکہ راک فیلڈ کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑ گئے۔

سینڈرا نے مڑ کر راک فیلڈ کی طرف دیکھا تو راک فیلڈ نے اسے دروازہ کھولنے کا اشارہ کر دیا اور احتیاط کی خاطر خود ستون کی آڑ میں ہی رہا۔ اسی لمحے سینڈرا نے گیٹ کھولا تو اچانک راک فیلڈ نے ایک دیو قامت حبشی کو دیکھا۔ سیاہ فام نے دروازے پر کھڑی سینڈرا کو ہاتھ مار کر پیچھے دھکیل دیا اور اچھل کر اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر راک فیلڈ نے ریوالور سیاہ فام حبشی کی طرف کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیاہ فام حبشی پر فائر کرتا اسی لمحے راک فیلڈ کو اپنے عقب سے تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ زخمی سانپ کی طرف پلٹا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور نہ صرف اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا بلکہ وہ اچھل کر پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اس کے عقب میں میجر شہاب کی سیاہ فام ساتھی مونا لیزا کھڑی تھی۔ جو نجانے کب اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی تھی جیسے ہی راک فیلڈ اس کی طرف پلٹا، مونا لیزا کے دونوں ہاتھ ایک ساتھ حرکت میں آئے اور اس کا ایک ہاتھ راک فیلڈ کے ریوالور والے ہاتھ پر اور دوسرا ٹھیک اس کے منہ پر پڑا۔ اس سے پہلے کہ راک فیلڈ اٹھتا اسی لمحے برآمدے کی سائیڈ سے ایک نوجوان اچھل کر اوپر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

”خبردار۔ جہاں ہو وہیں پڑے رہو ورنہ بھون دوں گا“۔ جوان نے کہا اور اسے دیکھ کر راک فیلڈ ایک طویل سانس لے کر ہ گیا۔ یہ ٹائیگر تھا جس نے سنیک کا میک اپ کر رکھا تھا۔ راک یلڈ وہیں ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے گیٹ سے عمران تیز تیز چلتا ہوا ندر آ گیا۔ عمران کو وہاں دیکھ کر راک فیلڈ نے بے اختیار ہونٹ ھینچ لئے۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں کہ آخر عمران اور اس کے ساتھی یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اس نے نتہائی احتیاط سے کام لیا تھا اور وہ یہاں آ کر بے فکر ہو گیا تھا کہ مران اور اس کے ساتھی لاکھ ٹکریں مارتے رہیں لیکن وہ اس تک ہیں پہنچ سکیں گے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں تھے۔

”کیسے ہو مسٹر راک فیلڈ۔ مونا لیزا نے زیادہ زور سے تو نہیں ر دیا“...... عمران نے اوپر آتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر سکراتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ غرا کر رہ گیا۔ مونا لیزا نے فوراً اک فیلڈ کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا تھا۔ ادھر جوزف، سینڈرا کو بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا اس طرف لا رہا تھا۔

”کمرے میں لے چلو انہیں۔ وہاں آرام سے ان سے بات ریں گے“...... عمران نے کہا۔

”چلو جلدی۔ ورنہ......“ ٹائیگر نے غرا کر کہا تو راک فیلڈ ایک یل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ ان کے ساتھ چلتا ا ڈرائینگ روم میں آ گیا جہاں وہ سینڈرا کے ساتھ شراب نوشی

سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو"...... راک فیلڈ نے اندر آ کر عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"میں تو جو چاہوں گا بعد میں چاہوں گا پہلے مونا لیزا تم سے کچھ چاہتی ہے۔ اس کی چاہت تو پوری کر دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... راک فیلڈ نے چونک کر کہا۔

"تم نے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ تم سے شاید بدلہ لینا چاہتی ہے۔ کیوں مونا لیزا"...... عمران نے کہا تو مونا لیزا، راک فیلڈ کو دیکھ کر غرانے لگی۔

"سنو۔ علی عمران"...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

"کیا سنوں۔ میرے تو کان ہی بند ہیں۔ اونچا بولو تو شاید کچھ سنائی دے جائے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم مجھ سے زبردستی کچھ معلوم نہیں کر سکو گے"...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

"اچھا۔ تو پھر کیسے معلوم کر سکوں گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو مجھ سے سودا بازی کر سکتے ہو"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"سودا بازی۔ یہ کس چڑیا کا نام ہے۔ میں نے چکر بازی، کبوتر بازی اور شطرنج کی بازی کا تو سنا ہے لیکن سودا بازی کا نہیں سنا۔ کیا

تم اس کی تشریح کرو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راک فیلڈ نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

"مونا لیزا۔ تم اس عمارت کی تلاشی لو۔ شاید تمہیں وہ سیاہ تھیلا مل جائے جو تم سے یہ چھین لایا تھا"...... عمران نے مونا لیزا سے مخاطب ہو کر کہا تو مونا لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائیگر تم اس کے ساتھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں کمرے سے نکل گئے۔

"اب تم دونوں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اگر آخری بار شراب نوشی کرنا چاہو تو کر لو۔ بس مونا لیزا کے کامیاب واپس آنے کی دیر ہے اس کے بعد نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری یہ منچلی حسینہ"...... عمران نے کہا۔

"تم یہاں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو عمران"...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

"کیا کروں پرانی عادت ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اس کی زبان زیادہ چل رہی ہے۔ اگر اجازت دو تو اس کی زبان کھینچ لوں"...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ابھی اس کی زبان چلی ہی کہاں ہے۔ ابھی تو اس نے چلنا ہے۔ ہاں اگر نہ چلی تو پھر دیکھیں گے کہ اس کی زبان چلائی کیسے ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"جس چیز کی تلاش میں تم آئے ہو وہ یہاں نہیں ہے"۔ راک

فیلڈ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے''...... عمران نے اسے گھور کر سخت لہجے میں کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے ہو''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''تم کیا سمجھتے تھے کہ تم ہمیں ڈاج دے کر جنگل سے چھپ کر نکل جاؤ گے۔ یہ پاکیشیا ہے مسٹر راک فیلڈ۔ اسرائیل نہیں جہاں تمہاری حکومت ہے''...... عمران نے کہا تو راک فیلڈ چونک پڑا۔

''ہونہہ۔ تو تمہیں پتہ چل گیا میرے بارے میں''...... راک فیلڈ نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ اور تمہیں ڈھونڈنے کا سہرا مونا لیزا کے سر ہے۔ جب تم اپنی اس حسینہ کے ساتھ جنگل سے نکل رہے تھے تو وہ تمہاری کار کی چھت پر موجود جنگلے پر چڑھ گئی تھی جس کا تمہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا اور پھر وہ تمہاری رہائش گاہ دیکھ کر واپس میرے پاس چلی آئی''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو راک فیلڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر رنگ سا آ کر گزر گیا۔

''کیا وہ جنگل سے ہی ہمارے ساتھ تھی''...... راک فیلڈ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا وہ حیران ہو رہا تھا کہ اس نے ایسا کیا کہہ دیا جسے سن کر راک فیلڈ اس قدر پریشان ہو گیا تھا۔ راک

فیلڈ نے گو خود کو فوراً سنبھال لیا تھا لیکن اس کی پریشانی عمران کی نگاہوں سے چھپ نہیں سکی تھی۔ اسی لمحے مونا لیزا اور ٹائیگر واپس آ گئے۔

''نو باس۔ یہاں کوئی تھیلا موجود نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''بلیک کرسٹان کہاں ہے مسٹر راک فیلڈ''...... عمران نے راک فیلڈ سے مخاطب ہو کر اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''بلیک کرسٹان۔ کون سا بلیک کرسٹان۔ میں کسی بلیک کرسٹان کو نہیں جانتا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ سیاہ تھیلا ہمارے حوالے کر دو ورنہ مونا لیزا تمہارے ساتھ ساتھ تمہاری لاڈلی حسینہ کا بھی حسن بگاڑ دے گی''..... عمران نے کہا۔

''میرے پاس کوئی تھیلا نہیں ہے۔ جس تھیلے کی تم بات کر رہے ہو وہ بھاگ دوڑ میں مجھ سے جنگل میں ہی گر گیا تھا۔ جاؤ۔ جنگل میں جاؤ اور جا کر تلاش کر لو''...... راک فیلڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا جیسے اس نے عمران کو کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

''مطلب کہ تم نہیں بتاؤ گے''...... عمران نے غرا کر کہا۔ راک فیلڈ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''جوزف''...... عمران نے یک لخت جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے انتہائی مستعدی سے کہا۔

''حسینہ کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ راک فیلڈ کا حشر دیکھ کر کانپ اٹھے۔ ایسی حسینائیں جب اپنے عزیز رشتہ داروں کا عبرتناک حشر ہوتے دیکھتی ہیں تو انہیں خواہ مخواہ عارضہ قلب ہو جاتا ہے''......عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور اس نے سینڈرا کو بازو سے پکڑ کر زبردستی کھینچا اور باہر لے جانے لگا۔ جیسے ہی جوزف نے سینڈرا کو پکڑ کر کھینچا اسی لمحے سینڈرا بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور وہ انتہائی حیرت انگیز مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے اچانک بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور اس کی گھومتی ہوئی لات جوزف کے ہاتھ میں موجود ریوالور پر پڑی اور جوزف کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

سینڈرا کو جوزف پر حملہ کرتے دیکھ کر راک فیلڈ بھی حرکت میں آ گیا۔ وہ یک لخت گھوما اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا ٹائیگر چیختا ہوا اور اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا سامنے کھڑے عمران سے پوری قوت سے آ ٹکرایا۔ راک فیلڈ نے گھوم کر ٹائیگر کی گردن سے پکڑ کر اسے پوری قوت سے ہوا میں اچھال دیا تھا۔

پھر کمرے میں یک لخت دو چیخیں بلند ہوئیں۔ ایک چیخ سینڈرا کے منہ سے نکلی کیونکہ ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی جوزف کا رائٹ ہک پوری قوت سے سینڈرا کے منہ پر پڑا اور وہ چیختی ہوئی کسی گیند

کی طرح اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرائی۔ دوسری چیخ راک فیلڈ کی تھی۔ اس نے جیسے ہی ٹائیگر کو اچھال کر عمران کی طرف پھینکا عمران نے تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے ٹائیگر کو دونوں ہاتھوں میں دبوچا اور اسے ہاتھوں میں گھما کر اسی تیزی سے راک فیلڈ کی طرف اچھال دیا جس تیزی سے راک فیلڈ نے اسے عمران کی طرف اچھالا تھا۔ ٹائیگر نے راک فیلڈ کی طرف آتے ہوئے ہوا میں ہی اپنا جسم گھمایا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے راک فیلڈ کے سینے پر پڑیں اور وہ بھی بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے صوفے پر جا گرا۔ راک فیلڈ کو ٹانگیں مارتے ہی ٹائیگر نے الٹی قلابازی کھائی اور فوراً اپنے پیروں پر آ کھڑا ہوا۔

''ویل ڈن ٹائیگر''...... ٹائیگر کی مہارت دیکھ کر عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور عمران سے اپنی تعریف سن کر ٹائیگر کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔ راک فیلڈ تیزی سے اٹھ کر آگے بڑھا لیکن اسی لمحے ٹائیگر ہوا میں اچھلا اور قلابازی کھاتے ہوئے عین راک فیلڈ کے پیچھے پہنچ گیا جیسے وہ پہلے راک فیلڈ کے پیچھے کھڑا تھا۔ راک فیلڈ نے تیزی سے ٹائیگر کی طرف مڑنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مونا لیزا کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور وہ اُڑتی ہوئی راک فیلڈ سے آ ٹکرائی۔ مونا لیزا کی انگلیوں کے ناخن بے حد تیز تھے۔ اس نے برق رفتاری سے راک فیلڈ پر حملہ کیا تھا۔ دوسرے لمحے اس کے تیز ناخن راک فیلڈ کے چہرے پر پڑے اور

راک فیلڈ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر چیختا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ مونا لیزا کے تیز ناخنوں نے اس کے چہرے کی کھال پر لکیریں سی کھینچ دی تھیں۔ اسی لمحے مونا لیزا اچھلی اور اس نے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتے ہوئے راک فیلڈ کے سینے پر پوری قوت سے فلائنگ کک مار دی۔ اسے فلائنگ کک مارتے دیکھ کر ٹائیگر فوراً راک فیلڈ کے پیچھے سے ہٹ گیا۔ راک فیلڈ کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر صوفے کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے موجود دیوار سے ٹکرایا اور نیچے گر کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔

''دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ میرے چاہنے کی باری بعد میں آئے گی۔ پہلے اپنی چاہت سے تمہیں مونا لیزا روشناس کرائے گی''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جو مرضی کر لو عمران، تم میری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ میں راک فیلڈ ہوں، راک فیلڈ اور راک فیلڈ کی زبان چٹانوں کی طرح ٹھوس ہے۔ تم چاہے میری بوٹیاں اُڑا دو۔ مجھے گولی مار دو لیکن تم میری زبان نہیں کھلوا سکو گے''......راک فیلڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر مونا لیزا غراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی جیسے وہ ایک بار پھر راک فیلڈ پر خطرناک حملہ کرنا چاہتی ہو۔

''ایک منٹ مونا لیزا''......عمران نے کہا تو اس کی آواز سن کر مونا لیزا وہیں ٹھٹھک گئی۔

''چھوڑ دو اسے۔ یہ لاتوں کا بھوت نہیں ہے جو لاتیں کھا کر

مان جائے گا۔ میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ اب مجھے اس سے اپنے انداز میں ہی بات کرنی پڑے گی''۔ عمران نے کہا تو مونا لیزا سر ہلا کر تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راک فیلڈ کے پاس آ گیا۔ عمران کو اپنی طرف آتے دیکھ کر راک فیلڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں راک فیلڈ پر جمی ہوئی تھیں۔ راک فیلڈ کے چہرے پر مونا لیزا کے ناخنوں کے گہرے نشان تھے جہاں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ عمران کو غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کا جسم تنا ہوا تھا جیسے وہ عمران کی طرف سے ہونے والے ممکنہ حملے سے دفاع کرنے کے لئے تیار ہو۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے دیکھ کر ٹائیگر، جوزف اور مونا لیزا خاموش کھڑے ہو گئے تھے۔ سینڈرا ابھی تک دیوار کے پاس ساکت پڑی ہوئی تھی۔ وہ بے چاری جوزف کا ایک فولادی مکا بھی برداشت نہ کر سکی تھی۔

عمران بدستور راک فیلڈ کو تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ کمرے میں ایسا سکوت طاری ہو گیا تھا کہ سب کو اپنے دلوں کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔ راک فیلڈ کے چہرے پر سرد مہری اور سپاٹ پن نمایاں تھا اور اس کی آنکھوں میں پتھریلی سختی ابھر آئی تھی۔

''اور سناؤ کیا حال ہے تمہارا۔ بال بچے ہیں تمہارے''۔ عمران

نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سے کمرے اور ماحول پر چھایا ہوا سکوت یک لخت ختم ہو گیا۔ مونا لیزا، ٹائیگر اور جوزف طویل سانس لے کر رہ گئے اور راک فیلڈ کے تنے ہوئے اعصاب بھی عمران کو مسکراتے دیکھ کر ڈھیلے پڑ گئے۔

''میری ابھی شادی نہیں ہوئی ہے''...... راک فیلڈ نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ تو میری طرح تم بھی کنوارے ہو۔ گڈ شو۔ ہم دو کنوارے ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔ تو ملاؤ اسی خوشی میں ہاتھ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر راک فیلڈ کے اعصاب ایک بار پھر تن گئے۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ شاید عمران اسے ڈاج دے کر کوئی داؤ استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن عمران نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ اس نے راک فیلڈ سے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا جیسے وہ اس کا بہت اچھا دوست ہو۔

''تمہارا یہ بدلا ہوا انداز سمجھ میں نہیں آ رہا''...... راک فیلڈ نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں تم سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ تم یہاں سے جو دھات حاصل کرنے آئے ہو وہ تمہارے ملک کی ملکیت نہیں ہے۔ اس لئے تمہارا اس پر کوئی حق نہیں بنتا۔ تم نے سرداور کے گھر میں گھس

کر ان کے ایک محافظ کو قتل کیا اور میجر شہاب کے دو محافظوں کو بھی تم نے اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اگر میں چاہوں تو میں جواب میں تمہیں اور سینڈرا کو بھی گولیاں مار سکتا ہوں لیکن میں تمہیں اور سینڈرا کو یہاں سے بچ نکلنے کا ایک موقع دے سکتا ہوں۔ اس کے لئے تمہیں مجھے وہ تھیلا واپس کرنا ہو گا۔ پھر تم بھی بھول جانا اور میں بھی بھول جاؤں گا کہ تم یہاں کبھی آئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے باتوں سے ڈاج دینا چاہتے ہو لیکن سن لو۔ جس تھیلے کی تم بات کر رہے ہو وہ اس ملک سے باہر جا چکا ہے اور اب اسرائیل پہنچنے والا ہی ہو گا۔ تم بے شک مجھے گولی مار دو، میرے ٹکڑے کر دو یا پھر آگ میں زندہ جلا دو۔ وہ تھیلا تمہیں اب نہیں مل سکتا''...... راک فیلڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... عمران نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... راک فیلڈ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''اگر بلیک کرسٹان ملک سے باہر جا چکا ہے تو پھر مجھے تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے اپنی مہارت، ذہانت اور حیرت انگیز کارکردگی سے میرے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں وہ تھیلا حاصل کیا تھا۔ اس لئے بلیک کرسٹان پر تمہارا حق بنتا ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ بلیک کرسٹان پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے یا تمہارے ملک میں پہنچ چکا

ہے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف راک فیلڈ بلکہ ٹائیگر اور جوزف بھی حیران رہ گئے جبکہ عمران کی بات سن کر مونا لیزا نے بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا جیسے وہ عمران سے پوچھ رہی ہو کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے۔

''کوئی بات نہیں مونا لیزا۔ مجھ میں ہمت ہوئی تو جس طرح سے اس نے ہم سے بلیک کرسٹان چھینا ہے اسی طرح ہم بھی اسرائیل پہنچ کر اس سے وہ بلیک کرسٹان چھین لائیں گے''۔ عمران نے کہا تو مونا لیزا خاموش ہو گئی۔ وہ انتہائی غضبناک نظروں سے راک فیلڈ کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر عمران کی بات سن کر حیرت ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

''گڈ بائی راک فیلڈ۔ اگر زندگی رہی تو اب میری تمہاری اسرائیل میں ملاقات ہو گی۔ آؤ سب''...... عمران نے پہلے راک فیلڈ سے اور پھر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے اور راک فیلڈ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں جاتا دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں عمران کا یہ عجیب وغریب رویہ نہیں آ رہا تھا کہ عمران کا اس طرح یہاں آنا اور اسے اور سینڈرا کو قابو کر لینے کے باوجود وہ انہیں بغیر کچھ کہے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جب کمرے سے نکلے تو راک فیلڈ تیزی سے ان کے پیچھے لپکا اور برآمدے میں آ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے قدم اٹھاتے ہوئے

ٹ کی جانب بڑھے جا رہے تھے اور پھر وہ واقعی گیٹ سے باہر ل گئے۔

''حیرت ہے۔ یہ کیسا انسان ہے''...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ئے کہا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر واپس کمرے میں آیا راس نے بے ہوش پڑی سینڈرا کو اٹھا کر ایک صوفے پر ڈالا اور سے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں سینڈرا کو وش آ گیا۔

''کہاں گئے وہ۔ کیا وہ چلے گئے''...... سینڈرا نے ہوش میں تے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے ہرے پر بے پناہ خوف کے تاثرات تھے۔

''ہونہہ۔ میں تمہیں اتنی کمزور نہیں سمجھتا تھا سینڈرا۔ تم تو ایک ہی کے سے بے ہوش گئی تھی''...... راک فیلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مکا۔ تم اسے مکا کہتے ہو۔ اوہ گاڈ۔ مجھے تو ایسا لگا تھا جیسے اس سیاہ فام نے میرے منہ پر گرز مار دیا ہو''...... سینڈرا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا جواب سن کر راک فیلڈ اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا لیکن کچھ ہی دیر میں وہ نارمل ہو گیا۔

''لیکن وہ سب گئے کہاں''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو راک فیلڈ نے اسے ساری بات بتا دی۔

''حیرت ہے۔ عمران جیسا انسان اس طرح آسانی سے چلا جائے گا یہ بات کچھ ہضم نہیں ہوئی''...... سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اسے یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ وہ مجھ سے جو دھات حاصل کرنے آیا ہے وہ یہاں سے نکل چکی ہے''۔ راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور اس نے تمہاری بات مان لی''...... سینڈرا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ میری بات ماننے کے سوا اس کے پاس اور کیا چارہ تھا۔ بہرحال اب خطرہ ٹل چکا ہے۔ آؤ باہر کسی بار میں چل کر شراب پیتے ہیں''...... راک فیلڈ نے کہا تو سینڈرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھ کر رہائش گاہ سے نکلے اور تیزی سے شہر کی طرف بڑھنے لگے۔ راک فیلڈ نے ایک چوک سے مڑتے ہوئے سیاہ رنگ کی ایک کار کو اپنے تعاقب میں آتے چیک کیا تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ہونہہ۔ یہ واقعی احمق ہیں''...... راک فیلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کون احمق''...... سینڈرا نے چونک کر کہا۔

''یہی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور کون''...... راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''کیوں اب کیا ہوا جو تم انہیں احمق قرار دے رہے ہو''۔ سینڈرا

نے کہا۔

''ہمارا سیاہ کار میں تعاقب کیا جا رہا ہے۔ احمق یہ سمجھ کر میری نگرانی کر رہے ہیں کہ میں سیدھا جا کر وہ دھات کا تھیلا حاصل کروں گا اور وہ مجھ سے اسے چھین لیں گے''...... راک فیلڈ نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے کار ایک بار کے سامنے روک دی اور پھر وہ دونوں کار سے نکل کر بار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ خاصا جدید بار تھا۔ ایک کونے میں موجود الگ تھلگ نشست سنبھالتے ہی راک فیلڈ نے شراب کا آرڈر دے دیا۔

''اب تمہارا کیا ارادہ ہے''...... سینڈرا نے ویٹر کے جانے کے بعد راک فیلڈ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''پروگرام کیا ہونا ہے میرا۔ ہم اب واپس جائیں گے''۔ راک فیلڈ نے کہا۔

''واپس۔ کیا مطلب''...... سینڈرا نے چونک کر کہا۔

''ہم یہاں سے سیدھا جارڈیا جائیں گے اور پھر وہاں سے پہلی فلائٹ ملتے ہی اسرائیل کے لئے روانہ ہو جائیں گے''...... راک فیلڈ نے کہا۔ اسی لمحے اس نے بار کے دروازے پر ٹائیگر کی ایک جھلک دیکھی۔ ٹائیگر نے اندر جھانکا اور پھر وہ اندر آنے کی بجائے وہیں سے واپس پلٹ گیا جیسے وہ صرف یہ دیکھنے آیا ہو کہ راک فیلڈ اور سینڈرا بار میں کہاں بیٹھے ہیں۔ اسے دیکھ کر راک فیلڈ کے

ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ویٹر''...... راک فیلڈ نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک ویٹر کو آواز دیتے ہوئے کہا تو ویٹر فوراً اس کے پاس آ گیا۔

''یس سر''...... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا سیل فون خراب ہو گیا ہے۔ کیا مجھے تم کچھ دیر کے لئے اپنا سیل فون دے سکتے ہو۔ بے فکر رہو۔ تمہارا جتنا بھی بیلنس کم ہو گا میں اس سے ڈبل لوڈ کرانے کی رقم دے دوں گا''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ کیوں نہیں۔ آپ جتنی چاہیں کالز کر سکتے ہیں''...... ڈبل لوڈنگ کا سن کر ویٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال کر راک فیلڈ کو دے دیا اور ایک طرف بڑھ گیا۔

راک فیلڈ نے ایک نظر ارد گرد دیکھا لیکن اس کی نزدیکی میزوں پر کوئی نہیں تھا۔ راک فیلڈ نے فوراً سیل فون پر جارج کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جسے اس نے لڑاکا آدمی مہیا کرنے کا کہا تھا۔

''یس۔ جارج بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی جارج کی آواز سنائی دی۔

''راک فیلڈ بول رہا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''اوہ۔ جناب آپ۔ آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے سپیشل

لڑاکوں کا ایک گروپ آپ کے کہنے پر لائیکا جھیل کی طرف بھیج دیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے گروپ کے انچارج کا مجھے فون آیا تھا اس نے بتایا ہے کہ وہاں آپ انہیں نہیں ملے ہیں''...... جارج نے اس کی آواز سنتے ہی کہا۔

''میں ابھی تک وہاں نہیں پہنچا ہوں۔ کہاں ہے اب وہ گروپ''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''آپ کو جھیل کے پاس موجود نہ پا کر وہ واپس آ رہے ہیں جناب۔ شاید وہ راستے میں ہی ہیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ میرے پاس پہنچ جائیں گے''...... جارج نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے آنے دو انہیں واپس۔ اب میں تمہارے ذمہ ایک اور کام لگانا چاہتا ہوں''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''یس سر۔ حکم''...... جارج نے کہا۔

''سنو۔ میں نے ایک دھات جو کوئلوں کی شکل میں ہے اور ایک واٹر پروف تھیلے میں بند ہے، پاکیشیا سیکرٹ سروس سے چھین لی ہے اور میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے چھپانے کے لئے وہ تھیلا لائیکا جھیل کی تہہ میں چھپا دیا ہے۔ میں تمہیں جھیل کے اس حصے کا بتا دیتا ہوں جہاں میں نے تھیلا چھپایا ہے۔ تم غوطہ خوری کا لباس اپنے ساتھ لے جاؤ اور جھیل سے تھیلا نکال کر اپنے قبضے میں کر لو۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم وہ تھیلا اپنی حفاظت میں جارڈیا اور پھر اسرائیل پہنچاؤ۔ سمجھے تم''...... راک فیلڈ نے دبے

دبے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’اوہ۔ یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں یہ کام کر لوں گا‘‘...... جارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دیا ہے کہ دھات والا تھیلا ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ وہ بظاہر مطمئن ہو گئے ہیں لیکن وہ میری نگرانی کر رہے ہیں۔ مجھے خود کو ان سے سیف رکھنا ہے۔ اس لئے اب سارا کام تمہارے کاندھوں پر آن پڑا ہے‘‘...... راک فیلڈ نے کہا۔

’’آپ فکر نہ کریں جناب۔ باقی کا سارا کام میں کر لوں گا۔ بس آپ مجھے جھیل کے اس حصے کی نشاندہی کر دیں جہاں آپ نے تھیلا چھپایا ہے‘‘...... جارج نے کہا تو راک فیلڈ اسے دبی آواز میں جھیل کے اس حصے کا بتانے لگا جہاں اس نے پتھروں میں بلیک کرسٹان کا تھیلا چھپایا تھا۔

’’یس سر۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں اور جھیل سے فوراً تھیلا نکال لاتا ہوں‘‘...... جارج نے کہا۔

’’میں تمہیں اپنے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی نوٹ کرا دیتا ہوں۔ جب کام ہو جائے تو تم کسی بھی لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے مجھے کال کر لینا‘‘...... راک فیلڈ نے کہا اور پھر اس نے جارج کو اپنے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بھی بتا دی۔

’’بس تمہیں سارا کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہے۔ وہ دھات

اسرائیل کی ہے اور ہر حال میں اسرائیل پہنچنا چاہئے‘‘...... راک فیلڈ نے کہا۔

’’یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں انتہائی محتاط رہوں گا اور اسے جارڈیا کے سفارت خانے کی بجائے کاسان کے سفارت خانے کے سپیشل بیگ میں بھجوا دوں گا۔ وہاں سے بیگ آسانی سے اسرائیل ٹرانسفر ہو جائے گا‘‘...... جارج نے کہا۔

’’گڈ شو۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا‘‘...... راک فیلڈ نے کہا اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

’’تم نے اچھا کیا جو یہ کام تم نے جارج کے سپرد کر دیا ہے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس والے لاکھ سر پٹکتے رہیں اور تمہاری نگرانی کرتے رہیں لیکن انہیں یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ وہ دھات کا تھیلا پاکیشیا سے کیسے نکل گیا‘‘...... سینڈرا نے جو خاموشی سے راک فیلڈ کی باتیں سن رہی تھی، اسے فون آف کرتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں راک فیلڈ بھی مسکرا دیا۔

عمران نے ٹائیگر کو راک فیلڈ کی نگرانی کا حکم دیا تھا اور خود
جوزف اور مونا لیزا کو لے کر واپس رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا۔ اس نے
ٹائیگر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ اسے راک فیلڈ سے محتاط
رہنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ جان بوجھ کر راک فیلڈ اور اس کی
ساتھی سینڈرا پر ایسا ظاہر کرے جیسے وہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔
عمران کے ذہن میں ایک پلان تھا جس پر وہ عمل کرنا چاہتا تھا اور
اس کے لئے ضروری تھا کہ راک فیلڈ اور سینڈرا کو اس بات کا پتہ
چل جائے کہ ٹائیگر ان کی نگرانی پر مامور ہے۔

رانا ہاؤس میں میجر شہاب بھی پہنچ چکے تھے۔ مونا لیزا کو عمران
کے ساتھ دیکھ کر وہ پرسکون ہو گئے۔

''شکر ہے کہ یہ تمہارے ساتھ ہے ورنہ جس طرح یہ جنگل میں
مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی تھی میں تو واقعی پریشان ہو گیا تھا''...... میجر
شہاب نے کہا۔

''یہ آپ کو چھوڑ کر نہیں بھاگی تھی بلکہ اس نے راک فیلڈ کو
یک کر لیا تھا اور جس تیزی سے راک فیلڈ وہاں سے نکلا جا رہا تھا
ر مونا لیزا کو ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ وہاں سے نکل جاتا
یکن مونا لیزا اسے کسی بھی صورت میں نہیں جانے دینا چاہتی تھی
ں لئے اس نے آپ کو بتائے بغیر فوری طور پر راک فیلڈ کے
چھے بھاگنا شروع کر دیا تھا''...... عمران نے کہا اور اس نے میجر
ہاب کو ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

''ہونہہ۔ اگر تم مونا لیزا کے ساتھ راک فیلڈ اور اس کی ساتھی
کی کے ٹھکانے پر پہنچ گئے تھے تو پھر انہیں چھوڑ کر واپس کیوں
لے آئے۔ تمہیں تو ان کی گردنوں پر انگوٹھے رکھ کر بلیک کرسٹان
ے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا''...... ساری تفصیل سن کر میجر
اب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے انہیں زندہ رکھ کر غلطی نہیں کی ہے میجر صاحب۔
میں نے انہیں زندہ رہنے کا ایک موقع دیا ہے اور اب میں نے
ں دانہ ڈال دیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پرندے دانہ کب چگتے
''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... میجر شہاب نے حیرت
ے لہجے میں کہا۔

''سمجھ جائیں گے آپ اور آپ ابھی یہاں رکیں میں ایک
وری فون کر کے آتا ہوں''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب ایک

طویل سانس لے کر رہ گئے۔ عمران رانا ہاؤس کے مخصوص روم میں گیا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا کر بلیک زیرو کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ممبران کی طرف سے کوئی رپورٹ''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''وہ سب جارڈیا کے سفارت خانے کی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہاں آنے اور جانے والے ہر شخص کو وہ چیک کر رہے ہیں لیکن ابھی تک انہیں وہاں کوئی بھی مشکوک آدمی نہیں ملا ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راک فیلڈ کو میں نے تلاش کر لیا ہے لیکن بلیک کرسٹان کا تھیلا اس کے پاس نہیں ہے اور نہ ہی اس نے تھیلا اپنی رہائش گاہ میں چھپایا ہے۔ اس نے مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ تھیلا ملک سے باہر جا چکا ہے لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے۔ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے اور انتہائی تربیت یافتہ ہے۔ اس لئے اس پر کسی قسم کا تشدد بے کار ثابت ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر عقل استعمال کی جائے تو مسئلہ حل ہونے کی امید کی جا سکتی

ہے۔ اس لئے میں اسے وہیں چھوڑ کر آ گیا ہوں لیکن میں نے ٹائیگر کو اس کی نگرانی پر لگا دیا ہے۔ ٹائیگر کو اپنی نگرانی کرتے دیکھ کر راک فیلڈ اور اس کی ساتھی سینڈرا یقیناً اس جگہ نہیں جائیں گے جہاں انہوں نے تھیلا چھپایا ہے۔ اس کے لئے وہ یقیناً کسی اور کو آگے کریں گے اور تھیلا کسی عام راستے سے باہر نہیں جا سکتا اس لئے تم ممبران کو کال کرو اور انہیں کہو کہ وہ جارڈیا کے ساتھ ساتھ وہاں موجود باقی سفارت خانوں کی بھی نگرانی کریں۔ ہو سکتا ہے کہ راک فیلڈ بلیک کرسٹان نکالنے کے لئے کسی اور سفارت خانے سے رجوع کرے تاکہ بیگ سپیشل بیگ میں پاکیشیا سے نکالا جا سکے۔ انہیں انتہائی محتاط انداز میں نگرانی کرنے کا حکم دینا''...... عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں۔ وہ محتاط ہیں لیکن میں انہیں مزید محتاط رہنے کا حکم دے دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہیں بتا دینا کہ کسی بھی جگہ انہیں مشکوک صورتحال کا سامنا ہو تو وہ فوری طور پر مجھے کال کریں تاکہ میں جلد سے جلد ان کی مدد کو پہنچ سکوں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں کہہ دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ رسیور رکھ کر کمرے سے نکل کر باہر آ گیا جہاں میجر شہاب موجود تھے۔ عمران ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ وہ گہرے خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے۔

"آپ کچھ سوچ رہے ہیں شاید"...... عمران نے کہا تو میجر شہاب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہاں۔ وہی تمہاری دانہ ڈالنے والی بات میرے دماغ میں اٹکی ہوئی ہے"...... میجر شہاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اٹکی ہوئی چیزوں کو فوراً دماغ سے نکال دینا چاہئے ورنہ دماغ بھی اٹکنا شروع ہو جاتا ہے اور جب دماغ اٹک جائے تو زندگی بھی اٹک بلکہ لٹک جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شہاب بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے بتاؤ تو سہی تم نے کیا کیا ہے"...... میجر شہاب نے کہا تو عمران نے انہیں ساری بات بتا دی۔

"گڈ شو۔ جال تو اچھا پھیلایا ہے تم نے اس کے گرد لیکن وہ بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے۔ وہ سکتا ہے کہ وہ بھی داؤ کھیل رہا ہو"...... میجر شہاب نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اگر بلیک کرسٹان اسرائیل پہنچ گیا تو پھر اس کی واپسی ناممکن ہو گی"...... میجر شہاب نے کہا۔

"میجر صاحب۔ آپ کو یہ سب کچھ بتانے کا ایک مقصد ہے۔ اگر آپ دل سے تعاون کریں تو ہو سکتا ہے کہ ہم خود بلیک کرسٹان کو ڈھونڈ نکالیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تم سے تعاون نہیں کر

رہا"...... میجر شہاب نے غصیلے لہجے میں کہا۔ انہیں عمران کی بات بری لگی تھی۔

"آپ کو کہیں تنویر فوبیا تو نہیں ہو گیا"...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ کون تنویر اور کیسا فوبیا"...... میجر شہاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے بھی میری ہر بات پر فوراً غصہ آ جاتا ہے۔ آپ بھی اسی طرح غصہ کر رہے ہیں۔ بہرحال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جنگل میں آخری بار مونا لیزا نے راک فیلڈ کو دیکھا تھا۔ اگر آپ مونا لیزا سے بات کریں تو ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی ایسی بات یاد آ جائے جس سے ہمیں اس بات کا کلیو مل جائے کہ راک فیلڈ نے تھیلا کہاں چھپایا ہے۔ مونا لیزا نے راک فیلڈ کا جنگل سے ہی تعاقب کیا تھا اور وہ اس کے گھر تک پہنچ گئی تھی جبکہ راک فیلڈ کے گھر میں تھیلا نہیں تھا جس کا مطلب واضح ہے کہ اس نے بلیک کرسٹان جنگل میں ہی کہیں چھپا دیا تھا"...... عمران نے کہا تو میجر شہاب اس کی بات سمجھ کر بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں مونا لیزا سے"...... میجر شہاب نے کہا اور پھر اس نے سامنے بیٹھی ہوئی مونا لیزا کو آواز دی تو وہ فوراً اٹھ کر میجر شہاب کے پاس آ گئی۔

میجر شہاب نے مخصوص انداز میں اس سے پوچھ گچھ کرنی شروع

کر دی۔ پھر اس نے مونا لیزا سے کی ہوئی ہر بات عمران کو بتانا شروع کر دی۔

''ہونہہ۔ تو اس نے راک فیلڈ کو خالی ہاتھ پہاڑی کی طرف بھاگتے دیکھا تھا''...... عمران نے ساری بات سن کر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس نے یہی کہا ہے''...... میجر شہاب نے کہا تو عمران نے کچھ سوچ کر جیب سے ایک نقشہ نکال کر مونا لیزا کے سامنے پھیلا دیا۔

''مونا لیزا۔ یہ نقشہ دیکھو اور بتاؤ کہ تمہیں راک فیلڈ کی کار کہاں ملی تھی''...... عمران نے کہا تو مونا لیزا نقشے پر جھک گئی اور اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔

''تم یہاں کس راستے سے پہنچی تھی''...... عمران نے پوچھا اور مونا لیزا نے انگلی کے اشارے سے اسے پہاڑی کے راستے کے بارے میں بتا دیا جہاں اس نے راک فیلڈ کو کار میں جاتے دیکھا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ اب کچھ کچھ سمجھ میں آ رہا ہے۔ راک فیلڈ ہماری جو جیپ لے کر بھاگا تھا وہ ہمیں خالی ملی تھی اور وہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے واپس جھیل کی طرف بھاگ گیا تھا اور پھر وہ سیدھا وہاں سے اونچی پہاڑی کی طرف چلا گیا جہاں اس کی ساتھی لڑکی اور کار موجود تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے تھیلا اسی راستے میں کہیں

ھپایا ہے''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''بالکل۔ تمہارا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہو گا''...... میجر ہاب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب اگر غور کیا جائے کہ جنگل میں ایسی کون سی جگہ ہے جو اک فیلڈ کے خیال کے مطابق محفوظ ترین جگہ ہو سکتی ہے جہاں وہ ہاری تھیلا چھپا سکتا ہے جبکہ اسے اس بات کا بھی پتہ ہو کہ وہاں م بھی موجود ہیں''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سوچ میں وب گیا۔ اچانک عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نک پڑا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا جس پر ٹائیگر کا نام پلے ہو رہا تھا۔

''یس عمران سپیکنگ''...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اکہ میجر شہاب اس کی اور ٹائیگر کی باتیں نہ سن سکیں۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کوئی خاص خبر''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ راک فیلڈ اور اس کی ساتھی سینڈرا ایک بار میں ئے تھے۔ میں نے انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلا دیا تھا اور پھر ں بار سے باہر ہی رک گیا تھا۔ باہر ایک کھڑکی تھی جس سے میں ن دونوں کو چیک کر سکتا تھا۔ ان دونوں نے اپنے لئے شراب نگوائی تھی اور پھر میں نے راک فیلڈ کو ایک ویٹر سے اس کا سیل ن لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ راک فیلڈ نے ویٹر کے سیل فون سے

کال کی اور پھر سیل فون اسے واپس کر دیا تھا۔ اتفاق سے وہ ویٹر بار سے کسی کام کے لئے باہر آیا تو میں نے فوری طور پر اس کی جیب سے اس کا سیل فون اُڑا لیا۔

راک فیلڈ نے سیل فون سے وہ نمبر نہیں کاٹا تھا جہاں اس نے کال کی تھی۔ میں نے اس نمبر کو چیک کیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ نمبر کس کا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کس کا نمبر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نمبر سٹار کلب کے مالک جارج کا ہے جو اس شہر کا نامی گرامی بدمعاش ہے اور ہر قسم کے غیر قانونی دھندوں میں ملوث رہتا ہے۔ سٹار قلب میں میرا ایک مخبر موجود ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا اور اسے جارج پر نظر رکھنے کا کہا تو اس نے بتایا کہ وہ اپنے کلب سے کسی ایمرجنسی کے لئے نکلا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا یہ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ کہاں گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ اکیلا گیا ہے یا اس کے ساتھ کوئی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مخبر کے کہنے کے مطابق تو وہ اکیلا ہی گیا ہے۔ اگر وہ باہر جا کر مسلح افراد لے لے تو کہا نہیں جا سکتا''...... ٹائیگر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ راک فیلڈ نے اسے وہیں بھیجا ہے جہاں اس نے بلیک کرسٹان کا تھیلا چھپایا ہے وہ شاید وہاں خود جانے کی بجائے جارج کے ذریعے تھیلا حاصل کرنا چاہتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ جارج لائیکا جھیل کی طرف ہی گیا ہے کیونکہ میری معلومات کے مطابق راک فیلڈ جنگل سے تھیلا لے کر نہیں نکلا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ ایسا ممکن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک کرسٹان کا تھیلا ابھی جنگل میں ہی موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔تم بدستور ان دونوں کی نگرانی کرو تب تک میں ممبران کو لے کر لائیکا جھیل کی طرف جاتا ہوں تاکہ جارج کو وہیں گھیرا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اسے چند مزید ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔

''کیا ہوا''...... میجر شہاب نے پوچھا۔

''شاید بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شہاب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ عمران نے فوراً بلیک زیرو کو کال کی اور اسے ہدایات دی کہ وہ ممبران کو

ایک بار پھر لائیکا جھیل کی طرف بھیج دے۔ اس نے سب کو مسلح ہو کر وہاں پہنچنے کا کہا تھا۔

''آؤ۔ مونا لیزا۔ تمہارے ساتھ شاید ایک بار پھر جنگل کی سیر کرنی پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مونا لیزا مسرت سے چیخنے لگی۔

''کیا میں بھی چلوں''...... میجر شہاب نے کہا۔

''نہیں۔ آپ یہیں رکیں۔ میرے لئے مونا لیزا ہی کافی ہے''...... عمران نے کہا تو میجر شہاب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی ہی دیر میں عمران، مونا لیزا کو کار میں بٹھائے انتہائی تیز رفتاری سے لائیکا جھیل کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ جنگل کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکوئنسی سیٹ کر کے ونڈ بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس جولیا اٹنڈنگ۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم سب۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم لائیکا جھیل تک پہنچ چکے ہیں۔ تم کہاں ہو۔ اوور''...... جولیا نے پوچھا۔

''میں بھی بس پہنچ رہا ہوں۔ تم سب جھیل کے ارد گرد پھیل جاؤ

اور اونچے درختوں پر چڑھ جاؤ تاکہ جنگل میں آنے والے افراد کو آسانی سے چیک کر سکو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''جنگل میں کوئی بھی آدمی آتا دکھائی دے اس پر تمہیں صرف نظر رکھنی ہے۔ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک وہ اس جگہ نہ پہنچ جائے جہاں راک فیلڈ نے تھیلا چھپایا ہے۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گئی۔ تم فکر نہ کرو۔ ہم دھیان رکھیں گے۔ اوور''۔ جولیا نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی تبدیل کی اور پھر وہ ٹائیگر کو کال دینے لگا۔

''یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''راک فیلڈ کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ واپس اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے ہیں۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم محتاط رہنا کہیں وہ تمہیں ڈاج دے کر رہائش گاہ کے عقبی حصے سے نہ نکل جائیں۔ انہیں کسی بھی حال میں تمہاری نظروں میں آئے بغیر کہیں نہیں جانا چاہئے۔ اوور''...... عمران نے سختی سے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ اس بار میں انہیں ڈاج دینے کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ کال ختم کر کے عمران نے کار دوبارہ سٹارٹ کی اور پھر وہ جنگل کی طرف اندر بڑھ گیا۔ کافی دور آ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور کار سے نکل آیا۔ اس نے مونا لیزا کو بھی کار سے نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی کار سے نکل آئی۔ عمران اسے لے کر جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ جھیل کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو ایک درخت پر چڑھی ہوئی جولیا اتر کر اس کے پاس پہنچ گئی۔

''کوئی نظر آیا''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ ایک لمبا تڑنگا آدمی آیا تھا۔ وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا جنوبی پہاڑی کی طرف گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا وہ اکیلا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ وہ اکیلا ہی ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب ابھی یہیں رکو۔ میں پہاڑی کی طرف جا کر اسے چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آؤ مونا لیزا''...... عمران نے کہا تو مونا لیزا نے دانت نکال کر اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران، مونا لیزا کو لئے تیزی سے جنوبی پہاڑی کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ دونوں درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے تا کہ اس

ف جانے والا اگر پہاڑی کے اوپر ہو تو وہ انہیں آسانی سے ـ نہ کر سکے۔

عمران چکر کاٹ کر پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف جا رہا تھا۔ نا لیزا تیزی سے بھاگتی ہوئی درختوں میں غائب ہو گئی تھی۔ ابھی ران کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو ئیں۔ عمران رک گیا۔ اس نے ونڈ بٹن کھینچا تو اسے جولیا کی آواز ئی دی۔

''ہیلو۔ جولیا کالنگ۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''یس۔ عمران اٹنڈنگ۔ کیا ہوا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''عمران وہ پہاڑی سے اتر کر جھیل کی طرف واپس آ رہا ہے۔ ور''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ کیا اس کے پاس تھیلا ہے۔ اوور''...... عمران نے چونک ر کہا۔

''نہیں۔ اس کے گلے میں دوربین ہے اور اس کے ہاتھوں میں ب مشین پسٹل ہے۔ اوور''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں واپس آ رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا ر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا اور یل کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ جھیل سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر اسے یل کے قریب ایک لمبا تڑنگا آدمی دکھائی دیا۔ اس کے گلے میں ربین لٹک رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ وہ

چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے جھیل کی طرف جا رہا تھا۔

"عمران تیزی سے چلتا ہوا اس کے پیچھے لپکا اور پھر اس سے پہلے کہ لمبا تڑنگا آدمی جھیل کی طرف یا کسی اور طرف جاتا عمران کچھ سوچ کر چٹانوں کی سائیڈوں سے نکلتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔ لمبا تڑنگا آدمی عمران کو اچانک اپنے سامنے آتا دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... اس آدمی نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے اس جنگل میں کسی کی موجودگی کی توقع نہ ہو اور عمران کے اچانک سامنے آنے پر وہ حیران رہ گیا ہو۔

"تم شاید اس جنگل میں پہلی بار آئے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ اس جنگل میں آنا منع ہے کیا"...... نوجوان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کب کہا کہ جنگل میں آنا منع ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر۔ اور تم ہو کون"...... نوجوان نے انتہائی سنجیدہ لیکن قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹارزن ہے"...... عمران نے مسکرا کہا۔

"ٹارزن۔ کیا مطلب"...... نوجوان نے چونک کر کہا۔

"آپ نے شاید بچپن میں ٹارزن کی کہانیاں نہیں پڑھیں۔ ٹارزن خود کو جنگل کا بادشاہ کہلواتا ہے اور جنگل کے تمام چرند پرند اس کے تابع ہوتے ہیں، میں پہلے افریقہ کے جنگلوں میں ہوا کرتا تھا لیکن پھر جنگل کے جانوروں نے مجھ سے بغاوت کر دی اور جب سب جانور میری جان کے دشمن بن گئے تو میں وہاں سے بھاگ کر اس ویران اور بیابان جنگل میں آ گیا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میری سمجھ میں آپ کی باتیں نہیں آ رہی ہیں"۔ نوجوان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آ جائیں گی۔ میری باتیں لوگوں کو دیر سے سمجھ آتی ہیں لیکن بہرحال آ جاتی ہیں۔ آپ شاید یہاں شکار کھیلنے کے لئے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں محض گھومنے پھرنے کے لئے آیا ہوں"۔ نوجوان نے کہا۔

"گھومنے پھرنے کے لئے مشین پسٹل کیا آپ ساتھ رکھتے ہیں اور کیا آپ کے پاس اس کا لائسنس ہے"...... عمران نے کہا۔

"لائسنس۔ نہیں۔ لائسنس تو نہیں ہے۔ لیکن جنگل میں کہیں بھی خطرہ ہو سکتا ہے اس لئے میں احتیاطاً مشین پسٹل اپنے ساتھ لے آیا ہوں"...... نوجوان نے کہا۔

"لائسنس کے بغیر آپ کو اس قدر خطرناک اسلحہ اپنے پاس نہیں

رکھنا چاہئے۔ اگر یہاں آپ کو کسی فارسٹ آفیسر نے دیکھ کر پولیس
کے حوالے کر دیا تو غیر قانونی اسلحہ رکھنے کے جرم میں آپ کو پولیس
سے جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ آخر تم ہو کون اور کیوں خواہ مخواہ میرے سر پر چڑھ
رہے ہو“...... نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے کسی کے سر پر چڑھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ خیر مجھے تو
یہاں راک فیلڈ نے بھیجا تھا تاکہ میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں مسٹر
جارج“...... عمران نے کہا اور راک فیلڈ اور جارج کا نام سن کر
نوجوان بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو اور راک
فیلڈ......“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے مجھے تمہارا نام راک فیلڈ نے بتایا ہے۔ میں نجومی تو
ہوں نہیں کہ ستاروں سے پوچھ کر تمہارے نام کا پتہ کرا لوں“۔
عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ہونہہ۔ اگر راک فیلڈ نے تمہیں یہاں بھیجا ہے تو پھر اس نے
مجھے یہاں کیوں بھیجا ہے“...... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ میری طرح انہوں نے آپ کو بھی ذمہ دار آدمی
سمجھا ہو۔ ہم یہاں ایک اہم ذمہ داری پوری کرنے آئے ہیں اور
وہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم یہاں سے بلیک کرسٹان نکال کر لے
جائیں تاکہ اسے جلد سے جلد اسرائیل پہنچایا جا سکے“...... عمران نے

کہا تو نوجوان جو جارج تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اگر تمہارا تعلق راک فیلڈ سے ہے تو پھر تم نے مجھے اپنا نام
ٹارزن کیوں بتایا تھا“...... جارج نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹارزن کوڈ نام ہے میرا“...... عمران نے کہا تو نوجوان ایک
طویل سانس لے کر رہ گیا۔ عمران اندھیرے میں تیر چلانے کی
کوشش کر رہا تھا جو اسے ٹھیک نشانے پر لگتے ہوئے معلوم ہو رہے
تھے اس لئے وہ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

”لیکن تم کس بلیک کرسٹان کی بات کر رہے ہو۔ راک فیلڈ نے
تو مجھے ایسا کوئی کام نہیں سونپا اور نہ میں کسی بلیک کرسٹان کی تلاش
میں یہاں آیا ہوں“...... جارج نے کہا تو عمران چونک کر اس کی
شکل دیکھنے لگا۔ وہ سمجھا کہ وہ جارج کو چکر دینے میں کامیاب ہو
گیا ہے لیکن جارج شاید زیادہ ہی گھن چکر تھا۔ اس نے یک لخت
بات ہی پلٹ کر رکھ دی تھی۔

”کیا مطلب۔ اگر تمہیں راک فیلڈ نے یہاں بلیک کرسٹان
کے لئے نہیں بھیجا تو کس لئے بھیجا ہے“...... عمران نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

”راک فیلڈ کے پاس ایک گھڑی تھی جس پر قیمتی ہیرے لگے
ہوئے تھے۔ وہ گھڑی اس نے اس جنگل میں کہیں کھو دی تھی۔ اس
نے مجھے وہ گھڑی ڈھونڈنے کے لئے یہاں آنے کو کہا تھا۔
لیکن......“ جارج نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو ملی اس کی قیمتی گھڑی''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ گھنا جنگل ہے اور ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں ہیں۔ اب میں اتنی چھوٹی سی چیز یہاں کیسے ڈھونڈوں''...... جارج نے کہا۔

''تو اب کیا کرو گے تم''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں واپس جا کر اسے کال کر دوں گا کہ مجھے اس کی گھڑی نہیں ملی اور میں کیا کر سکتا ہوں''...... جارج نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سے وہ آیا تھا اور عمران اسے واپس جاتے دیکھ کر یوں آنکھیں گھمانا شروع ہو گیا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

جارج رکے بغیر پہاڑی کی طرف جا رہا تھا۔ عمران نے اسے کچھ نہ کہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے اپنی حماقت پر غصہ آ رہا تھا کہ اسے فوری طور پر جارج کے سامنے نہیں آنا چاہئے تھا۔ جارج نے شاید اسے پہچان لیا تھا اس لئے وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ کر واپس جا رہا تھا۔ اگر عمران کچھ دیر اور انتظار کر لیتا تو جارج لازماً اس جگہ پہنچ جاتا جہاں راک فیلڈ نے بلیک کرسٹان کا تھیلا چھپایا تھا۔ جارج سے باتیں کرتے ہوئے عمران کو اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ جارج کا تعلق بھی اسرائیل سے ہے اور وہ تربیت یافتہ ایجنٹ

ہے اس لئے اگر اس پر تشدد کیا جائے تو وہ کبھی زبان نہیں کھولے گا۔ کچھ دیر کے بعد جولیا درخت سے اتر کر عمران کے پاس آ گئی۔

''کیا ہو رہا تھا یہ سب۔ وہ واپس کیوں چلا گیا ہے اور تم نے اسے جانے کیوں دیا''...... جولیا نے عمران کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کیا وہ واپس چلا گیا ہے یا کہیں چھپ گیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں وہ رکے بغیر پہاڑی کی دوسری طرف گیا تھا اور پھر میں نے دوربین سے اسے پہاڑی کی سائیڈ سے نکل کر عقبی سڑک کی طرف جاتے دیکھا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ سب میری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیسی حماقت''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔

''ہونہہ۔ تمہیں واقعی فوری طور پر اس کے سامنے نہیں آنا چاہئے تھا''...... جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جولیا نے اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں کو نیچے بلا لیا۔ عمران کی نظریں جھیل پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے اس کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا۔

''اوہ اوہ۔ مونا لیزا۔ مونا لیزا کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔
اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا اسی لمحے سامنے درختوں کے بیچ سے مونا لیزا بھاگتی ہوئی اس طرف آ گئی۔

''مونا لیزا۔ یہاں آؤ جلدی''...... عمران نے اسے دیکھ کر کہا تو وہ تیزی سے عمران کے پاس آ گئی۔

''جب تم نے راک فیلڈ کو یہاں سے بھاگتے دیکھا تھا تو کیا تم نے یہ دیکھا تھا کہ اس کے کپڑے گیلے ہیں یا خشک''...... عمران نے غور سے مونا لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مونا لیزا سوچ میں پڑ گئی پھر اس نے چیخ چیخ کر عمران کو کچھ بتانا شروع کر دیا۔ اس کا جواب سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''گڈ شو۔ تو میرا اندازہ درست ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسا۔ اندازہ اور کیا بتایا ہے تمہیں مونا لیزا نے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے بتایا تھا کہ اس نے راک فیلڈ کو جھیل کی طرف سے بھاگتے دیکھا تھا۔ میں جھیل کا پانی دیکھ رہا تھا تو میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ میں نے مونا لیزا سے راک فیلڈ کے کپڑوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے کپڑے گیلے تھے اور اگر اس کے کپڑے گیلے تھے تو پھر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ راک فیلڈ پہاڑی کی طرف جانے سے پہلے جھیل میں اترا

تھا''...... عمران نے کہا۔

''جھیل میں۔ لیکن کیوں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''راک فیلڈ بے حد عیار اور ذہین ایجنٹ ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جنگل میں ہم اس کے پیچھے پڑے ہیں اور اگر وہ بلیک کرسٹان کا تھیلا لے کر بھاگتا رہا تو ہم کسی نہ کسی مقام پر اسے گھیر سکتے ہیں اس لئے اس نے سب سے پہلے تھیلا چھپانے کا سوچا تاکہ اگر ہم اسے پکڑ بھی لیں تو ہم اس سے بلیک کرسٹان برآمد نہ کر سکیں۔ اب اگر راک فیلڈ کی جگہ میں ہوتا تو میری نظر میں بلیک کرسٹان کا تھیلا چھپانے کے لئے اس جھیل سے بڑھ کر اور کوئی جگہ نہ ہوتی۔ ہم میں سے شاید ہی کوئی ایسا سوچتا کہ جس جھیل سے تھیلا نکالا گیا ہے اسے دوبارہ وہیں چھپا دیا گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا راک فیلڈ نے تھیلا جھیل میں ہی چھپایا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس بات کی تصدیق مونا لیزا کے بیان سے ہوتی ہے کہ اس نے جب راک فیلڈ کو یہاں سے جاتے دیکھا تھا تو اس کا لباس بھیگا ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو اسی لئے وہ آدمی اس جھیل کی طرف آ رہا تھا''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اگر میں جلدی نہ کرتا تو وہ یقیناً جھیل میں اترتا اور جھیل سے تھیلا نکال لاتا''...... عمران نے کہا۔

''اگر تھیلا جھیل میں ہے تو پھر ہمیں اسے ابھی یہاں سے نکال لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ جارج اپنے ساتھ یہاں مسلح افراد کا گروپ لے آئے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ صفدر، کیپٹن شکیل تم دونوں جھیل میں اترو اور تھیلا لے آؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلائے اور وہ فوراً جھیل میں کود گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ جھیل سے نکلے تو تھیلا ان کے ہاتھوں میں تھا۔

''تم واقعی ذہین ہو۔ تم نے ٹھیک اندازہ لگایا تھا کہ راک فیلڈ نے تھیلا اسی جھیل میں چھپایا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں عمران بھی مسکرا دیا۔ تھیلا دیکھ کر مونا لیزا نے بھی انتہائی مسرت بھرے انداز میں چیخنا شروع کر دیا جیسے تھیلا ملنے کی اسے بے حد خوشی ہو رہی ہو۔

عمران نے ممبران کو واپس بھیج دیا تھا۔ وہ سب چونکہ پہاڑی کی
نی سڑک سے آئے تھے اس لئے ان کی کاریں بھی وہیں کھڑی
یں جبکہ عمران پہاڑی راستے سے اس طرف پہنچا تھا اس لئے
ران نے ان سب کو واپس جانے کا کہا اور پھر اس نے بلیک
رستان کا تھیلا کار کی عقبی سیٹ پر رکھا اور مونا لیزا کو سائیڈ سیٹ پر
ا لیا اور پھر وہ جنگل سے روانہ ہو گیا۔

مونا لیزا بے حد خوش دکھائی دے رہی تھی وہ بار بار پلٹ کر
ٹ پر رکھے ہوئے سیاہ تھیلے کو دیکھ رہی تھی جو اس کے مالک میجر
ہاب کی امانت تھی۔

عمران تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا شہر جانے والی سڑک کی
رف مڑا ہی تھا کہ اچانک اسے کار روکنی پڑی۔ وہاں چیکنگ ہو
ی تھی۔ تین چار کاروں کے بعد عمران کا نمبر آ گیا اور پولیس نے
ں کی کار کو گھیر لیا۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کاغذات

ڈیش بورڈ سے نکال کر چیکنگ آفیسر کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ دو پولیس والوں نے پیچھے رکھا ہوا تھیلا اٹھا لیا۔

"کیا ہے اس میں"...... آفیسر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی مشکوک تھا۔ جیسے ہی پولیس والوں نے تھیلا کھینچ کر اٹھایا مونا لیزا بری طرح سے چیخنے لگی اور اس سے پہلے کہ پولیس والے اور عمران کچھ سمجھتے۔ مونا لیزا نے اچھل کر پوری قوت سے ان پولیس والوں پر حملہ کر دیا جنہوں نے تھیلا اٹھایا تھا۔ مونا لیزا نے ان کے چہروں پر تیز ناخن مارے تو وہ چیختے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور تھیلا باہر جا گرا۔ یہ دیکھ کر مونا لیزا اچھلی اور کار سے باہر کود گئی۔ اس نے تیزی سے تھیلا اٹھایا اور اسے کاندھوں پر ڈال کر بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف بھاگتی چلی گئی۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ عمران دیکھتا رہ گیا اور مونا لیزا تھیلا لے کر سڑک کے کناروں پر موجود درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گئی۔

"پکڑو پکڑو۔ جانے نہ پائے"...... پولیس آفیسر نے چیخ کر ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور چیکنگ کرنے والے باقی سپاہی سیاہ فام لڑکی کی طرف دوڑ پڑے۔

"خبردار۔ کار سے نکلو باہر۔ فوراً"...... پولیس آفیسر نے ریوالور کی نال کا رخ عمران کی جانب کرتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے آ گیا۔

"میری بات سنو آفیسر۔ میں کرمنل نہیں ہوں۔ یہ دیکھو میرا

کارڈ"...... عمران نے کہا۔ وہ ان سے بلا وجہ الجھنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے جیب سے ایک کارڈ نکالنے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"شٹ اپ۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ جلدی ورنہ گولی مار دوں گا"...... پولیس آفیسر نے اس کا ہاتھ جیب کی طرف جاتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے پولیس آفیسر کی بوکھلاہٹ اور انداز دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر ہاتھ اٹھا لئے۔ پولیس آفیسر بوکھلاہٹ میں واقعی اس پر گولی چلا سکتا تھا۔

ادھر سپاہی پاگلوں کی طرح درختوں کی جھنڈ کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے جس طرف مونا لیزا تھیلا اٹھا کر بھاگی تھی۔

"ہتھکڑیاں لگا دو اسے۔ یہ اسمگلر ہے۔ پکڑو اسے اور ہتھکڑیاں ڈالو اسے"...... پولیس آفیسر نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران کا چہرہ تن گیا۔ اب معاملہ اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا۔ دوسرے لمحے پولیس آفیسر کا ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اپنا ریوالور عمران کے ہاتھ میں دیکھ کر پولیس آفیسر تو جیسے ساکت ہی ہو کر رہ گیا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ یہ......" پولیس آفیسر نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ زیادہ شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسمگلر نہیں

ہوں۔ میرا تعلق سپیشل برانچ سے ہے۔ یہ دیکھو میرا کارڈ''۔ عمران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا اور کارڈ نکال کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے کانپتے ہاتھوں سے اس سے کارڈ لیا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر کارڈ پر پڑی وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ دوسرے لمحے اس کی ٹانگیں جڑیں اور ہاتھ میکانکی انداز میں پیشانی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کھٹاک سے عمران کو سیلوٹ مار دیا تھا۔ عمران نے اسے جو کارڈ دیا تھا وہ سپیشل برانچ کے چیف کا تھا اور قانون کے مطابق پولیس آفیسر کو سیلوٹ کرنا ہی پڑتا تھا۔ وہاں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ پولیس آفیسر کو اچانک نوجوان کو سیلوٹ مارتے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے تھے ابھی چند لمحے قبل نوجوان کو اسمگلر قرار دے رہا تھا اور اسے ہتھکڑیاں پہنانے کا کہہ رہا تھا اور وہی پولیس آفیسر اسے سیلوٹ مار رہا تھا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر۔ وہ میں۔ وہ وہ......'' پولیس آفیسر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے مونا لیزا کے پیچھے جانے والے سپاہی دوڑتے ہوئے واپس آ گئے۔

''وہ نکل گئی جناب۔ بڑی ہی شاطر لڑکی تھی''...... ایک سپاہی نے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ عمران نے ریوالور پولیس آفیسر کو واپس کر دیا۔

''تم ٹریفک کنٹرول کرو۔ میں اسے خود ہی ڈھونڈ لیتا ہوں اور میری کار سائیڈ پر لگوا دو''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ضرور سر۔ میں ابھی آپ کی کار سائیڈ پر لگوا دیتا ہوں''...... پولیس آفیسر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور سپاہی حیرت سے اپنے آفیسر کی طرف دیکھنے لگے۔ پولیس آفیسر نے انہیں عمران کے بارے میں بتایا تو کھٹ کھٹ سے ان کی بھی عمران کے لئے ایڑیاں بجنا شروع ہو گئیں۔

''جناب اس تھیلے میں کیا تھا اور وہ لڑکی کون تھی جو تھیلا اٹھا کر بھاگ گئی ہے''...... پولیس آفیسر نے عمران سے مخاطب ہو کر ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''کچھ نہیں ہے اس میں۔ تم اپنا کام کرو۔ تمہاری وجہ سے پہلے ہی مسئلہ خراب ہو چکا ہے۔ اگر وہ لڑکی اور سیاہ تھیلا نہ ملا تو تم اور تمہارے ساتھیوں کو ساری عمر جیل میں سڑنا پڑے گا''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور پولیس آفیسر گھبرا کر تیزی سے مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران تیزی سے سڑک کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر وہ درختوں کے جھنڈ کی طرف چلا گیا جس طرف اس نے مونا لیزا کو جاتے دیکھا تھا۔ درختوں کے پاس آ کر وہ زور زور سے مونا لیزا کو پکارنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ مونا لیزا سپاہیوں کے خوف سے کسی درخت پر چڑھ گئی ہو گی اور جب وہ اسے پکارے گا تو وہ واپس آ جائے گی لیکن اس کی پکار کا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔

''یہ تو برا ہوا ہے۔ نجانے مونا لیزا تھیلا لے کر کہاں چلی گئی

ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ درختوں سے آگے بڑھ گیا اور اسے تلاش کرتے ہوئے زور زور سے آوازیں دینے لگا۔

''میرا خیال ہے کہ مجھے یہاں سے چلنا چاہئے۔ مونا لیزا ہوشیار لڑکی ہے۔ وہ تھیلا لے کر سیدھی رانا ہاؤس جائے گی''۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جو پولیس آفیسر نے خود ہی سڑک کے ایک کناوے پر لا کر کھڑی کر دی تھی۔ انہوں نے ٹریفک کھول دی تھی۔ عمران کار میں سوار ہوا اور تیزی سے کار رانا ہاؤس کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ رانا ہاؤس میں تھا۔ رانا ہاؤس پہنچ کر جب عمران کو معلوم ہوا کہ مونا لیزا تھیلا لے کر وہاں نہیں پہنچی ہے تو حقیقتاً اس کے ہوش اُڑ گئے۔ ظاہر ہے اس کے پاس عام تھیلا نہیں تھا۔ اس تھیلے میں دنیا کی قیمتی دھات تھی۔

''گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ مونا لیزا بہت سمجھ دار ہے۔ وہ آ جائے گی''...... میجر شہاب نے عمران کی پریشانی دیکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور سائیڈ میں ہو کر اس نے فوراً بلیک زیرو کو کال کی تا کہ وہ اس سڑک پر فوری طور پر ممبران کو بھیج دے جہاں مونا لیزا تھیلا لے کر بھاگی تھی۔ اس نے بلیک زیرو سے کہا کہ وہ ممبران سے کہے کہ وہ ہر صورت میں مونا لیزا کو تلاش کریں۔ اس کے بعد عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر

، رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر کی طرف سے اسے کوئی ب نہیں مل رہا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کی ڈیوٹی راک فیلڈ اور ڑرا کی نگرانی پر لگا رکھی تھی۔ اس کی طرف سے جواب نہ ملنے پر ان کو یقین ہو گیا کہ ٹائیگر ضرور کسی مصیبت میں ہے۔

عمران نے جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی سسٹم ن کرنے اور میجر شہاب کی حفاظت کا کہا اور پھر وہ کار لے کر ی سے رانا ہاؤس سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی یشانی اور سنجیدگی تھی اور اس کے دماغ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ راک فیلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچا تو اٹک کو کھلا دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پھاٹک کھلا نا اس کے لئے اور زیادہ تشویش کا باعث بن گیا تھا۔ وہ کار ے بغیر تیزی سے اندر لے گیا۔ رہائش گاہ میں خاموشی چھائی ئی تھی۔ عمران نے گیٹ کے ساتھ کار کھڑی کی اور تیزی سے کار ے نکل کر باہر آ گیا۔ اسے سامنے برآمدے میں ایک آدمی اوندھا ا دکھائی دیا تھا جسے اس نے فوراً پہچان لیا تھا۔ وہ ٹائیگر تھا۔ عمران اگ کر ٹائیگر کے پاس آ گیا۔ ٹائیگر کی کمر پر خون ہی خون تھا اور یک جگہ اسے ٹائیگر کی قمیض میں سوراخ دکھائی دیا۔ ٹائیگر کو پیچھے ے گولی ماری گئی تھی۔

عمران تیزی سے ٹائیگر پر جھکا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ ئیگر زندہ تھا لیکن اس کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی۔ عمران

نے جھک کر فوراً اسے اٹھایا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا اور پھر اس نے ٹائیگر کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ ٹائیگر کے وہاں زخمی ہونے کا مطلب تھا کہ راک فیلڈ اور سینڈرا اس رہائش گاہ کو چھوڑ چکے تھے۔

چند ہی لمحوں میں وہ ٹائیگر کو لئے برق رفتاری سے سپیشل ہسپتال کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ اب عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی اور سنجیدگی ابھر آئی تھی۔ ٹائیگر کی حالت بتا رہی تھی کہ صورت حال اس کی توقع سے کہیں زیادہ گمبھیر ہو چکی ہے۔

جارج نے عمران کو فوراً پہچان لیا تھا اور اسے وہاں دیکھ کر وہ گھبرا گیا تھا لیکن اس نے فوراً خود پر قابو پا لیا تھا۔ عمران نے اس سے جس انداز میں باتیں کی تھیں وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران بھی وہاں اس تھیلے کے چکر میں موجود ہے۔

اگر جارج تھیلا حاصل کرنے کے لئے جھیل میں اتر جاتا تو ظاہر ہے عمران اسے آسانی سے تھیلا لے جانے نہیں دے سکتا تھا اور جارج نے یہ بات بھی محسوس کر لی تھی کہ عمران وہاں اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے جو ارد گرد ہی کہیں چھپے ہوئے تھے۔ اس لئے جارج نے وہاں سے نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ وہ اونچی پہاڑی کی طرف گیا اور پھر وہاں سے اپنی کار نکال کر نکلتا چلا گیا۔ اپنے کلب کی طرف جانے کی بجائے وہ سڑک گھوم کر جنگل کی طرف آنا چاہتا تھا تاکہ کسی جگہ چھپ کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھ سکے تاکہ جیسے ہی عمران اور

اس کے ساتھی وہاں سے جائیں وہ جھیل میں اتر کر تھیلا نکال کر وہاں سے چلا جائے۔

وہ لمبا چکر کاٹ کر جنگل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف آیا ہی تھا کہ اسے ایک جگہ پولیس چیکنگ کرتی دکھائی دی۔ وہاں عمران کی کار بھی موجود تھی۔ کار میں عمران کے ساتھ سیاہ فام لڑکی بھی تھی۔ جارج درختوں کے پیچھے دوسری سڑک پر تھا۔ وہ درختوں کے درمیان سے عمران اور سیاہ فام لڑکی کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ انہیں دیکھ کر جارج فوراً کار لے کر سائیڈ میں ہو گیا اور تیز نظروں سے عمران اور سیاہ فام لڑکی کو دیکھنے لگا۔ وہ ان کے وہاں سے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ ان کے جاتے ہی وہ ایک بار پھر جھیل پر پہنچ جائے اور وہاں سے سیاہ تھیلا نکال سکے۔

ابھی وہ عمران اور سیاہ فام لڑکی کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے پولیس والوں کو عمران کی کار کی طرف بڑھتے دیکھا اور پھر وہاں جو کچھ ہوا اسے دیکھ کر جارج حیران رہ گیا تھا۔ دو سپاہیوں نے کار کی پچھلی سیٹ پر رکھا ہوا ایک سیاہ تھیلا اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی انہوں نے تھیلا اٹھایا سیاہ فام لڑکی کسی شیرنی کی طرح گرجتی ہوئی ان پر جھپٹ پڑی اور انہیں زخمی کر دیا۔ سیاہ تھیلا دیکھ کر جارج چونک پڑا۔

''اوہ۔ کہیں یہ وہی تھیلا تو نہیں ہے جس میں دھات موجود ہے''..... جارج نے چونکتے ہوئے کہا۔ حملہ کرنے کی وجہ سے

سپاہیوں سے تھیلا کار سے باہر گر گیا تھا۔ یہ دیکھ کر سیاہ فام لڑکی اچھل کر کار سے باہر آئی اور اس نے اچانک زمین پر گرا ہوا تھیلا اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑ لگا دی۔ وہ دوڑتی ہوئی درختوں کے اسی جھنڈ کی طرف جا رہی تھی جس طرف جارج اپنی کار میں موجود تھا۔

سیاہ فام لڑکی کو تھیلا اٹھا کر اس طرف آتے دیکھ کر جارج بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی کار اسٹارٹ ہی تھی۔ اس نے فوراً کار کے ڈیش بورڈ سے ایک سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ سیاہ فام لڑکی آن کی آن میں درختوں کے جھنڈ میں چلی گئی تھی اور پھر وہ درختوں کے درمیان بھاگتی ہوئی اس طرف سڑک پر آئی اور پھر وہ بغیر دیکھے مخالف سمت میں بھاگنا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر جارج کے چہرہ پر شدید حیرت لہرانے لگی تھی کہ لڑکی وزنی تھیلا اٹھائے یوں بھاگ رہی تھی جیسے اس کے پیروں میں پر لگ گئے ہوں۔ وہ تقریباً ہوا میں اُڑی جا رہی تھی۔

جارج نے فوراً کار گھمائی اور پھر اس نے اپنی کار سڑک پر بھاگتی ہوئی سیاہ فام لڑکی کے پیچھے ڈال دی۔ اپنے پیچھے آتی کار کے انجن کی آواز سن کر سیاہ فام لڑکی نے بھاگتے بھاگتے پلٹ کر دیکھا پھر کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر اس نے تیزی سے سڑک کراس کر کے سڑک کے دوسرے کنارے پر موجود درختوں کی طرف چھلانگ لگا دی لیکن اس سے پہلے کہ وہ درختوں کے درمیان

کہیں غائب ہوتی جارج نے فوراً سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ریوالور سے شعلہ نکلا اور اس نے سیاہ فام لڑکی کو اچھل کر سائیڈ پر گرتے دیکھا۔ اس کے کاندھے سے سیاہ تھیلا گر گیا تھا۔ سیاہ فام لڑکی کو گرتے دیکھ کر جارج سمجھ گیا کہ اس کا نشانہ ٹھیک لگا ہے۔ وہ کار تیزی سے سائیڈ پر لایا اور پھر وہ تیزی سے سڑک کے کنارے پر گرے ہوئے سیاہ تھیلے کی طرف لپکا۔ اس نے پلٹ کر ایک نظر سیاہ فام لڑکی کی طرف دیکھا جو ایک طرف اوندھے منہ پڑی تھی۔ وہ ساکت نظر آ رہی تھی۔ جارج نے فوراً تھیلا اٹھایا اور اسے لے کر اپنی کار کی طرف آ گیا۔ سیاہ تھیلا اس نے اپنی کار کے عقبی سیٹ پر ڈالا اور دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ سیاہ تھیلا لئے انتہائی تیز رفتاری سے کار وہاں سے دوڑاتا لے گیا۔

یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ جب تک سیاہ فام لڑکی کی تلاش میں کوئی اس طرف آتا جارج، سیاہ فام لڑکی کو گولی مار کر سیاہ تھیلا اٹھا کر وہاں سے نکل چکا تھا۔ وہ کار دوڑاتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور پھر مختلف راستوں سے گزرتا ہوا وہ سٹار کلب آ گیا۔ سٹار کلب میں داخل ہو کر اس نے کار روکی اور پھر اس نے کار سے سیاہ تھیلا نکالا اور کلب کے ایک خفیہ راستے سے ہوتا ہوا اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اس نے تھیلا آفس میں لاتے ہی ایک خفیہ جگہ چھپا

دیا تھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سکون دکھائی دے رہا تھا۔

جس تھیلے کو وہ جھیل سے نکالنے کے لئے گیا تھا۔ وہی تھیلا اسے عمران کی ساتھی لڑکی کی وجہ سے بغیر کوئی جدوجہد کئے مل گیا تھا۔ اسے اس بات پر یقین تھا کہ یہی وہ تھیلا ہے جس میں دھات موجود ہے کیونکہ راک فیلڈ نے اسے تھیلے کی چند مخصوص نشانیاں بتا دی تھیں اور وہ تمام نشانیاں اس تھیلے پر موجود تھیں۔ جارج کچھ دیر تک اپنی تھکن دور کرتا رہا پھر اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر راک فیلڈ کو کال کرنی شروع کر دی۔ راک فیلڈ سے رابطہ ہوتے ہی اس نے بتا دیا کہ وہ جھیل سے دھات کا تھیلا نکال کر لانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ راک فیلڈ اس کی کامیابی پر بے حد خوش ہوا اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس آ رہا ہے۔ راک فیلڈ کے پوچھنے پر جارج نے اسے اپنے کلب کا پتہ بتا دیا۔ اگلے ایک گھنٹے کے بعد راک فیلڈ اور سینڈرا اس کے آفس میں تھے اور جارج نے بلیک کرسٹان سے بھرا تھیلا ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔ تھیلا دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر رنگ بکھر گئے تھے۔ راک فیلڈ نے جارج کا شکریہ ادا کیا جو جھیل سے تھیلا نکال لایا تھا۔

''آپ نے بتایا تھا کہ آپ کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ یہاں آتے ہوئے آپ نے احتیاط سے کام لیا ہے نا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ نگرانی کرنے والا یہاں پہنچ جائے''...... جارج نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ وہ اب یہاں نہیں آ سکتا۔ میں نے اسے رہائش گاہ میں گولی مار دی ہے۔ اب وہاں اس کی لاش پڑی ہے اور لاشیں کسی کی نگرانی نہیں کر سکتیں"...... راک فیلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے"...... جارج نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نگرانی کرنے والے کو گولی مارنے کے لئے ہم نے اسے ایک بار پھر ڈاج دیا تھا۔ ہم نے اسے ایسا تاثر دینا شروع کر دیا تھا جیسے ہم اس سے بچ کر رہائش گاہ سے نکل گئے ہیں اور رہائش گاہ خالی ہے۔ ڈاج دینے والا کافی دیر تک انتظار کرتا رہا لیکن جب اسے رہائش گاہ میں کوئی ہلچل دکھائی نہ دی تو وہ چیکنگ کے لئے اندر آ گیا اوز ہم یہی چاہتے تھے۔ ہم برآمدے میں چھپے ہوئے تھے۔ جیسے ہی نگرانی کرنے والا اندر آیا میں نے اس کی کمر میں گولی اتار دی"...... سینڈرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اچھا کیا جو آپ نے اسے ہلاک کر دیا ورنہ وہ خواہ مخواہ ہمارے لئے دردسر بنا رہتا"...... جارج نے کہا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے جارج"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"جیسا آپ کا حکم ہو جناب۔ کہیں تو میں یہ تھیلا لے جاؤں"۔ جارج نے کہا۔

"نہیں۔ اب مسئلہ ہو گا۔ تم نے عمران کو پہچان لیا تھا تو پھر یہ

کیسے ممکن ہے کہ اس نے تمہیں نہ پہچانا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں پہنچ جائیں۔ تمہارے بارے میں ان کے پاس انفارمیشن ہو گی۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ تھیلا اگر تم تک پہنچ گیا ہے تو تم اسے کسی سفارت خانے سے نکالنے کی کوشش کرو گے۔ اس لئے اب اس تھیلے کو یہاں سے نکالنے کا کوئی اور طریقہ سوچنا پڑے گا"...... راک فیلڈ نے کہا۔

"آپ کہیں تو میں یہ تھیلا کافرستان پہنچا دوں۔ وہاں سے ہم کسی بھی سفارتی ذرائع سے تھیلا اسرائیل پہنچا سکتے ہیں"۔ جارج نے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ بالکل ٹھیک ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ جس طرح تم عمران کو ڈاج دے کر نکل آئے تھے اس سے عمران کو یہ شک نہ ہو کہ تھیلا تمہارے پاس ہے۔ میں نے اس کے ساتھی کو گولی مار کر ہلاک کیا ہے تو وہ یقینی طور پر مجھے اور سینڈرا کو ہی تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس دوران اگر تم کسی طرح تھیلا یہاں سے کافرستان پہنچا دو تو ہمارا سارا مسئلہ حل ہو جائے گا"...... راک فیلڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ بھی دو تین روز کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جائیں اور پھر جب معاملہ سرد پڑ جائے گا تو میں آپ کو بھی اپنے ذرائع سے کافرستان پہنچا دوں گا جہاں سے آپ کے لئے نکلنا آسان ہو گا"...... جارج نے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ بھی زبردست تجویز ہے۔ تم بس اب جلد سے جلد یہ تھیلا یہاں سے نکالنے کی تیاری کرو۔ ہم بعد میں بھی نکل سکتے ہیں“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”یس سر۔ میں یہ کام آج ہی بلکہ ابھی کر دیتا ہوں“...... جارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس محتاط رہنا۔ کسی صورت میں تھیلا اب تمہارے ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہئے“...... راک فیلڈ نے کہا۔

”میں سمجھ سکتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ ان کے خیال کے مطابق میں وہاں سے جا چکا تھا اور انہوں نے جس طرح سے جھیل کے اطراف کو گھیرا ہوا تھا انہیں وہاں فوری طور پر میری واپسی کی امید نہیں ہو گی اس لئے انہیں میرا خیال نہیں آئے گا کہ میں واپس آ کر تھیلا جھیل سے نکال کر لے گیا ہوں“...... جارج نے کہا تو راک فیلڈ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس نے راک فیلڈ کو یہی بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد اس نے جھیل میں اتر کر خود ہی تھیلا نکالا تھا۔ سیاہ فام لڑکی والی وہ ساری باتیں گول کر گیا تھا۔ راک فیلڈ اور سینڈرا کچھ دیر جارج سے باتیں کرتے رہے اور پھر وہ جانے کے لئے اٹھے ہی تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان اچھل کر اندر آ گیا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر نہ صرف جارج بلکہ سینڈرا اور راک فیلڈ کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں۔

آنے والا شخص عمران تھا۔ جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور وہ ان کی جانب انتہائی طنز بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر عمران کی نظریں ایک طرف پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے اس تھیلے پر جم گئیں جس میں بلیک کرسٹان موجود تھا۔

عمران کو مونا لیزا دوسری سڑک پر بے ہوش پڑی مل گئی تھی۔ اسے گولی لگی تھی جو اس کی گردن کی سائیڈ کو چیرتی ہوئی نکل گئی تھی۔ عمران نے اسے دیکھ کر فوراً اسے اٹھایا اور کار میں ڈال کر واپس رانا ہاؤس لے آیا۔

رانا ہاؤس لا کر اس نے مونا لیزا کی مرہم پٹی کی اور پھر اس نے مونا لیزا کو طاقت کے چند انجکشن لگا دیئے جس سے مونا لیزا کی حالت جلد ہی سنبھل گئی اور وہ ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آ کر اس نے خود کو رانا ہاؤس میں عمران اور میجر شہاب کے سامنے دیکھا تو اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔

''یہ کہہ رہی ہے کہ یہ پولیس والوں سے بچا کر تھیلا لے کر بھاگ نکلی تھی اور یہ تھیلا لے کر یہاں میرے پاس آ رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ دوسری سڑک پر آئی تو اس کے پیچھے سیاہ رنگ کی ایک کار لگ گئی۔ کار میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے اسے گولی مار دی

اور یہ وہیں بے ہوش ہو کر گر گئی تھی''...... میجر شہاب نے مونا لیزا کی باتیں عمران کو بتاتے ہوئے کہا۔

''اس سے اس آدمی کا حلیہ پوچھیں اور یہ پوچھیں کہ کیا اس نے اس کار کا نمبر چیک کیا تھا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو میجر شہاب، مونا لیزا سے عمران کی بتائی ہوئی باتیں پوچھنا شروع ہو گیا۔ عمران، مونا لیزا کی باتیں کافی حد تک سمجھ رہا تھا لیکن کچھ باتیں ایسی تھیں جو اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں اس لئے وہ میجر شہاب کی مدد لے رہا تھا۔

''سیاہ رنگ کی ہنڈا سوک کار ہے۔ کا کا نمبر بھی اسے یاد ہے''...... میجر شہاب نے کہا اور پھر اس نے عمران کو کار کا ماڈل، اس کا نمبر اور پھر اس آدمی کا حلیہ بتانا شروع کر دیا جس نے مونا لیزا کو گولی ماری تھی۔

''جارج۔ یہ حلیہ تو جارج کا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا تو مونا لیزا ایک بار پھر چیخنا شروع ہو گئی۔ وہ عمران کو بتا رہی تھی کہ یہ وہی انسان ہے جو اسے جھیل کے پاس ملا تھا۔

''ہونہہ۔ تو جارج وہاں سے گیا نہیں تھا بلکہ چکر کاٹ کر دوسری سڑک پر چلا گیا تھا تاکہ ہم جیسے ہی وہاں سے جائیں وہ جھیل سے تھیلا نکال سکے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کمرے سے باہر آ کر سیل فون نکالا اور بلیک زیرو کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ بلیک کرسٹان کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی"...... عمران نے کہا۔

"ممبران نے ہر جگہ چھان ماری ہے عمران صاحب لیکن تھیلے اور سیاہ فام لڑکی کا کچھ پتہ نہیں چلا ہے۔ وہ اب بھی تلاش کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے اصلی آواز میں کہا۔

"سنو۔ مونا لیزا مجھے مل گئی ہے۔ وہ رانا ہاؤس میں ہے لیکن بلیک کرسٹان کا تھیلا اس کے پاس نہیں ہے۔ سٹار کلب کے مالک جارج نے اسے ایک جگہ دیکھ کر گولی مار دی تھی اور اس سے بلیک کرسٹان کا تھیلا لے کر بھاگ گیا تھا۔ تم فوری طور پر ممبران سے کہو کہ وہ سٹار کلب پہنچ جائیں اور سٹار کلب کو گھیر لیں۔ میں بھی فوری طور پر وہاں پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار میں سٹار کلب کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ سٹار کلب پہنچتے ہی اس نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے اور انہوں نے سٹار کلب کو چاروں طرف سے اپنے نرغے میں لیا ہوا تھا۔ عمران نے اشارہ کر کے صفدر کو اپنے پاس بلا لیا۔

"جی عمران صاحب"...... صفدر نے عمران کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں نے اندر جانا ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا عمران اسے لے کر تیزی سے کلب میں داخل ہو گیا۔ کلب کا ہال اس وقت خالی تھا۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان موجود تھا۔ وہ دونوں تیزی سے کاؤنٹر کی جانب بڑھے۔

"یس سر"...... کاؤنٹر مین نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے با اخلاق لہجے میں کہا۔

"جارج نے بلایا ہے۔ کہاں ہے اس کا دفتر"...... عمران نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس طرف۔ وہ سامنے باس کا آفس ہے"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے مڑا اور صفدر کے ساتھ تیز تیز چلتا ہوا سامنے جارج کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر بھی اس کے ہمراہ تھا۔

"تم یہیں رکو اور جو اندر آنے کی کوشش کرے اسے آف کر دینا"...... عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور صفدر نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔ انہیں مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر وہاں موجود دو مسلح افراد بری طرح سے چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اسی لمحے عمران نے دروازے پر زور دار لات مار دی۔ دروازہ اندر سے لاک نہیں تھا۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ آفس میں داخل ہوتے ہی اس

کی نظریں جارج اور اس کے سامنے بیٹھے ہوئے جوڑے پر پڑیں تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ ان دونوں کو پہچان گیا تھا جو راک فیلڈ اور سینڈرا تھے۔ پھر عمران کی نظریں سامنے میز پر پڑے ہوئے تھیلے پر پڑیں تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تو یہ تھیلا بے چارہ یہاں پڑا ہے جس کی تلاش میں میں اور میرے ساتھی شہر کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں''...... عمران نے پیر سے دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

''کیوں آئے ہو تم یہاں''...... راک فیلڈ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''عم عم۔عمران''...... جارج کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا اس نے تیزی سے اپنی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اسی لمحے کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ سے گونجا اور جارج سینے پر گولیاں کھاتا ہوا اچھلا اور الٹ کر اپنی کرسی سمیت پیچھے جا گرا۔ عمران کو اس طرح جارج پر گولیاں برساتے دیکھ کر راک فیلڈ اور سینڈرا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم یہاں کیسے پہنچے''...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''میری سونگھنے کی حس بے حد تیز ہے۔ میں نے بلیک کرستان کی بو میلوں دور سے سونگھ لی تھی کہ یہ کہاں ہے۔ تم نے ٹائیگر کو

گولی مار کر میرے دل میں موجود اپنے لئے ساری ہمدردیاں ختم کر دی ہیں۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہ تھیلا میرے حوالے کر دو''...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بلا کا اطمینان تھا۔

''ہونہہ۔ مجھے اعتراف ہے علی عمران کہ تم میں غیر معمولی صلاحیتیں ہیں لیکن تم مجھے نہیں جانتے۔ میں اسرائیل کا ٹاپ ایٹ ایجنٹ ہوں۔ میں نے آج تک زندگی میں کبھی کسی مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا اور اس بار بھی ایسا ہی ہو گا''...... راک فیلڈ نے سرد اور کرخت لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ اب بھی تم میں کافی دم خم لگ رہا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ اور اب تمہاری لاش ہمیشہ کے لئے کسی گٹر میں سڑتی رہے گی کیونکہ میں تمہیں یہاں سے زندہ نہیں جانے دوں گا''۔ راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے ایک فائر ہوا اور عمران کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلتا چلا گیا۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو اسے سینڈرا کے ہاتھ میں ایک منی پسٹل دکھائی دیا۔ عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''گڈ شو۔ اچھا نشانہ ہے تمہارا''...... عمران نے کہا۔ وہ چونکہ راک فیلڈ سے بات کر رہا تھا اس لئے سینڈرا نے موقع کا فائدہ اٹھا کر نجانے کب منی پسٹل نکال لیا تھا اور اس نے جان بوجھ کر عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کو نشانہ بنایا تھا۔

''اگلی گولی ٹھیک تمہارے دل میں اترے گی علی عمران''۔ سینڈرا نے کہا۔ اسی وقت راک فیلڈ نے آگے بڑھ کر عمران کا گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

''سوچ لو۔ تم یہاں سے بلیک کرستان لے کر نہیں نکل سکو گے۔ یہ مت سمجھنا کہ میں یہاں اکیلا ہوں۔ اس کلب کو چاروں اطراف سے سیکرٹ سروس نے گھیر رکھا ہے اور چیف نے ان سب کو ہدایات دے رکھی ہیں کہ جو اس کلب سے نکلے اسے گولی سے اُڑا دیا جائے''...... عمران نے مطمئن انداز میں کہا۔

''اب تم ہمیں یہاں سے لے کر نکلو گے۔ چلو کھولو دروازہ اور سینڈرا تم یہ تھیلا اٹھا لو''...... راک فیلڈ نے پہلے عمران سے اور پھر سینڈرا سے مخاطب ہو کر کہا تو سینڈرا آگے بڑھی اور اس نے تھیلا اٹھا لیا۔

''یہ تو کافی بھاری ہے لیکن خیر میں اٹھا لوں گی''...... سینڈرا نے کہا۔

''دروازہ کھولو جلدی''...... راک فیلڈ نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا اسی لمحے راک فیلڈ نے عمران پر فائر کھول دیا۔ عمران کی نظریں اس کے مشین پسٹل پر ہی تھیں اسے ٹریگر دباتے دیکھ کر عمران نے بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں چھلانگ لگا دی۔ گولیاں کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئیں۔ عمران گرتے ہی

تیزی سے پلٹا تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ راک فیلڈ اور سینڈرا تیزی سے دروازے سے نکل رہے تھے۔ عمران اٹھ کر ان کے پیچھے بھاگا۔

''یہ راک فیلڈ اور سینڈرا ہے۔ پکڑو انہیں صفدر''...... عمران نے باہر آ کر چیختے ہوئے کہا تو ایک طرف کھڑا صفدر تیزی سے حرکت میں آیا اور سینڈرا اور راک فیلڈ کی طرف بھاگ پڑا جو بیرونی دروازے کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ کے ایک کمرے میں گھس گئے تھے۔ عمران اور صفدر تیزی سے دروازے کی طرف آئے لیکن اتنی دیر میں دروازہ بند ہو چکا تھا۔

''توڑو دروازہ جلدی''...... عمران نے چیخ کر کہا تو صفدر نے دروازے کے لاک پر فائر کرنا شروع کر دیا۔ لاک کے پرخچے اُڑ گئے۔ عمران نے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ عمران اور صفدر ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ اسی لمحے انہیں سائیڈ میں ایک اور دروازہ دکھائی دیا جو کھلا ہوا تھا اور سینڈرا اور راک فیلڈ اس سے اندر جا رہے تھے۔ صفدر نے فوراً ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن اتنی دیر میں وہ دونوں دروازے سے گزر چکے تھے۔

عمران اور صفدر بھاگتے ہوئے آگے بڑھے تو انہیں نیچے سیڑھیاں جاتی دکھائی دیں۔ وہ دونوں تمام احتیاط بالائے طاق رکھ کر دروازے میں گھسے اور سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

نیچے تہہ خانہ تھا۔ تہہ خانے میں ہر طرف بڑے بڑے باکس اور پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ عمران اور صفدر جیسے ہی نیچے آئے ایک بڑے باکس کے پیچھے سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑی۔ عمران اور صفدر فوراً جھک گئے۔ صفدر مشین پسٹل لئے جھکے جھکے انداز میں دائیں طرف موجود باکسز کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اسی لمحے عمران کو بائیں طرف سے کھٹکا سنائی دیا تو وہ اچھل کر فرش پر گرا اور اس طرف سے چلنے والی گولی عین اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ عمران نیچے گرتے ہی پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپا اور اس نے اچھل کر اس باکس پر زوردار انداز میں ٹانگیں مار دیں۔ باکس دوسری طرف گرا تو اس طرف سے ایک چیخ سنائی دی۔ عمران تیزی سے اس طرف آیا تو باکس کے نیچے سینڈرا موجود تھی۔ باکس اس کے سر پر گرا تھا جس کی وجہ سے اس کی چیخ نکل گئی تھی اور وہ بھاری باکس کے نیچے بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔ اسی لمحے سائیڈ سے مشین پسٹل کے گرجنے اور ایک انسانی چیخ کی آواز سنائی دی تو عمران سینڈرا کا منی پسٹل اٹھا کر ادھر دوڑ پڑا۔

''عمران صاحب۔ راک فیلڈ اس کمرے میں ہے''...... اسی لمحے صفدر نے چیخ کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سائیڈ میں ہو گیا تاکہ اندر سے اس پر فائر نہ کھولا جا سکے۔ صفدر کا ایک کاندھا زخمی دکھائی دے رہا تھا۔ شاید اندر سے راک فیلڈ نے اس پر گولیاں برسائی تھیں جن میں سے ایک گولی صفدر کے کاندھے کو ادھیڑتی ہوئی گزر

گئی تھی اور عمران نے اسی کے چیخنے کی آواز سنی تھی۔

''راک فیلڈ۔ مشین پسٹل پھینک کر باہر آ جاؤ ورنہ میں اس کمرے میں بم پھینک دوں گا''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور اندر سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی لیکن عمران اور صفدر چونکہ سائیڈ میں تھے اس لئے گولیوں سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔

''میں آخری بار کہہ رہا ہوں راک فیلڈ۔ تمہارے پاس یہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ بہتر ہے خود کو میرے حوالے کر دو ورنہ......'' عمران نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا تو اس بار اندر سے فائرنگ ہونے کی بجائے مشین پسٹل باہر آ گرا۔ یہ عمران کا ہی مشین پسٹل تھا جو راک فیلڈ لے گیا تھا۔

''گڈ شو۔ اب دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر باہر آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو کچھ ہی دیر میں راک فیلڈ دونوں ہاتھ اٹھائے باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ، غصہ اور شکست کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اور اس کی آنکھوں میں وحشت نمایاں تھی۔

''میں نے سینڈرا کی چیخ سنی تھی۔ کیا تم نے اسے ہلاک کر دیا ہے''...... راک فیلڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اسے شاید بے ہوش ہونے کا زیادہ شوق ہے۔ تھوڑی سی زخمی ہے مگر زندہ ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے اس کے پاس لے چلو''...... راک فیلڈ نے کہا۔

''پہلے بتاؤ بلیک کرستان کا تھیلا کہاں ہے''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ تم مجھے سینڈرا کے پاس لے چلو''...... راک فیلڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''سنو۔ راک فیلڈ۔ وہ وقت گزر گیا ہے جب میں تمہاری ہر بات نظر انداز کرتا آ رہا تھا لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ سیدھی طرح بلیک کرستان کے بارے میں بتا دو ورنہ اس بار تمہاری جسم سے ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہے گی''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ہمت ہے تو ایسا کر کے دیکھ لو۔ راک فیلڈ نام کا ہی نہیں حقیقت میں راک فیلڈ ہے جسے توڑنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے''......راک فیلڈ کے لہجے میں بھی غراہٹ تھی۔

''ہونہہ۔ تو تم ایسے نہیں مانو گے۔ مجھے تمہاری ٹیڑھی دم سیدھی کرنی ہی پڑے گی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے راک فیلڈ پر چھلانگ لگا دی۔ راک فیلڈ اسے چھلانگ لگاتے دیکھ کر تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کی ٹانگ حرکت میں آئی لیکن شاید اسے عمران کی صلاحیتوں کا صحیح علم نہیں تھا۔ عمران نے راستے میں ہی اپنا جسم موڑا اور پھر راک فیلڈ کے قریب جا کر وہ الٹی قلابازی کھا کر اس کے سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ راک

فیلڈ کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس نے انتہائی چابک دستی سے اپنی ٹانگیں راک فیلڈ کی گردن میں ڈالیں اور راک فیلڈ کو زور دار جھٹکا دے کر نیچے گرا دیا۔ اس سے پہلے کہ راک فیلڈ اٹھتا عمران جس کے ہاتھ زمین پر جمے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے جسم کے اگلے حصے کا سارا بوجھ اس پر ڈالا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کا پچھلا حصہ یک لخت اوپر کو اٹھا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا راک فیلڈ کا طاقتور جسم فضا میں اڑتا چلا گیا اور پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔

راک فیلڈ بھی ماہر فائٹر تھا۔ دیوار کی طرف جاتے ہی اس نے اپنا جسم حیرت انگیز طریقے سے موڑا اور وہ دیوار سے ٹکرا کر کسی کھلے ہوئے سپرنگ کی طرف بجلی کی سی تیزی سے واپس آیا اور اس بار وہ عمران کی بجائے صفدر سے ٹکرایا اور صفدر اور راک فیلڈ دھماکے سے نیچے گرے ہی تھے کہ راک فیلڈ نے جھٹکا کھایا اور صفدر کا جسم اُڑتا ہوا سائیڈ میں کھڑے عمران سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرے، راک فیلڈ نے جھپٹ کر سائیڈ پر گرا ہوا صفدر کا مشین پسٹل اٹھا لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کی نال ان کی طرف کرتا عمران یک لخت اچھلا اور پوری قوت سے راک فیلڈ سے آ ٹکرایا۔ راک فیلڈ اس کی ٹکر کھا کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا۔ اس نے عمران کو جھٹکنے کی کوشش کی لیکن عمران اس سے ٹکراتے ہی یک لخت خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح

فرش پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی راک فیلڈ کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ اس کی دونوں ٹانگیں عمران کی گرفت میں تھیں اور اس کی گردن دیوار کی جڑ کے ساتھ پھنس گئی تھی۔ عمران کے ایک ہی زور دار جھٹکے کی وجہ سے اس کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا تھا اور پھر کڑاکے کی ساتھ ہی راک فیلڈ کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس نے تڑپ کر سائیڈ میں اپنا جسم سیدھا کرنا چاہا تاکہ اس خوفناک داؤ سے بچ سکے لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جھٹکا کھانے کی وجہ سے راک فیلڈ کی ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کے ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دیں اور راک فیلڈ کا جسم مردہ چھپکلی کی طرح لٹک کر رہ گیا۔ مہرے ٹوٹنے کی آواز سنتے ہی عمران نے جھٹکا دے کر اسے چھوڑ دیا اور راک فیلڈ مردہ چھپکلی کی طرح فرش پر گر پڑا۔ وہ بے حس ہو گیا تھا۔

''بس۔ اتنی ہمت تھی تم میں۔ تم تو ٹاپ ایٹ کے ٹاپ ایجنٹ ہو اور خود کو زبردست فائٹر کہتے ہو''...... عمران نے حقارت بھرے انداز میں کہا

''کک کک۔ کاش کہ میں تمہارے داؤ میں نہ آیا ہوتا''۔ راک فیلڈ نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا اور اس کا سر ڈھلکتا چلا گیا۔ اسی لمحے صفدر نے جھپٹ کر اپنا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

''صفدر۔ تلاش کرو تھیلا۔ یہیں کہیں ہو گا''...... عمران نے کہا تو

صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور بلیک کرسٹان کا تھیلا تلاش کرنے لگا۔ عمران نے وہاں موجود چند باکس کھولے تو ان میں اسے بھاری تعداد میں اسلحہ اور منشیات دکھائی دیں۔

''گڈ شو۔ چلو سوپر فیاض کے سینے پر ایک اور تمغہ لگنے کا مال مل گیا ہے۔ وہ جو کچھ کمائے گا اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تو مجھے بھی مل ہی جائے گا''...... عمران نے نارمل انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ ہی دیر میں صفدر بلیک کرسٹان کا تھیلا لے کر آ گیا۔

''یہی ہے نا وہ تھیلا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہی ہے فساد کی جڑ جس نے ہم سب کو نچا کر رکھ دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اب اس کا کیا کرنا ہے''...... صفدر نے راک فیلڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''پڑا رہنے دو اسے۔ تھوڑی دیر تک سوپر فیاض آئے گا اور اسے لے جائے گا۔ اس نے سوپر فیاض کو بھی چکمہ دینے کی کوشش کی تھی وہ پہلے ہی اس پر بھرا بیٹھا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بے حد خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر سوپر فیاض کے ہاتھوں سے نکل جائے''...... صفدر نے کہا۔

''اب سوپر فیاض کے ہاتھوں سے یہ نہیں نکل سکے گا کیونکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ البتہ جب میں سوپر فیاض سے اپنا حصہ مانگوں گا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ہاتھوں

طوطے اڑ جائیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ بلیک کرستان کا تھیلا لے کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

ختم شد

کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود کا مشترکہ ایڈونچر

خاص نمبر

ہاٹ ورلڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ ورلڈ ☚ یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم جس کے یہودی سائنس دان خفیہ لیبارٹری میں ایسا ہتھیار تیار کرنے میں مصروف تھے جو پوری دنیا کے مسلم ممالک کو انسانوں سمیت جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا سکتا تھا۔ ایسا خوفناک ہتھیار جس کے سامنے ایٹم بم بھی پھلجڑی بن کر رہ گیا تھا۔

ہاٹ ورلڈ ☚ جس کی خفیہ لیبارٹریاں ایسے علاقے میں ایسے انداز میں تیار کی گئی تھیں کہ انہیں ناقابل تسخیر لیبارٹریاں سمجھا جا سکتا تھا۔

ہاٹ ورلڈ ☚ جس کے مقابل مسلم دنیا کے تین عظیم ایجنٹ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود بیک وقت حرکت میں آ گئے اور پھر وہ تینوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کیا واقعی ——؟

سلیکا ☚ کرنل فریدی کی ساتھی۔ جس نے اس مشن میں ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہ کرنل فریدی جیسا ہارڈ سٹون بھی اس کی تحسین کرنے پر مجبور ہو گیا۔

پرنسز مارشیا ☚ جو ڈاکٹر اشتیاق کی موت ساتھ لئے پھر رہی تھی لیکن وہ خود اس موت کا شکار بن گئی۔ کیسے اور کیوں ——؟

فوگاشے اور انجلینا ☚ جنہوں نے ایک گیم کلب میں کروڑوں ڈالرز کی بلائنڈ گیم کھیلنی شروع کر دی۔ کیوں ——؟

ڈاکٹر اشتیاق ☚ جو پاکیشیا کی زیرو ٹو لیبارٹری کا انچارج تھا۔ وہ فوگاشے اور انجلینا کو لیبارٹری میں لے گیا۔ کیوں ——؟

زیرو ٹو لیبارٹری ☚ جس کا کنٹرول ایک ماسٹر کمپیوٹر کے پاس تھا اس کمپیوٹر پر فوگاشے نے قبضہ کر لیا۔ کیسے ——؟

وہ لمحہ ☚ جب فوگاشے اور انجلینا نے زیرو ٹو لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے ماسٹر کمپیوٹر کو ہدایات دینا شروع کیں تو ماسٹر کمپیوٹر نے انہیں کک آؤٹ کر کے لیبارٹری سے باہر پھینک دیا۔ کیسے ——؟

کیا ☚ عمران، فوگاشے کے ہیڈلاک وار سے زندہ بچ سکا۔ یا ——؟

کیا ☚ مارشیا اس آدمی کو تلاش کر سکی جس کی شکل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ممبر سے ملتی تھی۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران۔ جو مارشیا کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ؟

سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک انتہائی انوکھی اور حیران کر دینے والی کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

وہ لمحہ ⸙ جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود نے ان ناقابل تسخیر لیبارٹریوں کو تسخیر تو کر لیا لیکن یہ سب کچھ کر لینے کے باوجود وہ صرف ہاتھ ملتے رہ گئے۔ کیوں۔ کیا ہوا تھا۔

وہ لمحہ ⸙ جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود تینوں عظیم کردار باوجود جان توڑ جدوجہد کے مقابل ایجنٹوں کے سامنے بے بس ولاچار نظر آنے لگے۔ کیوں —— ؟

⸙ کیا کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود ہاٹ ورلڈ کے خلاف کامیاب بھی ہو سکے یا —— ؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، دلچسپ اور یادگار ایڈونچر، اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جسے صدیوں تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

اردو جاسوسی ادب میں ایک لازوال اضافہ

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران اور میجر پرمود کا صامالی قزاقوں کے خلاف نان سٹاپ ایکشن اور ایڈونچر فل مشترکہ کارنامہ

مکمل ناول

بلیک شارک

مصنف
ظہیر احمد

لیک شارک —— صامالی قزاقوں کا ایک ایسا نیٹ ورک جو ایشیا کے تمام بحری جہازوں کو دھڑلے سے اغوا کر لیتا تھا۔

لیک شارک —— جو اغوا کیے ہوئے جہاز کے تمام مسافروں کو یرغمال بنا کر ان ممالک سے بڑے بڑے تاوان طلب کرتے تھے جن ملکوں کے مسافر ان کے پاس قید ہوتے تھے۔

یک شارک —— جس کا ایک گروپ بلیک پائریٹ کہلاتا تھا۔

یک پائریٹ —— جو تاوان نہ ملنے کی صورت میں قیدیوں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیتا تھا۔

یک پائریٹ —— جس کا سربراہ بلیک شارک تھا۔ بلیک شارک کون تھا اور کہاں رہتا تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔

یک پائریٹ —— جس نے بلگارنیہ کا ایک ایسا بحری جہاز اغوا کر لیا جس میں نہ صرف پاکیشیا کے دو نامور سائنس دان بھی موجود تھے بلکہ اس جہاز میں ایک مسافر ایسا بھی تھا جس کا تعلق اسرائیل سے تھا۔

سرائیلی ایجنٹ —— جو بلگارنیہ سے ایک انتہائی اہم اور بڑی ایٹمی لیبارٹری کا نقشہ لے اُڑا تھا۔

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد کارنامہ

مکمل ناول

ای سٹی

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ای سٹی —— ایکریمین ریاست جارجین میں واقع ایک ایسا شہر جو مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرول میں تھا۔ کیسے اور کیوں ——؟

ای سٹی —— جہاں ایکریمیا کی سب سے قیمتی دو لیبارٹریاں تھیں اور انہی لیبارٹریوں کی حفاظت کے لئے ای سٹی قائم کیا گیا تھا۔

ای سٹی —— جس کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور وہ تھا بھی ناقابل تسخیر۔

—— پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے ای سٹی پہنچا دیا گیا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ای سٹی میں داخل نہ ہو سکے۔

—— پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ملک کے سائنس دان کو واپس لانے کے لئے جب حرکت میں آئی تو وہ ای سٹی میں داخل ہونے کے لئے ٹکریں مارتی رہ گئی۔ کیوں ——؟

میجر پرمود —— جس نے صامالی قزاقوں کے خلاف کام کرنے کے لئے عمران کو بھی دعوت دی لیکن عمران نے اس کی دعوت مسترد کر دی۔ کیوں ——؟

میجر پرمود —— جو بلیک پائریٹ کے خلاف بھرپور اور مؤثر کارروائی کرنے کے لئے صامالیہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں پہنچ گیا۔

میجر پرمود —— جس کے ساتھ لیڈی بلیک، وائٹ شارک اور لاٹوش بھی موجود تھے۔ وہ سب جنگل کی ایک گہری اور خونی دلدل میں گر گئے۔

کیا —— میجر پرمود اور اس کے ساتھی واقعی موت کی دلدل میں ہمیشہ کے لئے گم ہو گئے تھے۔ یا ——؟

عمران —— جو اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو لے کر بلیک شارک کی تلاش میں نکلا تھا۔ لیکن ——؟

عمران —— جس کی راہ میں قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی ان رکاوٹوں کو دور کرتے چلے گئے۔

وہ لمحہ —— جب میجر پرمود ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر صامالیہ کے ایک جزیرے پر موت بن کر چھا گیا اور پھر ——؟

صامالی قزاقوں کے بھیانک اور انسانیت سوز مظالم پر لکھی گئی

ایک ایسی داستان جو شاید اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہو گی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

— ای سٹی کی حفاظت کے لئے نہ صرف ای سٹی میں سیکورٹی زون موجود تھا بلکہ ایکریمیا کی ٹاپ بلیک ایجنسی کا سپر سیکشن بھی پہنچا دیا گیا۔ پھر؟

— پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلیک ایجنسی کے درمیان ہونے والا ہولناک ٹکراؤ۔ ایسا ٹکراؤ جہاں موت اور زندگی کی جنگ لڑی گئی۔

وہ لمحہ — جب عمران اپنی ذہانت سے نہ صرف ای سٹی میں اپنے ساتھیوں سمیت داخل ہو گیا بلکہ اس نے سیکورٹی زون پر بھی قبضہ کر لیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ جب مشن کے عین آخری لمحات میں سیکرٹ سروس نے عمران کو مزید اپنا لیڈر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں اور عمران کا رد عمل کیا ہوا۔

انتہائی حیرت انگیز واقعات، دلچسپ اور منفرد انداز کا کارنامہ